www.KitaboSunnat.com

لسانِ رسالت ﷺ سے جنت کی بشارت پانے والے
جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دلآویز اور اثر انگیز تذکرہ

# مبشر صحابہ رضی اللہ عنہم

تالیف محمود احمد غضنفر

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

# نام کتاب: مبشر صحابہ رضی اللہ عنہم


تالیف: محمود احمد غضنفر

طابع وناشر: مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

سال اشاعت: مارچ ۲۰۱۵ء

تعداد اشاعت: ایک ہزار ایک سو

صفحات: 448

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الفہیم ریحان مارکیٹ، دھوبیا ملی روڈ، صدر چوک مئوناتھ بھنجن

| | |
|---|---|
| القرآن پبلیکیشنز سری نگر، زاہد مختار پبلیکیشنز سری نگر | مکتبہ دارالسلام سری نگر، مکتبہ مسلم سری نگر، بیت القلم سری نگر |
| اسلام ورلڈ بنگلور ، کوہ نور انٹر پرائزز اورنگ آباد | دکن ٹریڈرس مغل پورہ، حیدرآباد 040-24521777 |
| عمری بک ڈپو، کرلا ممبئی 9819961879 | مکتبہ الاحسان - مکتبہ دارین ندوۃ العلماء روڈ لکھنو |
| شمسی بک سینٹر، شمسی مالدہ - اسلام بک سینٹر، شمسی مالدہ | منور جمال مکتبہ معارف بھنڈی بازار ممبئی 9833845651 |
| مکتبہ دار السلام اننت ناگ کشمیر، مکتبہ الحرمین کولکاتا | مکتبہ نعیمیہ دیوبند - مکتبہ عکاظ محلہ بڑضیاء الحق - دیوبند |
| صدیقیہ بک ڈپو - بھنڈی بازار ممبئی 9769882781 | فیضی بک ڈپو، ٹولی چوکی حیدرآباد، 8686474855 |
| سلفی اسلامی بکس، ممبئی، 9220543191 | ھدیٰ بک ڈسٹریبیوٹرس حیدرآباد 9849330850 |
| محفوظ بک ڈپو مالیگاؤں، خیر بک ڈپو ڈمریا گنج | عبداللہ بک ڈپو، مالیگاؤں، سنی بک ڈپو، مالیگاؤں |
| مکتبہ السنۃ، گھگھوری محلہ، ممبئی 8097444448 | اطفال بک ڈپو، مالیگاؤں، ہمالیہ بک ڈپو، اورنگ آباد |
| بیسٹ سیلر سری نگر، مکتبہ دارالسلام اننت ناگ، کشمیر | دارالکتاب شولہ پور، پاکیزہ بک ہاؤس سبزی باغ پٹنہ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتبۃ الفہیم

لسانِ رسالت ﷺ سے جنت کی بشارت پانے والے
جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دلآویز اور اثر انگیز تذکرہ

# مبشر صحابہ رضی اللہ عنہم

تالیف محمود احمد غضنفر

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن، یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph. (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
Facebook : maktabaalfaheem

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فہرست عنوانات

## جنت کے باشندے


عرض ناشر ........ 7

حرفِ چند ........ 8

جنت کی جھلک ........ 10

① سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ........ 21

② سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ........ 55

③ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ........ 97

④ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ........ 127

⑤ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ........ 147

⑥ سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ........ 159

⑦ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ........ 171

⑧ سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ ........ 189

⑨ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ ........ 203

⑩ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ........ 213

⑪ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ........ 223


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| | | |
|---|---|---|
| ⑫ | سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ | 249 |
| 13 | سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ | 265 |
| ⑭ | سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ | 279 |
| ⑮ | سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ | 293 |
| ⑯ | سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ | 307 |
| ⑰ | سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ | 319 |
| ⑱ | سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ | 331 |
| ⑲ | سیدنا ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ | 353 |
| ⑳ | سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ | 373 |
| ㉑ | سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ | 393 |
| ㉒ | سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ | 415 |
| ㉓ | سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ | 425 |
| 24 | سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ | 435 |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# عرض ناشر

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَسَلَّمَ ، أَمَّا بَعْدُ!

رسول اللہ ﷺ کی مبارک زبان سے جنت کی بشارت پانے والے خوش نصیب جلیل القدر چوبیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دلربا تذکرہ ''مبشر صحابہ'' پیش خدمت ہے جسے قلم بند کرنے کی سعادت مداح صحابہؓ ابوضیاء محمود احمد غضنفر کو حاصل ہوئی ہے اس سے پہلے ''صحابیات مبشراتؓ'' منظر عام پر آ کر دادِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔ ''مبشر صحابہؓ'' کو شائع کرنے کی سعادت مکتبہ الفہیم مئو کو حاصل ہو رہی ہے۔

امید ہے کہ قارئین کرام حسب سابق اس کتاب کو بھی بنظر استحسان دیکھیں گے۔

جملہ معزز قارئین کرام کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ اپنی خصوصی دعاؤں میں مؤلف اور ناشر کو بھی یاد رکھیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حرفِ چند

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ!

رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اپنی زندگی میں جنت کی بشارت پانے والے خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات زندگی پیش خدمت ہیں۔ اس تاریخی، ادبی اور علمی سوانحی مرقع کا نام ''مبشر صحابہ رضی اللہ عنہم'' رکھا گیا ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے حالات زندگی پر مشتمل اس سے پہلے مختلف عنوانات پر درج ذیل کتابیں مرتب کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور وہ زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے۔

① حکمران صحابہؓ
② جرنیل صحابہؓ (اردو ۔ انگلش)
③ شہسوار صحابہؓ
④ حیات صحابہؓ کے درخشاں پہلو
⑤ حیات تابعینؒ کے درخشاں پہلو
⑥ صحابیات مبشراتؓ (اردو ۔ انگلش)
⑦ صحابیات طیباتؓ
⑧ عہد تابعینؒ کی جلیل القدر خواتین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



⑨ فقہائے مدینہ

⑩ خواتین اہل بیت

اب اس سلسلے کی گیارہویں کتاب مبشر صحابہؓ پیش خدمت ہے۔

اس میں ۲۴ صحابہ کرام کے حالات زندگی قلم بند کئے گئے ہیں' جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جنت کی بشارت ملی۔ ان میں سے پہلے دس صحابہ کرام تو وہ ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں جنتی ہونے کی نوید سنائی باقی ۱۴ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ ہیں جنہیں مختلف مقامات پر انفرادی طور پر جنتی ہونے کی بشارت دی۔ یہ کتاب اپنے مندرجات اور اسلوب نگارش کے اعتبار سے کس نوعیت کی ہے یہ تو قارئین کرام ہی صحیح فیصلہ کریں گے۔ میں نے تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے جنت کی بشارت پانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سوانح حیات کی ایک جھلک پیش کی ہے۔ امید ہے یہ کتاب بھی علمی ادبی اور تربیتی حلقوں میں پسند کی جائے گی۔

ابوضیاء محمود احمد غضنفر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# جنت کی جھلک

## قرآن وسنت کی روشنی میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ!

انسان کی اصل کامیابی و کامرانی یہ ہے کہ اسے جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا جائے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جنت بنائی ہی ان لوگوں کے لیے ہے جو متقی اور پرہیز گار ہیں۔ جنہوں نے اپنی پوری زندگی، ایمان اور تقویٰ کی بنیاد پر بسر کی جنہیں اللہ تعالیٰ کی محبت اور ولایت کا اعزاز حاصل ہوا۔ میں قارئین کی خدمت میں جنت کی بہاروں اور اس کی رعنائیوں کی ایک جھلک قرآن وسنت کی روشنی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، تاکہ ہمارے دلوں میں بھی اس اعلیٰ، ارفع اور محبوب منزل کو پالینے کا جذبہ پیدا ہو۔ ہماری کامیابی اور خوش نصیبی کا راز اسی میں ہے کہ ہمارا نام بھی ان خوش قسمت لوگوں کی فہرست میں شامل کر لیا جائے جو جنت کے وارث بنیں گے۔

آیئے قرآن وسنت کی روشنی میں جنت کی دلفریب جھلکیوں کا مشاہدہ کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

### ✪ سدا بہار جنت کی رونقیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هٰذَا ذِكْرٌ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ○ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ○ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ○ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ○ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ○ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴾ [صٓ ۳۸ : ۴۴ - ۵۱]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



’’یہ تو ان کا ذکر ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سب متقیوں کے لیے اچھا ٹھکانہ ہے۔ سدا بہار باغات ہیں جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوں گے۔ وہ اس میں تکیہ لگائے ہوں گے اور وہاں بہت سے لذیذ میوے اور مشروب طلب کریں گے۔ نیز ان کے پاس نگاہیں جھکائے رکھنے والی ہم عمر بیویاں بھی ہوں گی۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے‘ حساب کے دن بے شک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا‘‘۔

### ✪ اہل تقویٰ کے لیے جنت کے دروازے کھلے ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى اِذَا جَاءُوهَا وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِيْنَ ﴾ [الزمر: ۳۹، ۷۳]

’’جو اپنے رب سے ڈرتے رہے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف چلایا جائے گا‘ یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھولے جائیں گے‘ تو اس کے داروغے انہیں کہیں گے‘ تم پر سلامتی ہو‘ خوش ہو جاؤ اور ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ‘‘۔

### ✪ جنت میں مہمان نوازی کے لئے مرغوبات ومفرحات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَصْحَابُ الْيَمِيْنِ مَا اَصْحَابُ الْيَمِيْنِ ○ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ○ وَطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ○ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ○ وَمَاءٍ مَّسْكُوْبٍ ○ وَفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ○ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ○ وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ○ اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ○ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ○ عُرُبًا اَتْرَابًا ○ لِّاَصْحَابِ الْيَمِيْنِ ○ ﴾ [الواقعہ ۵۶ : ۲۷ ـ ۳۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''دائیں ہاتھ والے کیا خوش نصیب ہیں دائیں ہاتھ والے' جو بے خار بیریوں' ایک دوسرے پر تہہ در تہہ چڑھے ہوئے کیلوں' دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں' اور پانی کی آبشاروں اور با افراط پھلوں میں' جو نہ کبھی ختم ہوں گے' اور نہ روکے جائیں گے' اور اونچی مجلسوں میں بیٹھے ہوں گے۔ ہم ان حوروں کو عجب انداز میں پیدا کریں گے' انہیں پاک بنائیں گے' محبت کرنے والی ہم عمر ہوں گی' یہ داہنے ہاتھ والوں کے لئے ہوگا''۔

———O———

## ☆ جنت کی رعنائیاں' دلچسپیاں اور دلفریبیاں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَّ حَرِيرًا ۝ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِيرًا ۝ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَّ أَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا ۝ قَوَارِيرَ مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ۝ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ۝ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ۝ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَّمُلْكًا كَبِيرًا ۝ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَّ إِسْتَبْرَقٌ وَّ حُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَّ سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۝ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَّ كَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ۝ ﴾ [الدهر ٧٦ : ١٣ ـ ٢٢]

''اور وہ صبر کے بدلے انہیں جنت اور ریشمی لباس دے گا' وہ جنت میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے' وہاں نہ دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی کی شدت' درختوں کے سائے ان پر جھکے ہوں گے' اور ان کے خوشے مکمل طور پر تابع فرمان بنا دیئے جائیں گے' اور ان پر چاندی کے برتن اور شیشے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے ساغر پھرائے جائیں گے' شیشے چاندی سے مرکب ہوں گے' اور انہیں ایک خاص ترکیب سے بنایا ہوگا' انہیں جام پلائے جائیں گے' جن میں ادرک کی آمیزش ہوگی' یہ جنت اایک چشمہ ہوگا جسے سلسبیل کہا جاتا ہے' اوران پرلڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے' تم انہیں دیکھو تو سمجھو کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں' اور جدھر بھی تم دیکھو تو نعمتیں ہی نعمتیں ہیں اور ایک بہت بڑی سلطنت دیکھو گے' ان پر باریک ریشم کے سبز اور موٹی ریشم کے لباس ہوں گے۔ اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے' اوران کا رب انہیں صاف ستھرے مشروب پلائے گا' اور فرمائے گا یہ ہے تمہاری جزاء اور تمہاری کوشش کی قدر کی گئی ہے''۔

قرآن حکیم سے مندرجہ بالا سطور میں جنت کی چند جھلکیاں دکھلائی گئی ہیں آیئے اب ہم فرامین رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں جنت کی رعنائیوں کی دلکش' دلربا اور دلنشین جھلک دیکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

———O———

## ✪ جنت کی مٹی:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا جَنَابِذُ ، اللؤلؤ ، وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ )).

[رواہ البخاری]

''مجھے جنت میں داخل کیا گیا' تو اچانک مجھے اس میں موتی کے بنے ہوئے گنبد دکھائی دیئے اور اس کی مٹی کستوری ہے''۔

———O———

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ ابن صیاد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی مٹی کے بارے میں پوچھا کہ وہ کیسی ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( دَرْمَكَةٌ بيضآ و مِسْكٌ خالِصٌ )). (رواہ مسلم)

''باریک سفید اور خالص کستوری جیسی''۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اَلْجَنَّةُ لَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ وَلَبِنَةٌ مِّنْ فِضَّةٍ تُرَابُهَا الزَّعْفَرَانُ وَ طِيْنُهَا الْمِسْكُ )). (بحوالہ مجمع الزوائد)

'جنت کی ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ چاندی پر مبنی ہوگی' اس کی مٹی زعفران اور اس کا گارا کستوری ہوگا''۔

## ☆ جنت کے دروازے:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَا مِنْ رَجُلٍ يَتَوَضَّأُ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ عِنْدَ فَرَاغِهِ مِنْ وُضُوْءِهِ أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُ فِيْ اَيِّهَا شَآءَ )).

''جو شخص اچھی طرح وضوء کرتا ہے پھر اپنے وضوء سے فارغ ہو کر یہ کہتا ہے: أَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهِ وَ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ. میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ وہ جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے''۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَنْ مَّاتَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قِيْلَ لَهٗ اُدْخُلِ الْجَنَّةَ مِنْ اَىِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شِئْتَ )). (رواہ ابوداؤد)

''جو اس حال میں فوت ہوا کہ وہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے کہا جائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گا کہ تم جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہو داخل ہو جاؤ‘‘۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ وَلَهَا ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ )). (حلية الاولياء)

’’جو اس حالت میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے اور اس کے آٹھ دروازے ہیں‘‘۔

## ☆ جنت کے دروازے کس دن کھولے جاتے ہیں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فِيْ كُلِّ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَ خَمِيْسٍ )). [رواه البخاری]

’’جنت کے دروازے ہر سوموار اور جمعرات کو کھولے جاتے ہیں‘‘۔

## ☆ جنت کے درجے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِهِ مَا بَيْنَ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ )). [رواه البخاری]

’’جنت میں سو درجے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے دو درجوں کے درمیان فاصلہ اتنا ہوگا جتنا زمین اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے‘‘۔

## ☆ جنت کی عمارت:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے یہ دریافت کیا گیا کہ جنت کی عمارت کیسی ہوگی' تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

(( لَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ وَلَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ مَلَاطُهَا الْمِسْكُ الاذْفَرُ ، وَ حصباءُهَا اللولؤ وَالْيَاقُوتُ ، وَ تُرَابُهَا الزَّعْفرانُ )).

''عمارت کی ایک اینٹ چاندی کی ہوگی اور ایک اینٹ سونے کی ہوگی' اس کا پلستر عمدہ کستوری کا ہوگا' اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہوں گی' اور اس کی مٹی زعفران ہوگی''۔

---

## ✪ جنتیوں کا حسن و جمال:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( يَدْخُلُ الْجَنَّةَ زُمْرَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ وَهُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تَضِيْئُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَ ةَ الْقَمَرِ ليلة البدر فَقَامَ عُكَاشَةُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ )). [رواه البخاری و مسلم]

''میری امت کے ستر ہزار افراد کی ایک جماعت جنت میں داخل ہوگی جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے دمکتے ہوں گے' عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں سے کردے تو آپ نے دعا کی: الٰہی! اسے ان میں سے کردے''۔

---

## ✪ جنتیوں کی جوانی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اَهْلُ الْجَنَّةِ شَبَابٌ جُردٌ مُرْدٌ مُكَحَّلِيْنَ لَا تبلٰى ثِيَابُهُمْ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ )). [ترمذی]

''جنتی کڑیل جواں ہوں گے' ان کے چہرے بالوں سے صاف ہوں گے آنکھیں سرمگیں ہوں گی' ان کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے' اور نہ ہی ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی جوانی ختم ہوگی''۔

---

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(( یَدْخُلُ اَھْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ جُرْدًا مُرْدًا مُکَحَّلِیْنَ بنی ثلاثٍ وثلاثین اوقَالَ ثلاثین سنةً )). [مسند امام احمد ، ترمذی]

''جنتی جنت میں داخل ہوں گے' اور ان کے چہرے بالوں سے صاف ہوں گے' آنکھیں سُرمگیں ہوں گی تینتیس یا تیس سال کی عمر ہوگی''۔

---

## ★ اہل جنت کی خوش نصیبی:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِأَھْلِ الْجَنَّةِ یَا اَھْلَ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَ سَعْدَیْكَ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَضِیْتُمْ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَالَنَا لَا نَرْضٰی وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَیَقُوْلُ اَنَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَل مِنْ ذَالِكَ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضوانی فلا اسخط علیکُم بعده ابدًا )).

[بخاری ، مسلم ، مسند امام احمد]

''اللہ تعالیٰ اہل جنت سے کہیں گے اے جنتیو! وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں اور اللہ فرمائے گا کیا تم خوش ہو؟ تو وہ کہیں گے ہم بھلا خوش کیوں نہ ہوں تو نے ہمیں وہ کچھ دیا جو تو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیتا' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں تمہیں اس سے اچھی چیز دیتا ہوں' میں تمہارے لئے اپنی رضا کو خاص کرتا ہوں اس کے بعد میں کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا''۔

---

## ★ اہل جنت کی خوشحالی:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے جنت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(( مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَحْيَا فِيهَا لَا يَمُوتُ وَ ينعَمُ فِيهَا لا ييأَسُ لا تبلٰى ثيابه و لا يفنٰى شبابُهُ )).

''جو جنت میں داخل ہوگا وہ زندہ رہے گا' مرے گا نہیں' خوشحال ہوگا تنگ دست نہ ہوگا' اس کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے اور اس کی جوانی ختم نہیں ہوگی''۔

---

## ☆ جنت الفردوس:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوا الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَ أَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَانِ وَ مِنْهُ تُفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ )). [رواه البخاری]

''جب تم اللہ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگا کرو' وہ درمیان میں اعلیٰ درجے کی جنت ہے' اس کے اوپر عرش الٰہی ہے اور اسی سے نہریں پھوٹتی ہیں''۔

---

## ☆ جنت کی نہریں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( أَنْهَارُ الْجَنَّةِ تَفْجُرُ مِنْ تِلَالٍ أَوْ مِنْ تَحْتِ جِبَالِ الْمِسْكِ )).

[صحیح بن حبان]

''جنت کی نہریں ٹیلوں یا کستوری کے پہاڑوں کے نیچے سے نکلتی ہوں گی''۔

---

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اَلْكَوْثَرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ حافتاهُ مِنْ ذَهَبٍ وَ مجراهُ عَلَى الْيَاقُوتِ وَالدرِّ تربتُه اطيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَماءُهُ احلى مِنَ الْعَسَلِ وَ اشدُّ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بِيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ )).

[مسند امام احمد بن حنبل ، ابن ماجه ، ترمذی ، مصنف ابن ابی شیبة]

''کوثر جنت میں ایک نہر ہے' جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں' اور پانی کے بہنے کی جگہ یاقوت اور موتی میں' اس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے' اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے''۔

---

## ☆ جنت کی عورت:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لَوْ اَنَّ اِمْرَءَ ةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَضَاءَ تْ مَا بَيْنَهُمَا وَ مُلِئَتْ ما بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَلنصيفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا )). [مسند ابی یعلی ۳۷۷۵]

''اہل جنت کی کوئی عورت اگر زمین کی طرف جھانک لے تو زمین و آسمان کا درمیان روشن ہو جائے' اور خلا خوشبو سے بھر جائے' اور اس عورت کے سر کا دوپٹہ دنیا اور اس میں پائی جانے والی دولت سے بہتر ہے''۔

---

## ☆ جنت کے درخت:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مافی الجنة شجرةٌ اِلَّا وساقها مِنْ ذَهَبٍ )).

[ترمذی : ۲۵۲۵ . البدایه والنهایه : ۲/ ۴۱۳]

''جنت میں ہر درخت کا تنا سونے کا ہوگا''۔

---

جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہوں گی' جن کا کبھی ہمارے دل میں خیال بھی نہیں آیا ہوگا' اور نہ کبھی ہمارے کانوں نے ان کے نام سنے ہوں گے' اور نہ کبھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہماری آنکھوں نے انہیں دیکھا ہوگا۔ جنت میں اہل جنت کو وہ کچھ ملے گا جو ان کے دل چاہیں گے۔

جنت کا حاصل ہو جانا بہت بڑی کامیابی و سرفرازی ہے' اور جن صحابہ کرامؓ کو رسول اللہ ﷺ نے ان کی زندگی میں ہی جنتی ہونے کی خوشخبری سنا دی ان کی خوش نصیبی کے کیا کہنے۔

یوں تو سبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنت میں جائیں گے لیکن بعض مواقع پر رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کرام کو جنتی ہونے کی سند عطا کی۔

اس کتاب میں انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات زندگی قلم بند کئے گئے ہیں جنہیں لسانِ رسالت مآبؐ سے جنتی ہونے کی بشارت ملی۔

اس سے پہلے ''صحابیات مبشرات'' کے نام سے میری تالیف مکتبہ قدوسیہ کی جانب سے منظر عام پر آ چکی ہے۔ جسے ہر حلقے میں بنظر استحسان دیکھا گیا ہے اور دارالسلام کی طرف سے اس کا انگلش ایڈیشن بھی نہایت عمدہ اور نفیس انداز میں شائع ہو چکا ہے۔

امید ہے قارئین کرام اسے بھی پسند کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے التجا ہے کہ ہمیں ہمارے والدین اور اساتذہ کرام کو جنت الفردوس عطا کرے۔ آمین!

وصلی اللہ علی النبی محمد و علی آلہ و اصحابہ وسلم.

ابو ضیاء محمود احمد غضنفر

ستمبر ۲۰۰۴ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

1

# سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔ [فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوداؤد، مستدرک حاکم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ایک دن میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھلایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی آپؐ کے ساتھ جنت کے اس دروازے کو دیکھتا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

(( أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي )).

''اے ابوبکر تم میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے''۔

[بحوالہ ابوداؤد و مستدرک حاکم]

سیدنا عبدالرحمٰن بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جنت میں ایک ایسا شخص داخل ہوگا کہ جنت کے ہر گھر اور ہر بالا خانے کے رہنے والے اسے خوش آمدید کہیں گے اور اسے اپنے پاس بلانے کی خواہش کا اظہار کریں گے اور یہ پیش کش کریں گے کہ آپ ہمارے پاس تشریف رکھیں اے ابوبکر وہ خوش نصیب آپ ہوں گے''۔

[بحوالہ معجم الکبیر طبرانی اور حلیۃ الاولیاء]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''فرشتے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لئے انبیاء علیہم السلام اور صدیقین کے ہمراہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بہت تیزی کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے"۔ [بحوالہ کنز الاعمال]

———o———

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"نمازی کو نماز کے دروازے سے جنت میں بلایا جائے گا' جہادی کو جہاد کے دروازے سے جنت میں داخل ہونے کے لئے پکارا جائے گا' روزے دار کو سیرابی دروازے سے بلایا جائے گا' صدقہ و خیرات کرنے والے کو صدقے کے دروازے سے بلایا جائے گا"۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کسی کو جنت کے تمام دروازوں سے آواز دی جائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہاں! ابوبکر میں چاہتا ہوں کہ آپ ان میں سے ہوں جن کو جنت کے تمام دروازوں سے آواز دی جائے گی"۔

[بحوالہ بخاری' مسلم' مسند امام احمد' ترمذی' نسائی]

———o———

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو دنیا یا آخرت میں سے ایک کو پسند کر لینے کا حکم دیا ہے تو اس نے اپنے لئے آخرت کو پسند کرلیا"۔

یہ بات سنتے ہی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ زاروقطار رونے لگے ہمیں ان کے اس طرزِ عمل پر بڑا تعجب ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بندے کے بارے میں خبر دے رہے ہیں کہ اسے اللہ تعالیٰ نے دنیا یا آخرت میں سے ایک پسند کرنے کا اختیار دیا ہے اور اس نے اپنے لئے آخرت کو پسند کرلیا ہے۔ یہ بھلا کوئی رونے کی بات ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے بڑھ کر حقائق کو جاننے والے تھے' جس بندے کو اختیار دیا گیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تھی اور آخرت کو اختیار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنے سے مراد اس دنیا سے کوچ کرنا تھا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رونا بجا تھا ہمیں ہی حقیقت کا علم نہیں تھا۔ آپ ؐ نے اپنے خطاب کے دوران یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

''تمام لوگوں سے بڑھ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے جانی اور مالی امن و سکون بہم (پہنچایا) اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا میرا خلیل تو میرا رب ہے اور اور اس کے ساتھ میں اسلامی اخوت اور محبت کا تعلق رکھتا ہوں''۔ اور ساتھ ہی آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

''مسجد نبوی کے تمام دریچے بند کر دیئے جائیں گے صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دریچہ باقی رہنے دیا جائے گا''۔

[بحوالہ بخاری و مسلم، بخاری ؛ بکر، مسلم ۲/ ۹۸]

---

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جس نے بھی ہم پر کوئی احسان کیا ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی دیں گے۔ مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا فائدہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال نے دیا۔ میں نے جس کے سامنے بھی اسلام کی دعوت پیش کی اس نے اسے قبول کرنے کے لئے لیت و لعل سے کام لیا' سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس نے فوراً بلا چون و چرا اسلام کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اگر میں نے اللہ کے سوا کسی کو اپنا خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا' میرا خلیل تو صرف اللہ ہے''۔ [بحوالہ ترمذی]

---

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب ہو کر فرمایا:

''آپ (رضی اللہ عنہ) غارِ ثور میں میرے ساتھی اور حوضِ کوثر پر بھی تم میرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ساتھی ہو گے''۔ [بحوالہ ترمذی]

---

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار ثور میں میرے ابا جان سیدنا ابوبکر سے ارشاد فرمایا:

''اے ابوبکر آپ کا ان دو اشخاص کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا ساتھی اللہ ہو''۔ (بحوالہ بخاری)

واہ سبحان اللہ یہ کیسا محبت بھرا انداز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غار کے ساتھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختیار کیا۔

---

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جس قوم میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں ان کی موجودگی میں کوئی اور نماز نہ پڑھائے''۔ [بحوالہ ترمذی]

واہ سبحان اللہ کیا اونچی شان ہے کس قدر بلند رتبہ ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کہ ان کی موجودگی میں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حق صرف انہیں کا ہے۔ ان کے ہوتے ہوئے کسی اور کو آگے نہیں بڑھنا چاہیے۔

---

عکرمہ بن سلمۃ بن اکوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے بعد سب لوگوں سے افضل ہوں گے مگر یاد رہے کہ وہ نبی نہیں''۔ [بحوالہ معجم الکبیر طبرانی]

---

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابووھب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''معراج کی رات میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی یہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں میں نے اگر بتایا تو وہ سچ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں مانے گی تو جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی تصدیق کریں گے' جو کچھ آپ فرمائیں گے اس کو سچ مانیں گے"۔

[بحوالہ طبقات ابن سعد : ۱/ ۲۱۵]

---

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدید بیمار ہوئے تو فرمایا کہ:

"ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں"۔ [بحوالہ فتح الباری: ۲/ ۱۳۰]

سبحان اللہ! اس فرمان میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلیفہ اوّل ہونے کا اشارہ پایا جاتا ہے۔

---

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن معیط آپ کی طرف آیا اور اس نے اپنی چادر آپ کی گردن میں ڈال کر بل دینا شروع کر دیا اس نے بڑی سختی سے چادر کو بل دیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو وہ بھاگتے ہوئے آئے اسے دھکا دیا اور فرمایا ارے کم بختو تم اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس اپنے رب کے ہاں سے واضح دلائل لے کر آیا ہے۔ [بحوالہ بخاری]

---

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن ابا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے انہیں دیکھتے ہی یہ فرمایا:

(( أَبْشِرْ فَأَنْتَ عَتِيقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ )).

"اے ابوبکر خوش ہو جاؤ تم جہنم سے اللہ کے آزاد کردہ ہو"۔

اسی دن سے میرے ابا جان کا لقب عتیق پڑ گیا۔ [بحوالہ ترمذی]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



---

سیدہ اُم ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

(( یا أبا بکرٍ اِنّ اللّٰہ تعالٰی سَمَّاكَ الصدّیقُ )).[بحوالہ کنز الاعمال]

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام صدیق رکھا ہے''۔

---

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(( اِنَّ اَبَا بَکْرٍ خَیْرُ مَنْ طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ وَ غَرِبَتْ )).

''بلاشبہ ابوبکر پوری کائنات میں جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے' سب سے بہتر ہے''۔[بحوالہ کنز الاعمال]

---

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی:

(( اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَبَا بَکْرٍ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِي یَوْمَ الْقِیَامَۃِ )).

''الٰہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قیامت کے دن میرے ساتھ کر دینا''۔

[بحوالہ حلیۃ الاولیاء: ۲۲/۱]

---

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( یَا اَبَا بَکْرٍ أعطَاكَ اللّٰہُ الرِضْوَانُ الْاَکْبَر قَالَ وَ مَا رِضوانُہٗ الأکبر قَالَ اِنَّ اللّٰہ سُبْحَانَہٗ یَتَجَلّٰی لِلْخَلْقِ عامَۃً وَ یَتَجَلّٰی لَكَ خَاصَّۃً )).

''اے ابوبکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تجھے بڑی خوشنودی عطا کی ہے انہوں نے کہا! اللہ کی بڑی خوشنودی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کے لئے عام طور پر جلوہ افروز ہوں گے اور تیرے لئے خاص طور پر جلوہ نما ہوں گے''۔[بحوالہ مستدرک حاکم ۷۶]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَا بَالُ اَقْوامٍ نَقَضُوْا عَهْدِي وَ ضَيَّعُوا وَصِيَّتِي فِي أَبِي بَكْرٍ وَزِيرِي وَ اِنيسِي فِي الغَارِ لَا تَنَالُهُمْ شَفَاعَتِي )).

''ان قوموں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو غار میں میرا وزیر اور غم خوار تھا میرے عہد کو توڑا اور میری وصیت کو ضائع کیا انہیں میری شفاعت حاصل نہ ہوگی''۔ [بحوالہ کنز العمال]

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں:

كَانَ اَبُوبَكْر من النّبي مكان الوزير' فكانَ يُشَاوِرُهٗ في جميع أمورِهٖ و كَانَ ثانية في الإسلام ، وَكَانَ ثانيه في الغار ، و كان ثانيه في العريش يوم بدر وَكَانَ ثانيه في القبر ، ولم يكن رسول اللّٰهِ صَلّى اللّٰه عليه و سلم يُقَدِّمُ عَلَيْهِ أحدًا.

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر تھے' آپ اس کے ساتھ تمام معاملات میں مشورہ کیا کرتے تھے' وہ اسلام' غار' جنگ بدر میں چھپتے تلے اور قبر میں دوسرے نمبر پر تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بھی اس سے مقدم نہ کرتے تھے''۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ اَبُوبَكر سَيِّدنا وَ خَيْرُ نَا و اَحبُّنَا الى رَسُولِ اللّٰهِ صَلّى اللّٰه عليه و سلّم.

''کہ ابوبکر ہمارے سردار' ہم سے بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے زیادہ محبوب تھے''۔ [بحوالہ مستدرک حاکم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر بن العوام بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کا سب لوگوں سے زیادہ حق دار سمجھتے تھے اس لئے کہ آپ غارِ ثور کے ساتھی تھے' ہم شرف اور عظمت کو جانتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اسے لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ [بحوالہ مستدرک حاکم]

---

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو امارت کا مرحلہ پیش آیا تو انصار نے کہا' کہ ایک امیر انصار سے ہو اور ایک مہاجرین سے تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے انصار کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کی امامت کرائیں' تم میں سے کوئی ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مقدم ہو۔ [بحوالہ مستدرک حاکم]

---

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

(( يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ اَبُوبَكْرٍ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ )).

''تم پر ابھی ابھی ایک جنتی شخص نمودار ہوگا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نمودار ہوئے انہوں سلام کہا پھر بیٹھ گئے''۔ [بحوالہ مستدرک حاکم]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ ؐ کو روضہ اطہر میں دفن کرنے کے بعد صحابہ کرام فارغ ہوئے تو خلافت کا مسئلہ پیش آیا انصار مدینہ نے اس مسئلے کا یہ حل پیش کیا کہ دو امیر بنا لئے جائیں۔ ایک انصار میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے اس طرح دونوں طبقوں کی برابر نمائندگی ہو جائے گی اس طرح کسی کی بھی حق تلفی نہیں ہوگی۔ اس موقع پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے فرمانے لگے اے برادران انصار میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس حقیقت کو نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' ہم میں سے بھلا کون ہے جو ان سے مقدم اور افضل ہو۔ امارت کا حق انہی کا بنتا ہے' یہ بات سن کر انصار اور مہاجرین مطمئن ہو گئے اور سبھی نے متفقہ طور پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کر لی اس طرح آپ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔

———○———

جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اوّل منتخب کر لیا گیا۔ تو آپ نے انصار و مہاجرین کو مخاطب ہوتے ہوئے نہایت درد بھرے انداز میں یہ ارشاد فرمایا:

اَیُّھَا النَّاسُ اِنّی وُلِّیتُ علیکم ، وَلَسْتُ بِخَیرِکُم ، اِنْ اَحْسَنْتُ فَاَعِینُونی وَ اِن اسأتُ فقوّمونی ألاَ ان الضعیف منکم قَوِیٌّ عِندِی حتی أخذ الحق لَہٗ ، ألا و اِنَّ القَوِیَّ فِیکُم ضعیفٌ عِندِی حتّٰی اَخُذ الحق مِنہُ ، اَطِیعُونِی ما اَطعتُ اللّٰہَ وَ رَسُولَہٗ فَاِذَا عَصَیتُ فلا طاعۃ لی علیکم.

''لوگو! مجھے تمہارا حکمران بنایا گیا ہے اور میں تم سے بہتر نہیں ہوں' اگر میں اچھا کام کروں تو تم میری مدد کرنا' اور اگر غلطی کا ارتکاب کروں تو مجھے سیدھا کر دینا' آگاہ رہنا کہ تم میں سے کمزور شخص میرے نزدیک طاقتور ہے' یہاں تک کہ میں اس کا حق دلا دوں' خبردار تم میں سے طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول کر لوں۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول ؐ کی اطاعت کروں تم بھی میری اطاعت کرنا اور جب میں نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں''۔

———○———

حکمرانی کی مسند پر جلوہ افروز ہو کر رعایا کو یہ کہنا کہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں اچھا کام سرانجام دوں تو میری مدد کرنا اگر کوئی غلط اقدام اٹھاؤں تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تمہیں مجھے سیدھا کرنے کا پورا اختیار حاصل ہوگا۔ میں رعایا کے کمزور طبقے کو طاقتور دیکھنا پسند کرتا ہوں اور معاشرے کے طاقت ور طبقے کی میرے نزدیک چنداں کوئی زیادہ اہمیت نہ ہوگی اور نہ ہی میرے ہوتے ہوئے کسی طاقت ور کو یہ جرأت ہوگی کہ وہ کسی کمزور کا حق دبا لے۔ میں اپنے آپ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول مقبول علیہ السلام کا اطاعت گزار اور فرمانبردار رکھنا پسند کرتا ہوں' اگر میں اللہ تعالیٰ اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے سرمو بھی انحراف کروں تو تمہیں پورا اختیار حاصل ہوگا کہ مجھے قطعی طور پر مسترد کردیں۔ یہ پاکیزہ سوچ بلاشک وشبہ اسی حکمران کی ہوسکتی ہے جس کے دل میں اللہ کا خوف اور اس کی محبت ہو۔ اور یہ دونوں ایسی بنیادی خوبیاں ہیں جو انسان کو جنت میں لے جانے کا باعث بنتی ہیں۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی میں اللہ اور رسول علیہ السلام کی محبت ہر چیز پر غالب رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت قابل رشک تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان سے بہت پیار تھا۔ ایک دفعہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبت' الفت اور دلی اُنس کس سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی مردوں میں سے آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے باپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر صدیق کے مجھ پر بڑے احسانات ہیں جن کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی اس کو دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم صادر ہوا تو پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ انہیں اس سفر کے بارے میں آگاہ کیا اور اپنے ساتھ لے جانے کے لئے تیار کیا۔ گھر میں جس قدر بھی رقم موجود تھی ساتھ لے لی اور اہل خانہ کو اللہ کے سپرد کرکے تاریخ کے اس انوکھے سفر پر روانہ ہوگئے۔ ان کی وارفتگی کا عالم یہ تھا کہ چلتے ہوئے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہوتے کبھی پیچھے کبھی دائیں اور کبھی بائیں' دل میں یہ جذبہ موجزن تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہ اگر دشمن کی طرف سے کوئی وار کیا جائے تو اس کو اپنے بدن پر سہہ لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو۔ اس تاریخی سفر کے دونوں مسافروں نے پہلا پڑاؤ غارِ ثور میں کیا۔ غار کا داخلی ماحول ناگفتہ بہ تھا پہلے جھاڑ جھنکار کو صاف کیا گیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غار کا بغور جائزہ لیا اس میں مختلف مقامات پر بلیں دکھائی دیں انہیں بند کرنے کا اہتمام کیا کہ کہیں کوئی زہریلا کیڑا مکوڑا نکل کر نقصان نہ پہنچائے' صرف ایک بل باقی رہ گئی اسے بند کرنے کے لئے کوئی چیز دستیاب نہ تھی' دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھکاوٹ کے آثار دکھائی دے رہے ہیں' عرض کی یا رسول اللہ آپ آرام کرلیں اس بل کو اپنے پاؤں کی ایڑی سے بند کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے آپ کی آنکھ اس وقت کھلی جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھ سے ٹپکنے والا گرم آنسو آپ کے مبارک رخسار پر پڑا۔ آنکھ کھلی دیکھا کہ صدیق اکبر کا چہرہ سرخ ہے پوچھا کیا ہوا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایڑی پر کسی زہریلے کیڑے نے ڈنک مارا ہے تکلیف کی شدت سے چہرے کا یہ حال ہے۔ ٹانگ کو جنبش اس لئے نہیں دی کہ آپ کے آرام میں خلل نہ آجائے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف بہت زیادہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک لب ایڑی پر لگایا جس سے درد جاتا رہا۔ ادھر دشمن تلاش کرتے ہوئے غار کے دھانے پر پہنچ گئے۔ اندر دونوں انوکھے مسافر چھپے بیٹھے تھے' انہیں غار کے دھانے پر کھڑے لوگوں کے پاؤں دکھائی دے رہے تھے۔ لیکن انہیں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ہو کا عالم تھا فضا میں سناٹا چھایا ہوا تھا' ایسے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گھبراہٹ سے عرض کی یا رسول اللہ اب کیا ہوگا؟ آپ نے بڑے اطمینان سے فرمایا:

''گھبرایئے نہیں اور نہ ہی غم کریں' اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

یہ انداز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ایسا پسند آیا کہ اس واقعے کی شہادت آسمان سے ان الفاظ میں اتار دی:

﴿ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اِذْهُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَ اَیَّدَهٗ ، بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰی وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ، وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ○ ﴾

[سورہ توبہ : الآیة ٤٠]

''اگر تم اس کی مدد نہیں کرو گے البتہ اللہ نے تو اس کی مدد کی جب اسے ان لوگوں نے نکال دیا تھا جو کافر ہوئے' جب وہ دو میں کا دوسرا تھا' جب وہ دونوں غار میں تھے' جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے' اس وقت اللہ نے اپنی طرف سے سکون قلب نازل کیا' اور اس کی ایسے لشکروں کے ساتھ مدد کی جو تم کو نظر نہیں آئے تھے اور کافروں کی بات کو نیچ کر دیا اور اللہ کی بات تو اونچی ہی ہے اور اللہ علیم اور حکیم ہے''۔

تاریخ کے اس خطرناک سفر میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دوران سفر آپ کے چاروں طرف تیزی سے چکر لگاتے جانا جیسے پروانہ شمع کے گرد فرط محبت سے منڈلاتا ہے بلاشبہ ان کی محبت' الفت اور عقیدت پر دلالت کرتا ہے۔

محبت اس کو کہتے ہیں' عقیدت ایسی ہوتی ہے۔ان کی وارفتگی کے کیا کہنے۔ سانپ ایڑی کو ڈس لیتا ہے۔ درد سے برا حال ہے۔لیکن مجال ہے کہ ٹانگ نے تھوڑی سی حرکت بھی کی ہو کہ کہیں آپ کے آرام میں خلل واقع نہ ہو جائے۔قربان جائیں آپ کے اس ادب پر۔

---

تاریخ انسانی کا حیرت انگیز اور عجیب و غریب واقعہ جب معراج کی صورت میں پیش آیا۔ آپ ﷺ کو پہلے مرحلے پر مسجد حرام مکہ معظّمہ سے مسجد اقصیٰ بیت المقدس لے جایا گیا پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی گئی جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا' اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا اعزاز بخشا گیا۔انبیاء علیہم السلام سے ملاقات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرائی گئی' امت کے لئے پانچ نمازوں کا تحفہ دیا گیا' اس منظر نامے کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ اگر یہ سب کچھ میں نے اپنی قوم کو بتایا تو وہ نہیں مانے گی۔ ان کی عقلیں اس کو تسلیم ہی نہیں کریں گی کہ ایک ہی رات میں اتنا لمبا اور کٹھن سفر بھی کیا جا سکتا ہے۔

سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا آپ فکر نہ کریں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی ضرور تصدیق کریں گے۔

ایسے ہی ہوا جب آپ نے قریش مکہ کو بتایا کہ میں یہ سارا کچھ ایک ہی رات میں دیکھ آیا ہوں تو وہ کھلکھلا کر ہنس دیئے' ہنستے ہوئے اور بل کھاتے ہوئے' صدیق اکبر کے پاس پہنچے کہنے لگے' سنا آپ نے آج کا عجیب وغریب انکشاف آپ کا مرشد بتا رہا ہے کہ میں نے ایک ہی رات میں مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمانوں کی سیر کی عجائبات قدرت کا مشاہدہ کیا جنت و دوزخ دیکھی' اب بتاؤ کیا یہ بھی سچ مان لو گے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ بتاؤ کہ یہ تم نے کس سے سنا ہے؟ کہنے لگے اور کس سے سننا تھا انہی سے سنا ہے' جس نے مکے میں ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ جس کو تم اپنا پیر و مرشد سمجھتے ہو' جس کے گرویدہ ہو چکے' جس کے نام کا کلمہ پڑھتے ہو۔ جس کی دعوت کو گھر گھر پہنچانے کے لئے تم کمر بستہ ہو۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا' اے سرداران قریش میری بات غور سے سنو اگر یہ سب کچھ میرے آقا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے تو بالکل سچ ہے' میں اسے دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتا ہوں' مجھے اس کے سچ ہونے میں ذرا برابر بھی کوئی شک نہیں۔ وہ میرے محبوب پیر و مرشد ہیں' میرے پیشوا ہیں' ان کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے وہ سچ ہوتا ہے۔

صنادید قریش صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تسلیم و رضا کا پیکر دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔

سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی یہ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام آسمانوں پر صدیق رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ابوبکر جنتی ہیں اور جہنم سے ان کو آزاد کر دیا گیا ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل تھے قرآن مجید کی تلاوت سنتے تو آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگتے' ہر وقت آخرت سنوارنے کی فکر لاحق رہتی' جنت میں جانے کا شوق غالب رہتا ہر وہ عمل ذوق وشوق سے کرتے جو جنت میں لے جانے کا باعث بنے دوسروں کو بھی جنتی بنانے کی فکر میں رہتے' اس لئے دن رات دعوت وارشاد میں مصروف عمل رہتے تاکہ لوگ دین اسلام قبول کر کے جہنم سے بچ جائیں اور جنت کے مستحق ٹھہرا دیئے جائیں' آپ کی مخلصانہ دعوت وتبلیغ سے متاثر ہو کر جن جلیل القدر ہستیوں نے اسلام قبول کیا اور وہ جنت کے مستحق ٹھہرے وہ یہ ہیں:

1. سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔
2. سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ۔
3. سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ۔
4. سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔
5. سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ۔
6. سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ۔
7. سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ۔
8. سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ۔
9. سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ۔

ان میں سے بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں جنت کی بشارت دی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خود بھی جنتی تھے اور بہت سے احباب کو جنت میں لے جانے کا باعث بھی بنے' قیامت کے دن جنت کے تمام دروازوں سے جن کا نام پکارا جائے گا وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' ان کی خوش نصیبی کے کیا کہنے فرشتے ان کو انبیاء علیہم السلام کے ہمراہ لے کر بڑی تیزی سے جنت میں داخل ہوں گے۔ ہر جنتی انہیں خوش آمدید کہے گا اور اس کی یہ دلی تمنا ہوگی کہ آپ اس کے پاس قیام کرنا پسند کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ بلند مقام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اوراس کی خاص رحمت سے ہی کسی کوملتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اتنے خوش ہوں گے کہ ان کے لئے اپنے انوار کی تجلیات کا خصوصی اہتمام کریں گے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جو دوسخا کے بھی پیکر تھے' اپنے مال کا بیشتر حصہ دین اسلام کی سربلندی کے لئے خرچ کر دیتے' سفر ہجرت پر جاتے ہوئے گھر میں موجود رقم ساتھ لے لی۔ کہ شاید راستے میں اس کے پیارے نبی سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت پڑ جائے۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے دو یتیم بچوں سے جو زمین خریدی گئی' اس کی تمام قیمت بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس سے ادا کی اس طرح مسجد کے لئے زمین خرید کر انہوں نے جنت میں اپنا گھر بنا لیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو واضح الفاظ میں آگاہ کیا ہے' کہ میرا جو امتی اس دنیا میں مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے گھر بنائیں گے۔ جنت میں جانے کا یہ موقعہ بھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

۹ھ ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں حصہ لینے کے لئے اعلان کیا اور فرمایا:

(( مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ )).

''جس نے لشکر تنگ دست کو تیار کیا اس کے لئے جنت ہے''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس موقعے پر جنت کے حصول کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ آج صدیق اکبرؓ سے بازی لے جانے کا موقع ہاتھ آ رہا ہے۔ یہ خیال آتے ہی گھر گئے اور اپنی ملکیت کا آدھا حصہ لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا' دل میں یہ احساس تھا کہ آج میں بازی لے جاؤں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا اے عمر آج جہاد کے لئے کتنا مال پیش کیا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ملکیت کا آدھا حصہ میں لے آیا ہوں اور آدھا باقی رہنے دیا ہے۔ آپ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دریافت کیا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو گھر کا تمام اثاثہ لے آیا ہوں' گھر میں باقی صرف اللہ کا نام ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ سن کر انگشت بدنداں رہ گئے اور انہوں نے اس حقیقت کا اعتراف کر لیا' کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جانا ممکن ہی نہیں۔ یہ ہمارے بس کی بات ہی نہیں۔ ان کی گرد پا کو بھی ہم نہیں پہنچ سکتے۔ یہ انہی کا مقام ہے۔ یہ بلند رتبہ انہی کا نصیب ہے۔

اس طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ''جیش العسرۃ'' کی تیاری میں گھر کا تمام اثاثہ پیش کر کے جنت خرید لی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے آپؓ نے سنا تھا' جس نے غزوۂ تبوک میں حصہ لینے والے لشکر کو تیار کیا اُس کے لئے جنت ہے۔ اس کو لشکر تنگ دست اس لئے قرار دیا گیا کہ ابھی سلطنت مدینہ میں خوشحالی و فراوانی کا دور شروع نہیں ہوا تھا' کھجوریں بھی ابھی پک کر تیار نہیں ہوئی تھیں' گرمی کا موسم تھا سفر بہت دور کا درپیش تھا سواریوں کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں تھا' بیشتر مجاہدین نے یہ سفر پیدل طے کرنا تھا' اس لئے آپ نے اس لشکر کو ''جیش العسرۃ'' کا نام دیا۔ اور اس کی تیاری کو جنت کی ضمانت قرار دیا۔

———O———

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنت میں جانے والے کام بڑی تندہی سے سرانجام دیا کرتے تھے' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محفل میں بیٹھے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آج تم میں سے روزہ کس نے رکھا ہے؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اچھا یہ بتاؤ آج تم میں سے کسی جنازے میں کس نے شرکت کی ہے؟ سب خاموش رہے لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بولے' میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

پھر آپ نے پوچھا تم میں سے آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ سب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خاموش رہے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے یا رسول اللہ ﷺ۔

پھر آپ نے دریافت کیا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ تم میں سے آج کسی بیمار کی تیمار داری کس نے کی؟ سب خاموش رہے لیکن صدیق اکبر بولے میں نے یا رسول اللہ ﷺ۔

بھری محفل میں صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی وہ منفرد شخص تھے، جس نے تمام سوالات کا مثبت جواب دیتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ سب کام کرنے کی آج مجھے سعادت نصیب ہوئی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص میں یہ خوبیاں ایک ساتھ جمع ہو جائیں وہ جنتی ہے''۔ (بحوالہ مسلم)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بڑے دولت مند تاجر تھے، دیانت امانت اور راست بازی میں مشہور و معروف تھے۔ علم و حسن اخلاق اور فہم و فراست کی بنا پر ہر دلعزیز تھے، زمانہ جاہلیت میں دیت کا سارا مال ان کے پاس جمع ہوتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بچپن سے رفاقت تھی بعض تجارتی سفروں میں بھی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا، جب سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو نبوت عطا کی گئی اور آپ نے خفیہ طور پر اسلام کا پیغام بعض محرمان راز کے سامنے پیش کیا ان میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلا حیل و حجت اسے قبول کر لیا۔ چونکہ پہلے سے دل کا آئینہ صاف تھا، اعتماد کی فضا قائم تھی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور اخلاص کے معترف تھے۔ لہٰذا کوئی دلیل پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔ فوراً ہی آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ چونکہ دل کا آئینہ صاف و شفاف تھا جب انہیں اسلام قبول کرنے کا کہا گیا تو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسے قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے جس کسی کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے لیت و لعل اور پس و پیش سے کام لیا سوائے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے جب اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی گئی تو اس نے بغیر کسی تردد کے اسے قبول کر لیا۔ اور اسلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قبول کرنے کے بعد اپنے حلقہ اثر میں بڑی تیزی سے اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ اس کی دعوت سے متاثر ہو کر بڑی قد آور شخصیات دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہر وقت یہی فکر دامن گیر رہتی تھی' کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں اور اپنے آپ کو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل ہونے کے مستحق ہو جائیں۔ چہار سو اسلام کا بول بالا ہو۔ مکہ امن کا گہوارہ بن جائے' یہاں سے شرک' بت پرستی اور تمام برائیوں کا خاتمہ ہو جائے' تمام لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ اپنے اور بیگانے سب اسلام کے دامن کو پکڑ لیں۔ اسلامی اخوت کی فضا قائم ہو۔ سب آپس میں شیر و شکر ہو جائیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ماں باپ کو دائرۂ اسلام میں داخل کرنے کے لئے بہت کوشش کی اور آخر کار اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد پوری زندگی جنتیوں والے کام کئے۔ جنت کی خریداری کو ہر کام پر فوقیت دیتے رہے۔ صدیقیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نبھایا۔ سفر ہجرت میں ساتھ دیا' غارِ ثور میں ساتھی رہے' قبر میں ساتھی بنے اور لسانِ رسالت سے جنت کی بشارت پائی۔ پوری امت میں سب سے پہلے جنت میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ داخل ہوں گے' اور ان کو جنت کے تمام دروازوں سے جنت میں داخل ہونے کے لئے پکارا جائے گا اور جنت کا ہر باشندہ انہیں خوش آمدید کہے گا۔

---

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد محترم سیدنا ابوقحافہ عثمان بن عامر کا شمار مکہ کے شرفاء اور معززین میں ہوتا تھا۔ یہ فتح مکہ تک اپنے آبائی نظریات پر قائم رہے۔ ہونہار بیٹے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اکثر کبیدہ خاطر رہا کرتے تھے' ابتدائی دور میں انہیں اسلام کا مستقبل تاریک نظر آتا تھا' ان کی دلی خواہش تھی ان کا بیٹا کسی طرح اسلام سے برگشتہ ہو جائے۔ لیکن بیٹے کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سینہ نور اسلام سے جگمگا اٹھا تھا۔ اسلام قبول کرنے سے اسے دلی سکون نصیب ہو چکا تھا، جس کی روحانی لذت اور سرور سے یہ آشنا ہو چکے تھے، اس لذت کا اندازہ کسی اور کو بھلا کیسے ہو سکتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ عطا کیا، اور آپ فاتحانہ انداز میں مکے میں داخل ہوئے، تو اس وقت شوکت اسلام کا منظر دیدنی تھا۔ آپ نے فیاضی کا ثبوت دیتے ہوئے عام معافی کا اعلان کر دیا، ابوقحافہ کے دل میں بھی اسلام قبول کرنے کی رغبت پیدا ہوئی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ابا جان کو ساتھ لے کر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے انہیں دیکھتے ہی ارشاد فرمایا:

''اس پیرانہ سالی میں انہیں تکلیف دی مجھے کہا ہوتا تو میں خود ان کے پاس پہنچ جاتا''۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفور شوق سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زہے قسمت قبول کیجئے آپ کی خدمت اقدس میں ان کا حاضر ہونا ہی بنتا تھا، آج میری خوش بختی، سعادت اور مسرت کا دن ہے۔ آپ نے محبت، شفقت اور مسرت بھرا انداز اختیار کرتے ہوئے، ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور کلمہ طیبہ پڑھاتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل کر دیا۔ باپ، بیٹا اور شاہِ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے خوشی سے تمتما اُٹھے۔ سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے زندگی میں ۹۷ بہاریں دیکھیں اپنے سعادت مند بیٹے کی وفات کے بعد ۱۳ھ ہجری کو اس دنیائے فانی سے کوچ کر کے جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئے۔

———O———

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ فکر دامن گیر تھی کہ والدہ محترمہ ام الخیر بھی نعمت ایمان سے سرفراز ہو جائیں لیکن اس کا موقعہ اس طرح میسر آیا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام علانیہ تبلیغ کی اجازت مانگی آپ نے اجازت دے دی تو آپؓ بیت اللہ کی دیوار کے سائے میں کھڑے ہو کر سرداران قریش کو مخاطب ہو کر ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سامنے اس کی حقانیت' آفاقیت اور عالمگیریت بیان کی' سرداران قریش کے سامنے شرک' بت پرستی کے نقائص بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیے اللہ تعالیٰ کے خالق' مالک' رازق' حاجت روا' مشکل کشا اور قادر مطلق ہونے کا برملا اعلان کیا اور تمام بتوں کے بے بس' بے شعور اور بے کار ہونے کا بانگ دہل اظہار کیا۔ یہ جارحانہ انداز دیکھ کر سردارانِ قریش' مشتعل ہو گئے' غصے سے آگ بگولہ ہو کر چاروں طرف سے آپ پر پل پڑے۔ ان بدبختوں نے بے دردی سے اتنا مارا کہ آپ زخموں سے چور مدہوش ہو کر لڑکھڑاتے ہوئے گر پڑے' ناہنجار عتبہ بن ربیعہ جوتے کے ساتھ آپ کے چہرے پر مسلسل ضربیں لگاتا رہا' یہاں تک کہ آپ کے چہرے پر ناک کے ابھار تک ورم آ گیا۔ آپ کے قبیلے بنو تیم کے چند افراد یہ المناک منظر دیکھ رہے تھے' قبائلی عصبیت نے جوش مارا' اور وہ میدان میں کود پڑے' انہوں نے جوش وخروش اور ولولہ و ہمت سے کام لیتے ہوئے تمام ناعاقبت اندیش دشمنوں کو پیچھے دھکیل دیا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے چنگل سے بچا کر اٹھا لے گئے اور گھر چھوڑ آئے۔ آپ بے ہوش تھے آپ کے والد اور قبیلے کے دیگر لوگ ہوش میں لانے کی کوشش کرتے رہے قبیلے کے بعض افراد نے غصے سے بے قابو ہو کر حرم کعبہ میں جا کر یہ اعلان کر دیا کہ اے سردارانِ قریش! اگر ہمارے قبیلے کے معزز شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کچھ ہو گیا تو ہم اس کے بدلے عتبہ بن ربیعہ کی گردن اڑا دیں گے۔ ابوقحافہ اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر بہت رنجیدہ خاطر ہوئے۔ آپ کی والدہ محترمہ ام الخیر نے اپنے لخت جگر کی حالت دیکھی تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے' پھر اس نے زاروقطار رونا شروع کر دیا' ماں تھی بیٹے کی حالت برداشت نہ کر سکی جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہوش آئی آنکھیں کھولیں تو ماں کو آبدیدہ دیکھا چاروں طرف نظر دوڑائی' اپنے لخت جگر کو ہوش میں دیکھا تو جان میں جان آئی محبت بھرے انداز میں بولی بیٹا کچھ کھا پی لو۔ دردوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے فرمایا: اماں جان مجھے یہ بتائیں کہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ جب تک میں آپ کو دیکھ نہیں لوں گا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس وقت تک کچھ بھی نہیں کھاؤں پیوں گا۔ ماں کے دل میں خیال آیا کہ بیٹے کے دل میں اپنے پیر و مرشد کی اتنی محبت کہ زخموں سے چور ہے لیکن زبان پر انہی کا نام ہے۔ دل میں انہی کے دیدار کی حسرت ہے' یہ لگن صداقت کی پیش خیمہ دکھائی دیتی ہے۔ اپنے آقا کی دل میں اتنی محبت اتنی الفت کہ کیا کہنے! کہا بیٹا مجھے تو اس بات کا علم ہی نہیں آپ کے پیر و مرشد رہتے کہاں ہیں؟ ورنہ میں ابھی جا کر ان کا حال دریافت کر آتی۔

فرمایا: اماں جان ام جمیل بنت خطاب سے پتہ پوچھ لیں' ماں بھاگی بھاگی ام جمیل کے پاس گئی۔ اس سے پتہ دریافت کیا اس نے خطرے کے پیش نظر ٹھکانا بتانے سے گریز کیا۔ اس نے بتایا میرا بیٹا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زخموں سے چور ہے اس کی حالت دیکھی نہیں جاتی اسی حالت میں بھی وہ اپنے پیر و مرشد کو دل کی گہرائی سے یاد کر رہا ہے جب اسے آپ کے زخمی ہونے کا پتہ چلا تو وہ اسی وقت والدہ کے ہمراہ اس کے گھر تشریف لائیں' چہرے پر گہرے زخم دیکھے۔ افسوس ہوا۔ جب قدرے اندھیرا چھا گیا تو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئیں۔ ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں تشریف فرما تھے' آپ کی زیارت ہوئی' عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ میری اماں جان کب دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ از راہ کرم ان کے حق میں دعا کیجئے کہ یہ بھی مشرف باسلام ہو کر جنت کی مستحق بن جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ماں کی خدمت میں اسلام کی بنیادی باتیں بیان کیں' اس کا دل تو پہلے ہی آمادہ ہو چکا تھا' لیکن آپ کی دعوت کا اس قدر جلد اثر ہوا کہ اسی وقت پکار اٹھی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بت پرستی کی آلائشوں سے پاک ہو کر صدقِ دل سے دائرہ اسلام میں داخل ہونا چاہتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ طیبہ پڑھا کر اسے دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسے اسلام قبول کرتے دیکھ کر بہت خوش ہوئے زخموں کا احساس جاتا رہا'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ کی والدہ ماجدہ ام الخیر نے بہت لمبی عمر پائی' اپنے سعادت مند بیٹے' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مسند خلافت پر جلوہ نما ہوتے ہوئے دیکھا۔ لیکن یہ اپنے خاوند ابوقحافہ سے پہلے دنیائے فانی سے کوچ کر گئی تھیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ کتنا بڑا اعزاز ہے کہ خود صحابی' باپ صحابی' ماں صحابیہ' بیٹا صحابی' بیٹی ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا صحابیہ' دوسری بیٹی سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا صحابیہ' اس اعتبار سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ اس سارے خاندان کو جنت کے باشندے ہونے کا شرف حاصل ہوا' قابل رشک ہے یہ سارا خاندان خوش بخت ہے یہ پورا کنبہ سب جنت کے باسی بنے سب کو نور اسلام سے اپنے سینے روشن کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

———O———

۲ ھ ہجری کو سرداران قریش نے یہ تہیہ کیا کہ سلطنت مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی جائے۔ ابوجہل کی قیادت میں ایک ہزار افراد پر مشتمل لشکر تیار کیا ان کا خیال تھا ہمارے لشکر کا نوزائیدہ سلطنت کے مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھے گی۔ ہم اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے۔ ہمارے اس اقدام کا پورے جزیرہ نمائے عرب پر بڑا گہرا اثر پڑے گا۔ تمام قبائل ہم سے مرعوب ہو جائیں گے۔ ہم مقام بدر میں تین دن قیام کریں گے۔ رقص و سرود کی محفل سے لطف اندوز ہوں گے۔ پھر اس پورے خطے میں وہی کچھ ہوگا جو ہم چاہیں گے ہمارے حکم کے بغیر کوئی یہاں دم نہ لے سکے گا۔ لیکن ادھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قریش مکہ فیصلہ کن جنگ کی تیاری کے لئے مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے ہیں۔ تو آپ اپنی مختصری مجاہدین کی جماعت کو لے کر میدان بدر کی طرف نکل پڑے۔ بے سروسامانی کا عالم تھا۔ تین سو تیرہ یا کچھ کم و بیش مجاہدین تھے۔ ٹوٹی ہوئی تلواریں تھیں۔ چند ایک سواریوں کے علاوہ باقی فوج پیادہ تھی میدان بدر میں پہلے پہنچ کر ایک چھتہ بنایا گیا جس کے نیچے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم براجمان ہوئے پہرے کے لئے پوچھا گیا تو سیدنا ابوبکر صدیق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رضی اللہ عنہ نے اپنی خدمات پیش کیں اور پھر پوری بہادری' دلیری اور جوانمردی کے ساتھ یہ ذمہ داری نباہی۔ جنگ بدر میں ستر سرکردہ قریش کے سردار تہہ تیغ ہوئے اور تقریباً اتنے ہی گرفتار کر لئے گئے لشکر کا جرنیل ابوجہل دو چھوٹے بچوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ جنگ بدر میں شریک ہونے والے تمام مجاہدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت نازل فرمائی:

''اے اہل بدر میں تم سے خوش ہوں اب جو جی میں آئے کرو میں نے تمہیں بخش دیا''۔

تمام بدری صحابہ کرام کو جنتی قرار دے دیا گیا جن میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سرفہرست تھے۔

---

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیائے فانی سے کوچ کر جانے کے بعد مسند خلافت سنبھالی اور دو سال تین ماہ دس دن اس منصب پر فائز رہنے کے بعد دنیائے فانی سے کوچ کر کے جنت الفردوس میں جا بسے۔ آپ نے خلافت کا قلمدان سنبھالتے ہی' اپنا یہ پالیسی بیان جاری کیا جو بخاری شریف میں ان الفاظ کے ساتھ محفوظ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

* اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّی قد وُلِّیتُ عَلَیْکُمْ وَ لَسْتُ بِخَیْرِکُمْ فَاِنْ اَحْسَنْتُ فَاَعِیْنُوْنِی وَ اِنْ اسأتُ فقوّمُوْ لی.

''لوگو! میں تم میں حاکم مقرر کیا گیا ہوں' حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں' اگر میں اچھا کام کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر کوئی برائی کروں تو مجھے سیدھا کر دینا''۔

* اَلصِّدْقُ اَمَانَةٌ وَالْکِذْبُ خِیَانَةٌ.

''سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے''۔

* وَالضَّعِیْفُ فِیْکُمْ قَوِیٌّ عِنْدِیْ حَتّٰی ازیح عَلَیْهِ حقه اِنْ شَآءَ اللّٰهُ.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''تمہارا کمزور فرد میرے نزدیک طاقت ور ہے ان شاء اللہ میں اس کا حق دلواؤں گا''۔

* وَالْقَوِیُّ مِنْکُمْ ضَعِیْفٌ عِنْدِیْ حَتّٰی آخذ الحق مِنْهُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ.

''تمہارا طاقت ور میرے نزدیک کمزور ہے' ان شاء اللہ میں اس سے حق لے کر چھوڑوں گا''۔

* لَا یدع قَوْمُ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا ضَرَبَهُمُ اللّٰهُ بِالذِّلِّ.

''جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد چھوڑ دیتی ہے اللہ اسے ذلیل وخوار کر دیتا ہے''۔

* وَلَا تَشِیْعُ الْفَاحِشَةَ فِیْ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِالْبَلَاءِ.

''جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اللہ اس پر مصیبت کو مسلط کر دیتا ہے''۔

* وَاَطِیْعُوْنِیْ مَا اطعت اللّٰه وَ رَسُوْلَهٗ فَاِذَا عَصَیْتُ فَلَا طَاعَةَ لِیْ عَلَیْکُمْ.

''میں جب تک اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تم اس وقت تک میرا کہا ماننا اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے لگوں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں''۔

* قُوْمُوْا اِلٰی صَلَاتِکُمْ یَرْحَمُکُمُ اللّٰهُ.

''اچھا اب نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ اللہ تم پر رحم کرے''۔

[بحوالہ بخاری شریف]

یہ پالیسی بیان بھی ایک عادل حکمران کی جانب سے ہی ممکن ہوسکتا ہے اور عادل حکمران کو قیامت کے دن عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا۔ عرش الٰہی کا سایہ پانے والے بالیقین جنت میں جائیں گے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جنت کا ہر باشندہ خوش آمدید کہے گا۔ اور اپنے ہاں قیام کی پیش کش کرے گا۔ خوش بختی اس کو کہتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سعادت ایسی ہوتی ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو طرح طرح کے فتنوں نے سر اٹھایا' چاروں طرف سے مشکلات و مصائب نے یلغار کر دی۔ مسیلمہ کذاب' طلحہ بن خویلد' اسود عنسی اور سجاح بنت حارثہ نے اپنے اپنے علاقہ میں نبوت کا دعویٰ کر دیا' اور بہت سے قبائل کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ سجاح نامی چالاک عورت نے اپنی عسکری طاقت میں اضافہ کرنے کی غرض سے مسیلمہ کذاب سے شادی رچالی۔

مدعیان نبوت میں سے طلحہ بن خویلد تائب ہو کر دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس خطرناک فتنے کا قلع قمع کرنے کے لئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تاریخ انسانیت کے عظیم جرنیل سیدنا خالد بن ولید کا انتخاب کیا' وہ ۱۱ ھ ہجری کو انصار و مہاجرین پر مشتمل لشکر ترتیب دے کر مدعیان نبوت کو ناکوں چنے چبوانے کے لئے روانہ ہوئے' سب سے پہلے طلیحہ بن خویلد پر حملہ کیا' اس کے پیروکاروں کے سرخیل عیینہ بن حصن اور دیگر تیس افراد کو گرفتار کر کے مدینہ منورہ روانہ کر دیا' طلحہ بن خویلد جان بچا کر شام کی طرف بھاگ گیا' اور چپکے سے مدینہ منورہ وارد ہوا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر معافی کی درخواست پیش کر دی۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے معاف کر دیا۔ سیدنا شرحبیل بن حسنہ لشکر کی قیادت کرتے ہوئے مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔ اور اس کی مدد کے لئے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھی مرکز خلافت کی طرف سے حکم مل چکا تھا کہ آپ طلیحہ بن خویلد کے خلاف مہم سے فارغ ہو کر لشکر کی قیادت کرتے ہوئے شرحبیل بن حسنہ کے پاس پہنچ جائیں' انہوں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایسے ہی کیا' اور اس کے بعد مسیلمہ کذاب سے نبرد آزما ہونے کے لئے آگے بڑھے' اس کے پاس بھی بہت بڑا لشکر تھا۔ جس نے فیصلہ کن لڑائی کا ارادہ کر لیا تھا۔

دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں گھمسان کا رن پڑا' اس معرکے میں بہت سے مسلمان مجاہدین بھی جام شہادت نوش کر گئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لیکن آخر کار لشکر اسلام کو کامیابی نصیب ہوگی۔ مسیلمہ کذاب کو وحشی بن حرب نے قتل کیا یہ وحشی بن حرب وہی ہے جس نے غزوہ اُحد میں سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کو قتل کیا تھا اور اُس وقت یہ مسلمان نہیں ہوا تھا یہ جب سامنے آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا کی شہادت یاد آ جاتی آپ نے اس سے یہ کہہ رکھا تھا کہ سامنے نہ آیا کرے' اس نے دل میں یہ بات ٹھان لی تھی کہ کسی خطرناک دشمن کو واصل جہنم کر کے اپنے اس جرم کی تلافی کروں گا۔ اور مجاہدین اسلام کے دلوں کو ٹھنڈک بہم پہنچاؤں گا۔ لہٰذا مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے کا کارنامہ سرانجام دے کر اس نے بدلہ چکا دیا۔ اسود عنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا' یہ ایک دن نشے میں مدہوش تھا موقع کو غنیمت جانتے ہوئے فیروز دیلمی نے اس کی گردن اڑا دی۔ اس طرح شام' نجد اور یمن میں نبوت کا دعویٰ کرنے والے اپنے انجام کو پہنچے۔ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدبرانہ حکمت عملی اور جرأت مندانہ اقدامات کی وجہ سے اس فتنے کا پہلے ہی مرحلے میں قلع قمع کر دیا گیا۔ مدعیان نبوت کی سرکوبی دراصل اس لئے بھی بہت ضروری تھی کہ لوگ اس خطرناک فتنے کا شکار ہو کر تیزی سے جہنم کے راستے پر گامزن ہو رہے تھے۔ لہٰذا انہیں اس برے انجام سے بچانا بہت ضروری تھا تاکہ وہ جہنم کے راستے کو چھوڑ کر جنت کی شاہراہ پر چلنے لگیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں بلاشبہ یہ بہت بڑی کامیابی تھی۔ دورِ صدیقی کا یہ کارنامہ تاریخ اسلامی کا ایک سنہری باب ہے' اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فہم و فراست اور جرأت و بہادری کی ایک روشن دلیل ہے۔ اس طرح نہ صرف خود اپنے لئے جنت میں جانے کی راہ ہموار کی بلکہ رعایا کو بھی شاہراہ جنت پر گامزن کرنے کا باعث بنے۔ ان کے ان اقدامات پر خوش ہو کر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے جنت کے ہر دروازے سے پکارنے کا اہتمام کریں گے۔ اور اس اعزاز میں وہ پوری امت میں منفرد نظر آئیں گے۔ جنت کا ہر باشندہ انہیں خوش آمدید کہے گا اور اسے اپنے پاس ٹھہرنے کی خواہش کا اظہار کرے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کارناموں پر قربان جائیں' ان کی جنتی اداؤں پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں دوسرا بڑا فتنہ ارتداد کا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہونے والے وسیع پیمانے پر مرتد ہو گئے' قبائلی سرداروں نے اسلام سے بریت کا اظہار کرتے ہوئے' اپنے اپنے قبیلے کا اقتدار سنبھال لیا ہر قبیلے کا سردار اپنے آپ کو اپنی ریاست کا سربراہ تصور کرنے لگا۔

عمان میں لقیط بن مالک نے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ بحرین میں نعمان بن منذر نے بغاوت کا علم بلند کر دیا' اس طرح کندہ میں بہت سے سرداروں نے اپنی اپنی سربراہی کا اعلان کر دیا' جگہ جگہ سے ارتداد کی خبریں مرکز خلافت میں پہنچنے لگیں' عجیب وغریب ہنگامہ بپا ہو گیا' لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پریشان ہونے کی بجائے نہایت جرأت وشجاعت کا ثبوت دیتے ہوئے فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے لئے منجھے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انتخاب کیا آپ نے گیارہ لشکر ترتیب دیئے۔ اور ہر ایک لشکر کا ایک امیر مقرر کر کے جھنڈا اس کے ہاتھ تھما دیا۔ یہ تمام لشکر مرتدین کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے گئے اور اپنے مقصد میں کامیاب رہے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ حکمت عملی اتنی کامیاب ثابت ہوئی کہ فتنہ ارتداد کی یلغار یکسر دم توڑ گئی۔ لوگوں کو ارتداد کی راہ سے ہٹا کر جنت کی شاہراہ پر ڈال دیا گیا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہر وقت یہی فکر دامن گیر رہتی کہ کہیں لوگ مرتد ہو کر جہنم کا ایندھن نہ بن جائیں۔ اور جنت سے محروم نہ کر دیئے جائیں۔ اس طرح جہنم سے لوگوں کو بچانا اور جنت کے راستے پر گامزن کرنا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ قربان جائیں ان کے اس کارنامے پر فدا جائیں ان کی اس سوچ پر کہ کسی طرح لوگ جنت کے باشندے بن جائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حبیب کبریا و سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیائے فانی سے کوچ کرنے کے بعد نوآموز مسلمانوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ لیکن وہ بدستور توحید و رسالت کے دعوے دار رہے۔ اسلامی مملکت کے سربراہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے یہ صورت حال بڑی پریشان کن تھی۔ اقتصادی اعتبار سے اسلامی حکومت کو ناکام بنانے کی یہ ایک بہت بڑی گھناؤنی سازش تھی۔ لیکن اس نازک ترین موقع پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کمال فہم و فراست اور بھرپور جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اللہ کی قسم جو شخص عہد رسالت میں زکوٰۃ فنڈ میں ایک رسی دیا کرتا تھا اگر اس نے وہ رسی دینے سے انکار کیا تو میں اس کے خلاف جنگ کروں گا''

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی اس رائے سے اختلاف کیا کہ توحید و رسالت کا اقرار کرنے والے کے خلاف کیونکر جنگ کی جا سکتی ہے۔ لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے۔ اور منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کے لئے اپنے مؤقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے۔ بلکہ مختلف ذرائع استعمال کرتے ہوئے زکوٰۃ وصول کر کے اسلامی حکومت کی اقتصادی حالت کو بہتر بنایا۔ سربراہ حکومت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غیر متزلزل انداز کو دیکھ کر بہت سے منکرین زکوٰۃ گھبرا گئے اور اپنا مستقبل تاریک دیکھ کر انہوں نے اطاعت گزاری اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے آمادگی کا اظہار کر دیا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ جس طرح توحید و رسالت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا' نماز' روزے اور حج کا منکر کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کا منکر بھی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ یہ ایک ایسا جرم ہے کہ اس کے ارتکاب سے جنت سے محرومی مقدر بن جاتی ہے۔ جنت میں جانے کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کے جملہ ارکان کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہوئے عملی طور پر انہیں سرانجام دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بصیرت سے کام لیتے ہوئے منکرین زکوٰۃ سے بذریعہ جہاد نپٹنے کا اعلان کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ دراصل ان کو جنتی بنانے کا عملی مظاہرہ تھا۔ تا کہ یہ لوگ اپنی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے کہیں جنت سے محروم نہ ہو جائیں۔ واقعی یہ سوچ اسی حکمران کی ہو سکتی ہے۔ جو خود جنت میں جانے کا دلدادہ ہو۔ لٰہذا وہ اس طرح کے کارنامے سرانجام دے کر جنت کے مستحق ٹھہرے۔ ان کی قسمت پہ ہم قربان۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا شوق یہی دکھائی دیتا ہے کہ جنت میں خود جائیں اور دوسروں کو بھی ساتھ لے جائیں۔ کیا بات ہے ان کے نصیب کی۔

---

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد پورے جزیرۂ عرب میں اضطراب' بے چینی اور انارکی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ طرح طرح کے فتنوں نے سر اٹھایا' فتنۂ ارتداد' فتنہ انکار زکوٰۃ' فتنہ دعوائے نبوت نے اجتماعی نظام کو ہلا کر رکھ دیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے یہ سخت امتحان کا وقت تھا' حالات کا تقاضا تو یہی تھا کہ پہلے داخلی خلفشار کا خاتمہ کیا جاتا' ان فتنوں کی سرکوبی تک کوئی مزید ایسا اقدام نہ کیا جاتا جن کا تعلق خارجہ امور سے ہوتا' لیکن ان تمام مشکلات مصائب اور موانع کے باوجود لشکر اُسامہ کو شام کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ کیونکہ دربار رسالت سے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو روانگی کا حکم مل چکا تھا' جس کو نافذ کرنا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا اوّلین فرض تصور کیا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تجویز پیش کی کہ ابھی اس لشکر کی روانگی کے لئے حالات سازگار نہیں' تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا' عمر رضی اللہ عنہ بڑے افسوس کی بات ہے' رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا صادر کیا ہوا فیصلہ میں کیسے بدل دوں' یہ لشکر ضرور روانہ ہوگا کیونکہ اس کی روانگی کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا نہ اس کی روانگی ملتوی کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کی امارت میں کوئی تبدیلی کی جائے گی۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جرأت' ہمت اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مظاہرہ کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوئے لشکر اسامہ کو روانہ کر دیا' اور الوداع کہنے کے لئے بذاتِ خود مدینہ منورہ کی قریبی بستی جرف پہنچے۔ اس طرح کہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار تھے اور آپ پیدل ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ امیر لشکر سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب محترم مجھے یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ میں سوار ہوں اور آپ پیدل چل رہے ہیں۔ یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں یا میں نیچے اتر آتا ہوں' آپ نے فرمایا نہ میں سوار ہوں گا اور نہ ہی آپ نیچے اتریں گے۔ آپ نے یہ انداز اس لئے اختیار کیا تاکہ لشکر میں شامل تمام افراد کے دلوں میں ان کی عزت و تکریم دوبالا ہو جائے۔ پھر فرمایا: اُسامہ دیکھنا وہی کچھ کرنا جس کا آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا' اس سے سرمو بھی انحراف نہ کرنا' پھر لشکر میں شامل مجاہدین کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

دیکھنا.... خیانت نہ کرنا' بدعہدی نہ کرنا اور نہ کسی کو دھوکہ دینا' کسی کا ہاتھ' کان یا ناک نہ کاٹنا' کسی بچے' بوڑھے اور عورت کو قتل نہ کرنا' کھجور کا درخت نہ کاٹنا' اور نہ اسے آگ لگانا' کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا' بلا وجہ کسی بکری' گائے یا اونٹ وغیرہ کو ذبح نہ کرنا' ہاں! اگر لشکر کے لئے گوشت کی ضرورت ہو تو جانور ذبح کرنے کی اجازت ہے۔ جو لوگ اپنی عبادت گاہوں میں راہبانہ زندگی گزار رہے ہوں انہیں کچھ نہ کہنا' لوگ اگر اپنے طرح طرح کے برتنوں میں کھانا پیش کریں تو اللہ کا نام لے کر کھا لینا بشرطیکہ وہ پاکیزہ اور صاف ستھرے ہوں۔ چلو اب اللہ کا نام لے کر اس سفر پر روانہ ہو جاؤ۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ لشکر کی قیادت کرتے ہوئے اپنے مشن پر روانہ ہو گئے رومی لشکر سے آمنا سامنا ہوا۔ رومیوں کو شکست فاش ہوگئی' بہت سے رومی تہہ تیغ ہوئے' وافر مقدار میں مال غنیمت ہاتھ لگا۔ لشکر اسامہ کی روانگی کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ پورے جزیرہ عرب میں اسلامی حکومت کی دھاک بیٹھ گئی۔ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ اندازہ لگائے ہوئے تھے کہ اب مسلمانوں کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شیرازہ بکھر جائے گا' وہ اس لشکر کی کامیابی دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ اس کے بعد بیرونی حملوں کا خطرہ ہمیشہ کے لئے ٹل گیا مرکز خلافت کی بنیادیں مضبوط ہوگئیں' لوگ اسلام کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہی اپنے لئے عافیت سمجھنے لگے' اس میں ان کو اپنی دنیا و آخرت محفوظ نظر آنے لگی۔

یہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مومنانہ فراست تھی جس کا عمومی طور پر اہل اسلام کو خاطرہ خواہ فائدہ نصیب ہوا۔ اس طرح عام لوگ جہنم کے راستے سے ہٹ کر جنت کے راستے پر گامزن ہوگئے۔ جنت میں داخلے کے لئے راہ ہموار کرنا ہی اصل کام ہے جسے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوری تندہی سے سرانجام دیا۔ اس طرح وہ خود بھی زندگی بھر جنت کے راستے پر گامزن رہے اور لوگوں کو بھی اس راستے کی نشاندہی کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے جو جہنم سے دور ہٹا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہی کامیاب ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے یہ کامیابی بہت بڑی سعادت ہے۔

---

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب اپنی زندگی کی تریسٹھ بہاریں دیکھ چکے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تقریباً دو سال تین ماہ کا عرصہ بیت گیا' پورے جزیرہ نمائے عرب میں مکمل اقتدار حاصل ہو چکا اور سارے جزیرے کو دس صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا' اور ان صوبوں کے دس تجربہ کار صحابی گورنر مقرر کر دیے گئے' ارتداد' انکار زکوٰۃ' دعوئے نبوت جیسے فتنے دم توڑ چکے۔ مسیلمہ کذاب' اسود عنسی اور دیگر مدعیان نبوت کا خاتمہ کر دیا گیا' عراق اور شام میں فتوحات کا دروازہ کھل گیا' اسلامی ریاست کو مضبوط بنیادوں پر استوار کر دیا گیا' رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل نیں لشکر اسامہ کا مشن پورا ہو چکا' نہایت قلیل مدت میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کر لی گئی' تو پیغام اجل آ گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سردی کے موسم میں ایک روز غسل کیا' تو سردی جسم کے رگ و پے میں سرایت کر گئی' طبیعت نڈھال ہو گئی۔ تقریباً دس دن تک مسلسل بخار میں مبتلا رہے خلیفہ ثانی کے طور پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نامزد کر دیا۔ نقاہت بہت زیادہ بڑھ گئی تو پوچھا آج کون سا دن ہے؟ بتایا گیا سوموار پھر پوچھا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس دن فوت ہوئے تھے؟ بتایا گیا سوموار کو۔ یہ سن کر فرمانے لگے میری دلی تمنا ہے کہ اللہ مجھے بھی اسی دن اپنے پاس بلا لے۔

زبان سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ آپ کی روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ نے ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ ہجری سوموار اور منگل کی درمیانی شب داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور آپ کو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مشرقی پہلو میں دفن کیا گیا۔

اسی طرح آپ دو سال تین ماہ دس دن مسند خلافت پر جلوہ افروز رہ کر آخر کار جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئے۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



2

# سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



★ ابھی اس راستے سے تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔ [فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

★ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اہل جنت کا چراغ ہے۔
[فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِهٖ )).

''بلاشبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور اس کے دل پر حق جاری کر دیا ہے''۔ [بحوالہ مسند امام احمد' ترمذی' مستدرک حاکم]

---

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِهٖ )).

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق رکھ دیا ہے وہ ہمیشہ حق بات ہی کہتے ہیں''۔ [بحوالہ ابن ماجہ]

---

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(( اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عمر و قَلْبِهٖ وَهُوَ الْفَارُوْقُ فَرَّقَ اللّٰهُ بِهٖ ، بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ )).

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور اس کے دل پر حق جاری کر دیا ہے اور وہی فاروق ہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا ہے''۔ [بحوالہ طبقات ابن سعد]

---

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ فرماتے ہیں:

(( مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى رَجُلٍ خَيْرٍ من عُمَر )).

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر انسان پر سورج نہ طلوع ہوا ہے اور نہ ہی غروب ہوا ہے"۔ [بحوالہ ترمذی' مستدرک حاکم]

---

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی:

(( اللّٰهُمَّ اَعِزَّ الإِسْلَامَ بأَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ )).

"الٰہی! دو بندوں میں سے جو تجھے زیادہ پسند ہے اس کے ذریعہ اسلام کو غلبہ عطا کر ابوجہل یا عمر بن خطاب"۔ [بحوالہ ترمذی]

---

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الخَطاب )).

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے"۔

[بحوالہ مسند امام احمد' ترمذی' مستدرک حاکم]

---

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی کنیز بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(( اِنَّ الشَّيطَانَ لَمْ يَلْقَ عُمَرَ مُنْذُ اَسْلَمَ اِلَّا خَرَّ لِوُجْهِهِ )).

"جب سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا شیطان جب بھی ان سے ملا تو وہ منہ کے بل گر پڑا"۔ [بحوالہ المعجم الکبیر طبرانی]

---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(( اِنّی لأنظر اِلی شَیاطِیْن الْجن وَالانس قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ )).

"کہ میں جن وانس کے شیاطین کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عمر سے ڈر کر بھاگ گئے ہیں"۔ [بحوالہ ترمذی]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(( مَا فِی السَّمَآءِ مَلَكٌ إلاَّ وَهُوَ يُوَقِّرُ عُمَرَ وَلاَ فِی الْاَرْضِ شَیْطَان اِلَّا وَ هُوَ یَفْرَقُ مِنْ عُمَرَ )).

"آسمان میں ہر فرشتہ عمر رضی اللہ عنہ کی عزت کرتا ہے اور زمین میں ہر شیطان عمرؓ سے خوف زدہ ہے"۔ [بحوالہ کنز العمال]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(( بَیْنَا أَنَا نائِمٌ اِذْ أُتِیْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ فِیْهُ حَتّٰی إِنّی لأرٰی الریَّ یَجْرِی أَطْفاری ، ثُمَّ أعطِیْتُ فَضْلِی عمر بن الخطاب قالوا فما اَوَّلْتَ یا رسول اللّٰه ؟ قَالَ : العلمُ )).

"درانحالیکہ میں سویا ہوا تھا کہ مجھے دودھ کا پیالہ دیا گیا میں نے اس سے دودھ پیا میں نے تازگی دیکھی کہ میرے ناخنوں میں رواں ہے' پھر میں نے بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس خواب کی تعبیر علم ہے"۔ [بحوالہ بخاری، مسلم]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(( عُمَرُ بْنُ الْخَطّاب سَراجُ اَهْلِ الْجَنَّة )).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اہل جنت کے چراغ ہیں''۔ [بحوالہ حلیۃ الاولیاء]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( أَتَانِی جِبْرِیلُ فَقَالَ : قَدْ اسْتَبْشَرَ أَهْلُ السمآء بإسلام عمر )).

''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو اس نے کہا! آسمان والے عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر بہت خوش ہیں''۔ [بحوالہ مستدرک حاکم]

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( أَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُهُ الْحَقُّ عُمَرَ أَوَّلُ من يُسَلِّمَ عَلَيْهِ ، وَ أَوَّلُ مِن يَأخذهُ بِيَدِيهِ فيُدْخِلُهُ الجَنَّةَ )).

''سب سے پہلے جس سے حق مصافحہ کرے گا وہ عمر ہے' وہی پہلا ہے جسے سلام کہا جائے گا' وہی پہلا ہے جس کے ہاتھوں کو پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا''۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(( إِن كـان اسـلام عـمـر لَفَتحًا وَهِجرتُهُ لنصرًا ، و امارته رحمةً ، و اللّٰه مـا استطعنا ان نُصَلِّي بالبيت حَتّٰى أَسْلَمُ فَلَمَّا أَسْلَمَ قَاتَلَهُمُ حَتّٰى و دعونا فَصَلَّينَا )).

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا فتح' اس کا ہجرت کرنا غلبے اور اس کی امارت رحمت ثابت ہوئی۔ اللہ کی قسم ہم بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے' یہاں تک کہ وہ اسلام لائے۔ جب اس نے اسلام قبول کیا وہ ان سے لڑے یہاں تک کہ انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم نے آزادانہ نماز پڑھی''۔ [بحوالہ المعجم الکبیر' طبرانی]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ابا جان نے اسلام قبول کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سینے پر تین بار تھپکی دی اور یہ دعا کی:

(( اَللّٰهم اخرج مَا فِی صدرِ عمر مِن غِلٍّ وَ اَبدِلہ اِیمَانًا )).

''الٰہی عمر کے سینے میں جو کینہ ہے اسے نکال دے اور اس کی جگہ ایمان بھر دے''۔ [بحوالہ المعجم الاوسط طبرانی]

---

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اِقتَدُوا بِالَّذَینِ فِی بَعدِی : أَبِی بَکر وَ عُمَر )).

''میرے بعد دونوں یعنی ابوبکر اور عمر کی اقتداء کرنا''۔ [بحوالہ ترمذی]

---

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(( ان فی السمآء مَلَکَینِ، اَحدھما یأمر بالشدّۃ و آخر یأمر باللین ، و کل مصیبٌ جبریل و میکائیل و نبیان احدھما یأمر باللین والاخر بالشدۃ و کل مصیبٌ ابراھیم و نوح ، وَلِی صاحبانِ احدھما یأمر باللّین و الآخر بِالشِّدَّۃِ وَ کُلٌّ مُصِیبٌ ابوبکر و عمر )).

''آسمان میں دو فرشتے ہیں ایک سختی سے حکم دیتا ہے اور دوسرا نرمی سے دونوں درست ہیں وہ ہیں جبریل اور میکائیل۔ اور دو نبی ہیں ایک سختی سے حکم دیتا ہے اور دوسرا نرمی سے دونوں درست ہیں اور وہ میں ابراہیم اور نوح علیہما السلام۔ میرے دو ساتھی ہیں ایک نرمی سے حکم دیتا ہے اور دوسرا سختی سے اور وہ دونوں درست ہیں اور وہ ہیں ابوبکر اور عمر''۔

[بحوالہ المعجم الکبیر طبرانی]

---

ابوارویٰ دوسی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بیٹھا ہوا تھا اتنے میں سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی وہاں تشریف لے آئے آپ نے انہیں دیکھتے ہوئے فرمایا:

(( اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَیَّدَنِیْ بِکُمَا )). [بحواله المعجم الكبير طبرانی]

''شکر ہے اس اللہ کا جس نے تم دونوں سے میری تائید کی''۔

---

سیدنا نافع بن عبدالحارث بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلا آپ ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے فرمایا کہ دروازے پر پہرہ دیں۔ میں دروازہ بند کر کے اندر کی جانب بیٹھ گیا کسی نے دروازے پر دستک دی میں نے پوچھا کون؟ اس نے کہا میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی آپ نے فرمایا اس کو اندر آنے دیں اور اسے جنت کی بشارت دے دیں۔ میں نے دروازہ کھولا اور اسے جنت کی بشارت دی، وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا کر بیٹھ گئے آپ کنویں کی منڈھیر پر پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ اسی طرح بیٹھ گئے۔ پھر کسی نے دروازے پر دستک دی میں نے پوچھا کون؟ اس نے کہا میں عمر (رضی اللہ عنہ) ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی، آپ نے فرمایا اس کو اندر آنے دیں اور اسے بھی جنت کی بشارت دے دیں میں نے دروازہ کھول دیا اور اسے جنت کی بشارت دی، وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کنویں کی منڈھیر پر بیٹھ گئے، اور پاؤں کنویں میں لٹکا لئے۔ [بحوالہ مسند امام احمد]

---

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(( خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبُوْبَکْرٍ وَ خَیْرُ النَّاسِ بعد ابی بکر عمر )).

''رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں س بہتر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے بعد سب لوگوں سے بہتر عمر رضی اللہ عنہ ہیں''۔ [بحوالہ ابن ماجہ]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے میں لوگوں کے آخر میں آ کر بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''جب تک تم میں یہ (یعنی عمر) ہوگا تم کسی فتنے میں مبتلا نہیں ہوگے۔ [المعجم الکبیر طبرانی]

---

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد حسمہ بنت ہاشم بن مغیرہ مخزومیہ کے بطن سے جنم لیا' آپ کے والد کا نام خطاب بن نفیل القرشی تھا' بچپن میں اپنے والد کا ہاتھ بٹانے کی خاطر بکریاں چرایا کرتے تھے' بعض اوقات اپنی خالہ جان کی بکریاں بھی چرانے کے لئے ہمراہ لے جاتے' جوان ہوئے تو ریشمی کپڑے کی تجارت کا پیشہ اختیار کیا' عکاظ کا مشہور و معروف میلہ جو میدانِ عرفات میں ہر سال بڑی دھوم دھام سے لگا کرتا تھا' اس میں باقاعدگی سے شریک ہوتے اور اس میں شاعری' پہلوانی' رسہ کشی اور فن خطابت کے جوہر دکھلاتے' مقابلے میں آنے والا ان کا سراپا دیکھتے ہی مرعوب ہو جاتا' یہ فن قرأت و کتابت سے بھی واقف تھے جو اس دور میں بہت بڑا وصف تصور کیا جاتا تھا' قریش کو اس کی جوانمردی و بہادری پر بڑا مان تھا۔ یہ اس سے کوئی بہت بڑا کام لینا چاہتے تھے' اور اس کو بھی اپنی جوانی اور طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا' جب یہ چھبیس (۲۶) برس کا گھبرو جوان ہوا تو گلے میں تلوار لٹکائی اور دل میں ارادہ کیا کہ آج ایک ایسا کارنامہ سرانجام دینا ہے' جسے دیکھ کر قریش مسرت و شادمانی سے جھوم اٹھیں گے' گھر گھر کے چراغ جلنے لگیں گے' گلی گلی شہنائیاں گونجنے لگیں گی' ڈھولک کی تھاپ پر قریشی جوان رقص کناں ہوں گے' جب یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح مکے کے در و بام میں پھیلے گی کہ آج عمر کی تلوار نے نئی شریعت کے بانی' نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ' توحید کا علم بلند کرتے ہوئے تمام بتوں کی یکسر نفی کرنے والے عبدالمطلب کے پوتے'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابو طالب کے بھتیجے اور عبداللہ کے لخت جگر حضرت محمد ﷺ کا سر قلم کر دیا ہے' تو آہا! واہ! میری کیا شان ہوگی؟ قوم میں کیا قدر و منزلت ہوگی؟ کس طرح مجھے خراجِ عقیدت پیش کیا جائے گا؟ ان خیالات میں مگن گنگناتے ہوئے' فخر و تکبر سے کندھے مٹکاتے ہوئے بازار سے نکلا تو سامنے سے نعیم بن عبداللہ آ رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا عمر رضی اللہ عنہ خیر تو ہے؟ کیا ارادے ہیں؟ کہاں جا رہے ہو۔ عمر نے گرجدار آواز میں کہا نعیم کیا پوچھتے ہو۔ آج میں اس کا سر قلم کرنے جا رہا ہوں جس نے قریش کے گھر گھر میں تفریق پیدا کر دی ہے۔ دن بدن ہمارے گھروں میں اضطراب' بے چینی' اور بدمزگی بڑھتی جا رہی ہے' بھائی سے بھائی جدا ہوتا جا رہا ہے' اولاد والدین سے برگشتہ ہوتی جا رہی ہے۔

نعیم بن عبداللہ نے کہا' عمر رضی اللہ عنہ یہ کوئی اچھی سوچ نہیں' کوئی اچھا طرز عمل نہیں' اپنے اس انداز پر نظر ثانی کریں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سنتے ہی غضبناک انداز میں کہا' اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی اپنے دین سے برگشتہ ہو گیا ہے' اگر یہ بات ہے تو پہلے تجھ سے کیوں نہ نپٹ لیا جائے۔

نعیم نے کہا عمر (رضی اللہ عنہ) مجھ پر ہاتھ اٹھانے سے پہلے ذرا اپنے گھر کی خبر لو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں میرے گھر کو کیا ہوا ہے؟

نعیم نے کہا تیری بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید علیہ السلام دونوں دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ بات سن کر عمر رضی اللہ عنہ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ کہنے لگا میری بہن فاطمہ' میرا بہنوئی سعید مسلمان ہو گئے ہیں!..... نہیں! نہیں! بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نعیم بن عبداللہ نے کہا یہ ہو چکا ہے۔ عمر نے کہا اچھا پہلے ان سے نپٹ لوں پھر اگلا قدم اٹھاؤں گا۔ غضب آلود نگاہیں' بے چین طبیعت' مضطرب دل' تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچا۔ دروازے پر زور سے دستک دی اندر سے آواز آئی کون؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کڑک کر بولا عمر! دروازہ کھولو۔ اس وقت بہن اور بہنوئی کے علاوہ سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بھی گھر میں موجود تھے۔ وہ دونوں میاں بیوی کو قرآن حکیم کی تعلیم دینے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کا نام سنتے ہی وہ ڈرتے ہوئے ایک کونے میں چھپ گئے' کہ آج عمر کے ارادے اچھے معلوم نہیں ہوتے۔ بہن نے دروازہ کھولا' بہنوئی نے خوش آمدید کہا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا: ابھی ابھی تم دونوں گھر کے اندر کیا پڑھ رہے تھے' مجھے تمہاری آواز سنائی دے رہی تھی' جلدی بتاؤ یہ سب کچھ کیا ہے؟ میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا: ''اگر حق بات تیرے دین کے علاوہ کسی اور جگہ سے ملے تو اسے تسلیم کرنے میں کیا مضائقہ ہے؟'' ابھی یہ بات انہوں نے پوری نہیں کی تھی کہ عمر نے گرجدار آواز میں دھاڑتے ہوئے کہا: ''میں نے سنا ہے تو نے اپنے آباؤ واجداد کا دین چھوڑ دیا ہے؟'' اور ساتھ ہی اسے پکڑ کر نیچے گرا لیا اور خود اس کے سینے پر بیٹھ کر اسے مسلنے لگا۔ بہن نے جب اپنے خاوند کی یہ درگت بنتے دیکھی تو قوت ایمانی سے آگے بڑھی تا کہ اسے اپنے جابر بھائی کے چنگل سے نجات دلا سکے۔ وہ ابھی قدرے قریب ہوئی تھی کہ عمر نے اس کے منہ پر ایک ایسا زناٹے دار تھپڑ رسید کیا جس سے وہ چکرا کر گر پڑی' اور چہرے سے خون بہنے لگا۔ تھپڑ کھا کر دب جانے کے بجائے وہ پوری جرأت ایمان کا مظاہرہ کرتے ہوئے ولولہ انگیز انداز میں بولی' ارے اللہ کے دشمن تو مجھے اس لئے مارتا ہے کہ میں ایک اللہ پر ایمان لے آئی ہوں' اگر یہ بات ہے تو جتنا تیرا جی چاہتا ہے مجھے مار میں نے یہ اقرار کیا اور مرتے دم تک اس پر ثابت قدم رہوں گی۔ سن میں یہ اقرار برملا کرتی ہوں' ڈنکے کی چوٹ کہتی ہیں:

اشهد ان لا اله الا الله و ان محمد رسول الله ﷺ

''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق اور معبودِ حقیقی نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا نے توحید و رسالت کا اقرار کچھ ایسے انداز میں کیا کہ عمر کا دل پسیج گیا' گردن جھکا لی' سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے سینے سے نیچے اتر آیا اور کھسیانے سے انداز میں کہا' بہن یہ صحیفہ ذرا مجھے بھی تو دکھلاؤ جو تو نے چادر کے نیچے چھپا رکھا ہے۔ ذرا میں بھی تو دیکھوں' اس میں آخر کیا جادو بھرا ہے۔ جو پڑھنے والے کو اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے۔ جس کے پڑھنے سے بے پناہ جرات پیدا ہو جاتی ہے' پہلے تو میرے سامنے بولنے کی سکت نہیں رکھتی تھی لیکن آج ترکی بترکی جواب دے رہی ہے' لاؤ بہنا دکھاؤ۔

بہن نے کہا ہرگز نہیں۔ یہ کتاب پاک ہے' اسے پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں' پہلے جا کر غسل کرو' پھر میرے پاس آنا' عمر نے بہن کی بات سن کر اپنا سر جھکایا اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جا کر غسل کیا' واپس آیا تو سر کے بالوں اور داڑھی سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔

بہن نے قرآن حکیم اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اس نے پڑھنا شروع کیا' اور سورہ طٰہٰ کی ۱ تا ۱۶ آیات پڑھیں:

﴿ طٰهٰ ○ مَـا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى ○ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ○ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ○ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ○ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ○ وَ اِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰى ○ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ○ وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ○ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا اِنِّىْ آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْ آتِيْكُمْ بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ○ فَلَمَّا اَتٰهَا نُوْدِىَ يٰمُوْسٰى ○ اِنِّىْ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ○ وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ○ اِنَّنِىْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِىْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ ○ اِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا تَسۡعٰی ○ فَلَا یَصُدَّنَّکَ عَنۡهَا مَنۡ لَّا یُؤۡمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرۡدٰی ○ ﴾ [سورة طٰهٰ : ١ تا ١٦]

''طٰهٰ ۔ ہم نے یہ قرآن تم پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ' یہ تو ایک یاد دھانی ہے' ہر اس شخص کے لئے جو ڈرے' نازل کیا گیا ہے' اس ذات کی طرف سے جس نے پیدا کیا ہے زمین کو اور بلند آسمان کو' وہ رحمان عرش پر مستوی ہے' اور مالک ہے ان سب چیزوں کا جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور جو زمین و آسمان کے درمیان ہیں اور جو مٹی کے نیچے ہیں ۔تم چاہے اپنی بات پکار کر کہو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات بلکہ اس سے مخفی تر بھی جانتا ہے' وہ اللہ ہے ۔ اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اس کے لئے بہترین نام ہیں اور تمہیں کچھ موسیٰ کی بھی خبر پہنچی ہے جبکہ اس نے ایک آگ دیکھی اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ ذرا ٹھہرو' میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید کہ تمہارے لئے ایک آدھ انگارا لے آؤں یا اس آگ پر مجھے کوئی رہنمائی مل جائے' وہاں پہنچا تو پکارا گیا اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں' جوتیاں اتار دے تو وادی مقدس طویٰ میں ہے اور میں نے تجھ کو چن لیا ہے' سن جو کچھ وحی کیا جاتا ہے' میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں' پس تو میری بندگی اور میری یاد کے لئے نماز قائم کر' قیامت کی گھڑی ضرور آنے والی ہے' میں اس کا وقت مخفی رکھنا چاہتا ہوں تا کہ نفس اپنی سعی کے مطابق بدلہ پائے' پس کوئی ایسا شخص جو اس پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش نفس کا بندہ بن گیا ہے تجھ کو اس گھڑی کی فکر سے نہ روک دے ورنہ تو ہلاکت میں پڑ جائے گا''۔

یہ قرآنی آیات پڑھتے ہی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دل میں انقلاب پیدا ہوگیا' قرآن حکیم کو سینے سے لگایا' فرط محبت میں اسے چوما اور کہنے لگا جس ذات کا یہ کلام ہے وہ تو واقعی ایسی ذات معلوم ہوتی ہے کہ اس ذات کے ساتھ کسی اور کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عبادت نہیں کی جا سکتی۔

مجھے بتاؤ کہ اس وقت حضرت محمد ﷺ کہاں ہیں؟

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ جو اس گھر کے ایک کونے میں چھپے بیٹھے تھے' خوشی سے اچھلتے ہوئے سامنے آئے اور باآواز بلند کہا: ''عمر مبارک ہو!''

عمر رضی اللہ عنہ خوش ہو جاؤ' رسول اقدس ﷺ کی دعا تیرے حق میں قبول کر لی گئی۔ بخدا آج ہی میں نے اپنے کانوں سے سنا رسول اقدس ﷺ یہ دُعا کر رہے ہیں۔

الٰہی! عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کو غلبہ عزت و سربلندی عطا فرما۔ عمر (رضی اللہ عنہ) واللہ تیرے نصیب جاگ اٹھے۔ تیری قسمت کے کیا کہنے۔

چلو میں آپ کو رسول اقدس ﷺ کے پاس لئے چلتا ہوں۔ دونوں دار ارقم میں پہنچے' دروازے پر دستک دی' پوچھا کون؟ کہا: ''عمر (رضی اللہ عنہ)''۔

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا' دیکھا عمر تلوار گلے میں لٹکائے کھڑا ہے' آگے بڑھ کر مضبوطی سے بازو پکڑ لیا تاکہ اچانک وار کر کے کوئی نقصان نہ پہنچا دے' رسول اقدس ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا' اِسے چھوڑ دو' خود آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر گریبان کو پکڑ کر جھنجھوڑا' پوچھا کیا ارادے ہیں؟

عمر بے حس و حرکت سر جھکائے کھڑا یوں دکھائی دیتا ہے جیسے اس میں جان ہی نہیں؟ عرض کی حضور خطاء کی معافی چاہتا ہوں' قبول کیجئے:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں''۔

یہ کہنا تھا کہ دار ارقم میں موجود صحابہ کرامؓ نے خوشی سے نعرہ تکبیر بلند کیا جس کی آواز مکے کی گلیوں میں سنائی دی۔

اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لینے کے بعد میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم حق پر نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً ہم حق پر ہیں' میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے عرض کی کہ پھر ہم دب کر کیوں رہیں، چھپ کر عبادت کیوں کریں؟ ہم برسر عام اللہ کا نام بلند کریں گے، چنانچہ ہم نے دو قطاریں بنائیں، ایک کی قیادت میں نے اور دوسری کی حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کی، ہم بیت اللہ میں پہنچے تو قریش ہمیں دیکھ کر رنج وغم میں مبتلا ہو گئے اس روز رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فاروق کا لقب عطا کیا۔ کیونکہ اسلام کا اظہار و اعلان اور حق و باطل میں نمایاں فرق واضح کرنے کا آغاز اِسی دن ہوا۔

ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب کے اسلام قبول کرنے سے آسمان والے بہت خوش ہیں، اور فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارکباد دے رہے ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میں موقع پاتے ہی اپنے ماموں ابوجہل بن ہشام کے گھر گیا، دروازے پر دستک دی، اندر سے آواز آئی کون؟ میں نے کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، میں نے تمہارے آبائی مذہب کو چھوڑ کر اسلام کا دامن تھام لیا ہے۔

ماموں نے خوفزدہ ہونے کی وجہ سے دروازہ نہ کھولا۔ اور اندر کھڑے ہی نحیف آواز میں کہا، عمر ایسا نہ کرنا۔ میرا خیال تھا کہ میری آواز سن کر باہر آئے گا تو دو ہاتھ ہوں گے لیکن وہ اندر ہی دبک کر بیٹھ گیا، پھر میں نے اسی طرح قریش کے معروف جوانمردوں کے دروازوں پر جا کر دستک دی کہ کوئی تو میرے ہاتھ لگے، میں اُسے لوہے کے چنے چباؤں میں اسے بتاؤں کہ کس طرح کسی کو درپئے آزار کیا جاتا ہے۔ لیکن میری آواز سن کر کسی کو بھی اندر سے باہر آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ ایک دن بہت سے افراد نے مل کر مجھ پر حملہ کیا، انہوں نے مجھے مارا، میں نے اُن کی خوب پٹائی کی، یہ پہلا دن تھا کہ مجھے اسلام کی راہ میں زخم آئے، اُن زخموں کا مزہ ہی کچھ اور تھا۔ جب لوگ مجھے مار رہے تھے تو میرے ماموں ابوجہل کا گزر وہاں سے ہوا، اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے پوچھا' اتنے لوگ اکٹھے کس کی پٹائی کر رہے ہیں۔ اسے بتایا گیا کہ یہ لوگ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مار رہے ہیں۔ اُس نے چٹان پر کھڑے ہو کر بآواز بلند کہا' لوگو میں نے اپنی بہن کے بیٹے عمر کو پناہ دے دی ہے۔ اپنے ہاتھ روک لو یہ سن کر سب لوگ ادھر ادھر بکھر گئے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ کوئی مزے کی بات نہ ہوئی کہ دوسرے میرے بھائی اسلام قبول کرنے کی وجہ سے زدوکوب کئے جائیں۔ اور مجھے کوئی گزند نہ پہنچے' یہ سودا تو مجھے منظور نہیں' میں نے ماموں ابوجہل کے گھر جا کر کہا: مجھے آپ کی حمایت منظور نہیں میں اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی طرح زندگی بسر کروں گا۔ اُس نے کہا جاؤ تمہاری مرضی جس طرح جی چاہتا ہے زندگی گزارو۔ پھر میں بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح زندگی بسر کرنے لگا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوئے اور مشرکین کے جذبات پر اوس پڑ گئی انہوں نے غم واندوہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج ہم آدھے رہ گئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

''جب سے عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ہمیں عزت وسربلندی ملی' اس کا اسلام قبول کرنا فتح کی نوید ثابت ہوا' اس کا ہجرت کرنا مسلمانوں کی مدد کا پیش خیمہ بنا اور اس کا دورِ خلافت خلقِ خدا کے لئے رحمت امن اور سکون کا باعث بنا۔ میں علی وجہ البصیرۃ اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ جب تک عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول نہیں کر لیا اس وقت تک ہم بیت اللہ میں سرعام نماز نہ پڑھ سکے''۔

سیرت ابن ہشام میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان مذکور ہے:

''جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا قریش سے لڑے یہاں تک کہ کعبہ کے پاس نماز پڑھی ہم نے بھی اس کے ساتھ وہاں نماز پڑھی''۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ۶ نبوی کو اسلام قبول کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مکہ معظّمہ میں مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے جو بھی نیا نیا دائرہ اسلام میں داخل ہوتا اسے طرح طرح کی دردناک تکالیف سے دوچار کیا جاتا اور اسے مجبور کیا جاتا کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر پھر سے اپنے آبائی دین کو اختیار کرلے۔ لیکن قریش مکہ کی کوئی تدبیر بھی کارگر ثابت نہ ہوتی۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو گرمی کے موسم میں پیٹھ کے بل تپتی ہوئی ریت پر گھسیٹا جاتا' سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر الٹا لٹا دیا جاتا اور سینے پر پتھر رکھ دیا جاتا' آل یاسر کو طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کیا جاتا جو بھی دیکھتا اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہایت تکلیف دہ صورت حال میں دیکھ کر فرمایا:

''اے آلِ یاسر صبر کرو اس کے بدلے تمہیں اللہ تعالیٰ جنت عطا کریں گے''۔

تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کے دل پر ابوجہل نے بے دردی سے تیر مارا جس سے وہ جام شہادت نوش کر گئی۔ یہ ناگفتہ بہ صورت حال دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جان نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حبشہ ہجرت کر جانے کا حکم دیا اور اس کے بعد مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ لیکن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ انہوں نے چھپ چھپا کر ہجرت کرنے کو پسند نہ کیا' جس دن انہوں نے ہجرت کرنا تھی وہ ہتھیار بند ہو کر پہلے بیت اللہ تشریف لے گئے دو رکعت نماز ادا کی بیت اللہ کا طواف کیا اور پھر قریش مکہ کو مخاطب ہو کر کہا: ''اے قریشیو! سنو! آج میں ہجرت کر کے مدینے جا رہا ہوں جس نے اپنی ماں کو غم میں مبتلا کرنا ہے یا اپنی بیوی کو بیوہ کرنا ہے اور اپنے بچوں کو یتیم کرنا ہے وہ مکہ سے باہر آ کر میرا راستہ روک کر دیکھ لے میں ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کرتا ہوں' آج میں مدینے جا رہا ہوں۔

یہ اعلان سن کر سبھی قریشی سہم گئے' کسی کو بھی ان کے راستے میں رکاوٹ کھڑی کرنے کی کوئی جرأت نہ ہوئی۔ آپ کے ساتھ اس سفر ہجرت میں آپ کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھائی زید بن خطاب‘ بھتیجا سعید بن زید اور داماد خنیس بن حذافہ ہمراہ تھے‘ جرأت و شجاعت کا مظاہر کرتے ہوئے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہاں پہنچ کر پہلا پڑاؤ وادی قباء میں کیا‘ وہاں کچھ عرصہ رفاعہ بن عبدالمنذر کے مکان پر قیام کیا اور پھر مدینہ منورہ منتقل ہو گئے۔ وہاں پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کا دینی بھائی مقرر کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ پہنچ کر تاریخ انسانیت کا ایک انوکھا نظام متعارف کرایا کہ انصار اور مہاجرین کو آپس میں دینی بھائی قرار دیا‘ یہ مواخات کا نظام چشم فلک نے روئے زمین پر پہلی بار دیکھا‘ انصار نے بھی ایثار و قربانی کی حیرت انگیز مثال قائم کرتے ہوئے اپنے مہاجر بھائی کو اپنی آدھی جائیداد بخوشی دے دی‘ حتیٰ کہ اس انوکھے نظام میں یہ مناظر بھی دیکھنے میں آئے کہ اگر کسی انصاری کے پاس دو بیویاں تھیں اور اس کا مہاجر دینی بھائی ابھی غیر شادی شدہ تھا تو اس نے اپنی ایک بیوی کو طلاق دے دی تا کہ اس کا مہاجر بھائی اس کے ساتھ نکاح کر کے اپنا گھر آباد کر سکے۔ انسانی معاشرے میں اس قسم کے ایثار کی مثال آپ کو اور کہیں نہیں ملے گی۔ بلاشبہ یہ رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا اثر تھا کہ مسلمان مہاجرین و انصار باہمی طور پر شیر و شکر ہو کر رہنے لگے۔

باہمی رضا مندی سے جائدادیں‘ گھر اور ہر مملوکہ چیز انصاری و مہاجرین میں باہمی رضا مندی سے تقسیم ہو گئی۔

قرآن کریم میں صحابہ کرامؓ میں خصوصیت کو بیان کرتے ہوئے کہا:

﴿يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

’’کہ وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ خود ان کو کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو‘‘۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد پوری ہمت‘ جرأت اور شجاعت سے اسلام کی سربلندی و سرفرازی کے لئے کام کیا۔ رسول اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر انہیں جنت کی بشارت دی' اور ان کی صلاحیتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہاں تک فرما دیا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منصب نبوت پر سرفراز کیا جاتا۔ چونکہ نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے لہٰذا میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اپنے تو اپنے اغیار بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ اگر تاریخ اسلام میں ایک عمر اور ہو جاتا تو روئے زمین پر کفر کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طبعی رجحان کی لاج رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض آیات نازل کیں۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا عظیم المرتبت باپ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سید المرسلین حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خسر ہونے کا شرف حاصل ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین ہونے کا مقام و مرتبہ نصیب ہوا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں لرزہ طاری کر دیا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی رعایا کے ہمدرد تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حکومتی نمائندوں پر کڑی نگاہ رکھتے تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ امہات المومنین کے ساتھ نہایت ہی مؤدبانہ انداز میں پیش آتے تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدنا علیؓ بن ابی طالب کا دلی احترام کرتے تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے پیش رو خلیفہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دلی طور پر احترام و اکرام کرتے تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی رعایا کی مقدور بھر خدمت کی اور خود بڑی سادگی کے ساتھ پوری زندگی بسر کر دی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیت المال کو مسلمانوں کی فلاح و بہبود میں صرف کیا' اور خود اپنی ذات کے لئے بیت المال سے کچھ لینے سے گریز کیا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نام سے قیصر و کسریٰ لرزہ براندام تھے۔

---

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ پہلے ہی مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لا چکے تھے' اور آپ نے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا' اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو یتیم بچوں سے جگہ خریدی گئی جس کی قیمت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کی۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھرپور حصہ لیا' مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے یہودیوں کے ساتھ جو معاہدے کئے گئے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مشورے میں شریک رکھا۔

۲ ہجری کو مقام بدر پر پیش آنے والی معرکہ آرائی میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ولولہ انگیز انداز میں مجاہدانہ کردار ادا کرتے ہوئے میدان جنگ میں اپنے ماموں عاص بن ہشام کو تہہ تیغ کیا آپ کے غلام مہجع نے جنگ بدر میں جام شہادت نوش کیا۔ اس جنگ میں قریش کے بڑے بڑے سردار ابوجہل عتبہ اور شیبہ وغیرہ موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ ستر کے قریب دشمن فوج کے افراد قتل ہوئے اور تقریباً ستر ہی گرفتار کئے گئے۔ گرفتار ہونے والوں کے بارے میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مشورہ یہ تھا کہ ان سب کی گردنیں اڑا دی جائیں تاکہ کفر کا نام و نشان مٹ جائے لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ نرم دل تھے انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ ان قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ لے کر انہیں رہا کر دیا بعد میں پیش آنے والے حالات نے یہ بات ثابت کر دی کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی رائے زیادہ درست تھی۔ اگر ان سرغنہ افراد کی گردنیں اڑا دی جاتیں تو واقعی کفر کا نام و نشان مٹ جاتا اور بعد میں پیش آنے والے عسکری حالات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ لیکن وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳ ہجری کو ابوسفیان نے جنگ بدر کا بدلہ لینے کے لئے لشکر کشی کی اور وہ اپنا لشکر لے کر مدینہ کے قریب مقام احد پر پہنچ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی آمد کی اطلاع مل چکی اور آپؐ بھی جان نثار صحابہ کرامؓ کو لے کر دشمن کے پہنچنے سے پہلے ہی مقام احد پر پہنچ گئے۔ آپ نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تقریباً پچاس مجاہدین کو درے پر مورچہ بند ہو جانے کا حکم دیا اور فرمایا جنگ کے حالات کچھ بھی ہوں تو آپ نے اس درے سے اترنا نہیں ہے۔

جنگ شروع ہوئی' مجاہدین نے زوردار حملہ کیا دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے وہ میدان چھوڑ کر بھاگے میدان میں موجود مجاہدین نے مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا درے میں متعین مجاہدین یہ منظر دیکھ رہے تھے انہوں نے سوچا کہ اب جنگ ختم ہو چکی ہے۔ لہٰذا وہ بھی درے سے اتر کر مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے اس دوران خالد بن ولید کی نگاہ درے پر پڑی کہ وہ خالی ہے اس نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک جتھے کے ہمراہ درے کے راستے مجاہدین اسلام پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ چونکہ پچھلی جانب سے اچانک تھا مسلمان اس کی تاب نہ لا سکے۔ دیکھتے ہی دیکھتے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ بہت سے مجاہدین جام شہادت نوش کر گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زخم آئے' اس موقع پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوری بہادری جوانمردی اور شجاعت کا ثبوت دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا۔

میدان میں یہ افواہ پھیل گئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما شہید ہو گئے ہیں' ابوسفیان نے خوشی سے بے قابو ہو کر ہبل زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ آپ اللہ اعلیٰ و اجل کا نعرہ لگائیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پورے جوش و خروش سے جب یہ نعرہ بلند کیا تو میدان میں تھرتھراہٹ پیدا ہوئی۔ ابوسفیان کو جب یہ پتا چلا کہ یہ تو سبھی زندہ ہیں تو وہاں سے دبے پاؤں کھسک گیا۔

مدینہ منورہ سے جب یہودیوں کو نکال دیا گیا تو وہ شام اور خیبر میں جا کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آباد ہو گئے اور وہاں سے تمام قبائل عرب کے ساتھ انہوں نے رابطے قائم کئے کہ سب مل کر اس نوزائدہ سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجائی جائے اگر مسلمانوں کو اپنے قدم جمانے کا موقع مل گیا تو یہ ہمیں جزیرۃ العرب میں بھی رہنے نہیں دیں گے۔ ان رابطوں کے نتیجے میں ابوسفیان دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ منورہ کی طرف بڑھا دشمن کے عزائم کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو چکی تھی باہمی مشورے میں مدینے میں رہتے ہوئے دفاع کا منصوبہ بنایا گیا سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کی تجویز دی جو پسند کی گئی۔ دشمن کے مدینے پہنچنے سے پہلے خندق تیار کر لی گئی ابوسفیان یہ رکاوٹ دیکھ کر دنگ رہ گیا اس خندق کے ایک تنگ راستے پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مجاہدین کے ایک جتھے کو متعین کیا گیا۔ جس نے دفاع کے حوالے سے نمایاں کردار ادا کیا۔ اس موقع پر ابوسفیان تلملا اٹھا اس نے کہا دفاع کا یہ انوکھا انداز ہم نے اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا ہے۔

ابوسفیان اپنے لشکر کے ساتھ تقریباً ایک ماہ تک وہاں رہا۔ لیکن اس کی کچھ پیش نہ گئی۔ پھر ہولناک آندھی آئی جس نے دشمن کے خیمے اکھاڑ دیئے' کھانے کی دیگیں الٹ گئیں' گھوڑے بدکنے لگے' تو ابوسفیان نے لشکر کو واپسی کا حکم دے دیا۔

۶ ھ ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عمرے کی ادائیگی کے لئے روانگی کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ سبھی اپنے ہتھیار گھروں میں ہی چھوڑ دیں۔ اس سفر پر تقریباً ایک ہزار چار سو افراد روانہ ہوئے اور خواتین بھی ہمراہ تھیں۔ جب یہ قافلہ ذوالحلیفہ کے پاس پہنچا تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ہمیں اپنے ہتھیار ساتھ لے کر چلنا چاہئے ہم اسے اپنے ساتھ رکھیں' ہو سکتا ہے کہ راستے میں کہیں ضرورت پڑ جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے ہتھیار منگوا لئے' لیکن اس قافلے کو حدیبیہ کے مقام پر روک دیا گیا قریش مکہ نے کہا کہ آپ لوگ بیت اللہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چند سمجھانے کی کوشش کی کہ ہمارا ارادہ قطعاً لڑائی کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں ہے۔ ہم صرف عمرے کی ادائیگی کے لئے آئے ہیں اور عمرہ کرنے کے بعد واپس چلے جائیں گے' لیکن وہ نہ مانے۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر مکہ معظمہ بھیجا' وہ چند دن مکہ میں رہے' کسی نے یہ افواہ پھیلا دی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر سن کر بہت رنج ہوا ایک درخت کے نیچے آپ نے صحابہ کرامؓ سے بیعت لی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینا ہے۔ یہ معاہدہ بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہوا۔ لیکن یہ خبر غلط نکلی' اس موقعے پر قریش مکہ اور رسول اللہ ﷺ کے مابین صلح ہوئی جو تاریخ میں صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ صلح بظاہر یوں معلوم ہوتی تھی کہ جیسے قریش مکہ سے دب کر کی جا رہی ہے' اس صلح میں ایک شرط یہ تھی کہ اگر آج کے بعد مکہ معظمہ سے کوئی فرد مدینہ منورہ پہنچے تو اسے واپس کرنا ہوگا اور اگر کوئی فرد مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ آئے تو وہ اسے واپس کرنے کے پابند نہیں ہوں گے۔ یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بڑے پریشان ہوئے اور انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم حق پر نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہم حق پر ہیں''۔ کیا ہمارا مذہب سچا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہمارا مذہب بالکل سچا مذہب ہے'' تو آپ نے کہا: تو پھر ہم اتنے دب کر کیوں صلح کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں اللہ کا سچا پیغمبر ہوں' میں وہی کچھ کرتا ہوں جس کا مجھے حکم دیا جاتا ہے' یہ صلح آگے چل کر ہمارے لئے فتح مبین ثابت ہوگی''۔

صلح حدیبیہ کے بعد ۷ ہجری میں وہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ہمراہ خیبر کی طرف روانہ ہوئے' جنہیں صلح حدیبیہ میں شریک ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا' صلح حدیبیہ اور غزوہ خیبر میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ غزوہ خیبر میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا۔

۸ ہجری کو دس ہزار مجاہدین کا لشکر اور رسول اقدس ﷺ مکہ معظمہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طرف روانہ ہوئے۔ تاکہ اسے فتح کیا جائے۔ مکہ پہنچنے سے پہلے کھلے میدان میں لشکر اسلام نے پڑاؤ کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب اسے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی گردن اڑانے کی اجازت طلب کی، لیکن اس نے اس موقعہ پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔

فتح مکہ کے بعد ۱۲ ہزار مجاہدین کا لشکر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی طرف پیش قدمی کی۔ یہ جگہ میدان عرفات کے قریب واقع تھی۔ وہاں بنو ہوازن قبیلہ آباد تھا۔ اس لشکر میں بھی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شامل تھے۔

غزوہ حنین سے فارغ ہو کر طائف کا محاصرہ کیا اس کے بعد لشکر اسلام مدینہ منورہ پہنچا۔ پھر ۱۰ھ ہجری کو حجۃ الوداع کے لئے روانگی کا حکم ہوا۔ اس موقع پر تقریباً ایک لاکھ صحابہ کرام نے حج کی سعادت حاصل کی۔ اسی موقع پر قرآن مجید کی آخری آیت ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ نازل ہوئی۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس حج کے سفر میں شریک تھے۔

۱۱ھ ہجری ماہِ صفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے ایک لشکر تیار کیا جس کا سپہ سالار سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور اس لشکر میں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں شامل تھے۔ ماہِ صفر کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے بیماری دن بدن بڑھتی چلی گئی، لشکر اسلام مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر مقام جُرف پر پہنچا ہی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پانے کی خبر پہنچ گئی۔ آپؐ کے اللہ کو پیارے ہونے کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور آپؓ نے اپنی وفات سے پہلے سیدنا عمر بن خطابؓ کو مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے لئے نامزد کر دیا۔ آپ نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے پوری دنیا میں اپنی نظر میں سب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے بہتر شخصیت کو اس عظیم منصب کے لئے نامزد کیا ہے۔ میری نظر میں عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ روئے زمین پر بسنے والے سب انسانوں سے افضل، اعلیٰ، اولیٰ اور بہتر ہے۔

———O———

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ کسی مناسب شخصیت کو خلیفۃ المسلمین نامزد کر دیا جائے۔ بڑے غور و فکر کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں اس منصب کے لئے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا نام آیا تو آپ کا دل مطمئن ہوا کہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے لئے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہی موزوں رہیں گے۔ آپ اس موضوع پر سوچ ہی رہے تھے کہ سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ آپ کے پاس تشریف لائے آپ نے اس سے پوچھا کہ اگر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مسند خلافت سونپ دی جائے تو کیسا رہے گا۔ انہوں نے فرمایا اس منصب کے لئے میری نظر میں وہ سب سے زیادہ مناسب ہیں، بس کچھ طبیعت کے سخت ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب خلافت کا بوجھ پڑے گا تو سختی نرمی میں بدل جائے گی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تشریف لائے، ان سے پوچھا کہ اگر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مسند خلافت سونپ دی جائے تو کیسا رہے گا؟ انہوں نے فرمایا آپؓ جو بھی فیصلہ فرمائیں گے وہ نہایت موزوں اور مناسب ہوگا۔ آپؓ نے فرمایا کہ میں تمہاری رائے پوچھتا ہوں۔ انہوں نے کہا میری رائے میں وہ پوری امت میں اس منصب کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہیں۔ میرے نزدیک ان کا باطن ان کے ظاہر سے کہیں بہتر ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسید بن حضیر سے پوچھا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اگر خلیفۃ المسلمین بنا دیا جائے تو آپ کے نزدیک یہ کیسا رہے گا؟ انہوں نے کہا: میری نظر میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس منصب کے لئے سب سے زیادہ موزوں رہیں گے۔ وہ خیر کے معاملات کو سرانجام دے کر بڑے خوش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوتے ہیں۔ جبکہ شر کے معاملات کو دیکھ کر کبیدہ خاطر ہو جاتے ہیں۔ برائی کو دیکھ کر اپنی ناراضگی کا برملا اظہار کرتے ہیں۔

مہاجرین و انصار کے بیشتر افراد سے رائے لی گئی تو سب نے یہی رائے دی کہ مسند خلافت کے لئے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مناسب ہیں۔ لہٰذا آپ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسلمین نامزد کر دیا' اور اس کے لئے باقاعدہ حکمنامہ لکھ کر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔

بعد ازاں اس کا اعلان کر دیا گیا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت سنبھالتے ہی لوگوں کے سامنے پر مغز خطاب کیا۔ اس کے بعد آپؓ نے خود سادگی سے زندگی بسر کی اور رعایا کو خوشحال بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ آپؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی حکومت کی سرحدیں بہت وسیع ہوئیں۔ اور قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں لرزہ طاری ہو گیا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رعایا کو خوشحال بنانے کے لئے بیت المال کو مضبوط بنانے کی فکر میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ آپؓ کی نظر ایک موٹے تازے اونٹ پر پڑی' پوچھا کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ آپؓ کو بتایا گیا کہ یہ اونٹ آپ کے بیٹے عبداللہ کا ہے۔ آپ نے حکم دیا اس کو میرے پاس لایا جائے۔ اسے بلایا گیا جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا عبداللہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ اس نے کہا ابا جان یہ میرا اونٹ ہے۔ یہ دبلا پتلا تھا میں نے اسے خرید کر چراگاہ میں چھوڑ دیا تا کہ یہ موٹا تازہ ہو جائے اور اسے بیچ کر منافع کماؤں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا: ہاں! تم نے چراگاہ میں اسے اس لئے چھوڑا کہ تیرا باپ خلیفۃ المسلمین ہے' لوگ دیکھ کر کہیں گے یہ امیر المومنین کے بیٹے کا اونٹ ہے۔ لہٰذا اس کی خوب خاطر مدارات ہونی چاہئے۔ تا کہ یہ جلدی فربہ ہو۔ دیکھو یہ اونٹ ابھی بیچ دو' جتنی رقم میں تم نے اونٹ خریدا تھا وہ تم رکھ لو باقی منافع بیت المال میں جمع کرا دو۔ منافع میں تمہارا کوئی حق نہیں۔ یہ عام مسلمانوں کا حق ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واہ سبحان اللہ! اسے کہتے ہیں مثالی حکمرانی۔ یہ عمدہ مثال ہے ایک عادل حکمران کی۔ یہ اس حکمران کا ایک اثر انگیز فیصلہ ہے' جنت جس کی منتظر ہے' ایسے ہوتے ہیں جنت کے وارث حکمران۔

ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط پڑا' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ کے گھر تشریف لے گئے' دیکھا کہ بیٹا بھنا ہوا گوشت کھا رہا ہے' اسے دیکھ کر خفگی کا اظہار کیا اور فرمایا: بیٹا لوگ قحط سالی کا شکار ہیں اور تم گھر میں بڑے مزے سے بھنا ہوا گوشت کھا رہے ہو۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا' کتنا ہی اچھا ہوتا کہ تم ان حالات میں روٹی نمک یا روٹی اور زیتون پر گزارا کرتے۔ قحط سالی کے دوران ہی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اونٹ ذبح کر کے لوگوں میں گوشت تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ جب کھانا تیار ہو کر آپ کے سامنے آیا تو آپ نے دیکھا کہ عمدہ گوشت بھون کر دستر خوان پر رکھا گیا ہے' آپ نے پوچھا کیا سب لوگوں کو اسی قسم کا گوشت میسر ہے۔ بتایا گیا کہ نہیں یہ صرف آپ کے لئے ہے' یہ سن کر فرمایا کہ اسے دستر خوان سے اٹھا لو' میرے لئے نمک اور زیتون ہی کافی ہے' یہ نہیں ہو سکتا کہ رعایا بھوک سے تنگ ہو اور میں بھنے ہوئے عمدہ گوشت سے لطف اندوز ہوں۔

سبحان اللہ! وقت کے ایک کامیاب حکمران کا کیا اندازِ فکر ہے۔ اپنی رعایا کا کس قدر خیال ہے؟ شفقت اور ہمدردی کا کیسا عمدہ اسلوب ہے' یہ ہے مثال نوعیت کی حکمرانی۔ یہ ہے جنت کی بشارت پانے والوں کا اندازِ زیست۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی پوری زندگی انتہائی سادگی میں گزاری۔ ایک دفعہ آپؓ جمعہ کے دن مسجد نبوی میں تاخیر سے پہنچے آپ سے تاخیر کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا' میرے پاس پہننے کے لئے صرف ایک ہی جوڑا ہے' اسے دھویا تھا' اس کے خشک ہونے کے انتظار میں مجھے تاخیر ہوئی۔ کپڑوں کے اس جوڑے پر جب لوگوں کی نگاہ پڑی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس میں پیوند لگے ہوئے ہیں۔

سبحان اللہ! یہ ہے جنت کی بشارت پانے والے ایک مثالی حکمران کا شاہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لباس' لباس کو پیوند لگے ہوئے ہیں' لیکن قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں ان کے نام کا رعب و دبدبہ ایسا ہے کہ اس دور کی سپر طاقتیں نام سن کر کانپ رہی ہیں۔

جنت کے نوجوانوں کے سردار سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کے دورِ خلافت میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے دیکھا کہ ان کے تہبند کو بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خود انتہائی سادگی سے زندگی بسر کی اور اپنے خاندان کے جملہ افراد کو بھی سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین کی۔ ایک دفعہ خاندان کے جملہ افراد کو مخاطب کر کے فرمایا:

> ''خبردار! کہیں میرے منصب سے کوئی غلط فائدہ نہ اٹھانا' ورنہ میں اس کے ساتھ بڑی سختی سے پیش آؤں گا' پھر نہ کہنا ہم سے بھول ہو گئی' یہ منصب میرے پاس امانت ہے' میری نظر میں رعایا کے جملہ افراد یکساں ہیں۔ خاندان کے کسی فرد کو عام رعایا کے کسی فرد پر کوئی فوقیت حاصل نہیں''۔

ایک دفعہ مدینہ منورہ میں کثیر تعداد میں مال غنیمت آیا۔ آپ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور عرض کی ابا جان اس مال میں آپ کے رشتہ داروں کا بھی حق ہے۔ آپؓ نے فرمایا بیٹا میرے رشتہ داروں کا حق میرے مال میں ہے' یہ تو مسلمانوں کا مال ہے۔ اس میں میری اولاد کا کوئی حق نہیں' یہ صرف مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے صرف ہو گا۔ واہ سبحان اللہ! کیسی عمدہ سوچ ہے۔ کیسا حیرت انگیز جواب ہے۔

رعایا کا دل میں کتنا خیال ہے۔ کہ اپنی لاڈلی بیٹی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مسلمانوں کے اس مال میں سے میرے کسی رشتہ دار کو کچھ نہیں ملے گا۔ یہ سب مال مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ ہو گا۔ اسے کہتے ہیں عادلانہ حکمرانی۔ یہ ہے رعایا کے ساتھ ہمدردی کا واضح ثبوت' اس طرزِ عمل سے جنت کی وراثت ملتی ہے۔ اس اندازِ فکر سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

جب بیت المال بہت زیادہ مضبوط ہو گیا تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ساری رعایا کے وظائف مقرر کر دیئے۔

ایک دفعہ خطبہ جمعہ کے دوران آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ میرے سخت رویے کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ہاں! میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں برہنہ شمشیر تھا جس پر آپ چلانا چاہتے میں اس پر وار کرتا اور جہاں سے آپ روکتے میں رک جاتا۔ آپ کے وصال کے بعد میں سیدنا ابوبکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی بھر اسی طرح رہا لیکن اس کے بعد مجھے مسند خلافت پر بٹھا دیا جس کی وجہ سے میری سختی نرمی میں بدل گئی۔ بلاشبہ اب بھی میں ظالموں کے خلاف سخت ہوں' لیکن نیک لوگوں کے ساتھ میں نرمی کا رویہ اختیار کرتا ہوں۔ اب میری طبیعت کی حالت وہ نہیں جو پہلے تھی۔

میں ہر معاملے کو انتہائی درد دل کے ساتھ نپٹانے کی بھرپور کوشش کرتا ہوں۔ ہر کام کے سرانجام دینے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول میرے پیش نظر رہتا ہے۔ میں اپنے رشتہ داروں کو اپنے منصب سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی قطعاً اجازت نہیں دوں گا۔ میرے رشتہ داروں کو اسی مقام پر رہنا ہوگا جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں رکھا ہے۔

ایک دفعہ تجارت پیشہ کچھ لوگ اپنے اہل وعیال کے ہمراہ مدینہ منورہ سے باہر کھلے میدان میں خیمہ زن ہوئے۔ امیرالمومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کی آمد کا پتہ چلا تو آپ شام کے وقت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر انہیں ملنے کے لئے گئے۔ آپ نے صورتِ حال کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے ساتھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم رات کا کچھ حصہ یہیں گزاریں گے۔ دونوں خیموں کے باہر بیٹھ گئے۔ رات کے سناٹے میں ایک خیمے سے بچے کے رونے کی آواز آئی' امیرالمومنین خیمے کے پاس گئے' بچے کی والدہ سے کہا بچے کو چپ کراؤ کیوں رو رہا ہے' ماں نے بچے کو تھپکی دے کر چپ کرا دیا لیکن تھوڑی دیر بعد بچہ پھر رونے لگا۔ امیرالمومنین نے خیمے کے پاس جا کر پھر کہا بچے کو چپ کراؤ یہ کیوں رو رہا ہے؟ خیمہ کے اندر خاتون کو یہ علم نہ تھا کہ باہر امیرالمومنین بول رہے ہیں۔ وہ کہنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گی میں اپنے بچے کا دودھ چھڑا رہی ہوں تاکہ امیر المومنین اس کا وظیفہ مقرر کر دیں۔ چونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ عرصہ پہلے یہ قانون نافذ کر دیا تھا کہ جو بچہ دودھ پینا چھوڑ دے اس کا حکومت کی طرف سے وظیفہ مقرر کر دیا جائے گا۔ امیر المومنین نے پوچھا اس بچے کی عمر کتنی ہے؟ اس نے بتایا ابھی چند مہینے کا ہوا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ سن کر غمزدہ ہو گئے' صبح کی نماز پڑھانے کے بعد روتے ہوئے کہا' عمر نے کتنے بچوں کو موت کے منہ میں دھکیل دیا ہے۔ آپ نے یہ اعلان کرا دیا کہ آج سے کوئی عورت اپنے بچے کا قبل از وقت دودھ نہ چھڑائے' ہر بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے گا۔ اور یہ قانون پوری اسلامی سلطنت میں نافذ کر دیا گیا۔

سبحان اللہ! فلاحی مملکت اسے کہتے ہیں' اپنی رعایا کے ساتھ ہمدردی کی یہ ایک انوکھی اور نادر مثال ہے۔

اللہ کی مخلوق کے ساتھ اتنی ہمدردی اور شفقت کہ کیا کہنے!

یہ ہیں لسانِ رسالت سے جنت کی بشارت پانے والے مثالی حکمران۔

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ہر وقت یہی فکر دامنگیر رہتی کہ اسلامی سلطنت میں رہنے والی ساری رعایا خوشحالی کی زندگی بسر کرنے لگے۔

ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی دلی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ''میرا دل چاہتا ہے کہ ساری اسلامی سلطنت کا خود دورہ کروں اور رعایا کے حالات میں خود معلوم کروں' مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ صوبوں کے گورنر مجھے صحیح اطلاعات بہم نہیں پہنچا رہے اور لوگ خود بھی میرے سامنے آنے سے ہچکچاتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے شام' مصر' بحرین' کوفہ اور بصرہ میں دو دو ماہ گزاروں اور بچشم خود لوگوں کے حالات کا جائزہ لوں' اس طرح میں اپنی رعایا کے حالات سے اچھی طرح آگاہی حاصل کر سکوں گا۔ اور اس طرح یہ میرے اور رعایا کے لئے کتنا اچھا ہوگا''۔

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے حکومتی نمائندوں پر بڑی کڑی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نگاہ رکھتے تھے۔ جب کسی کو اپنا نمائندہ بنا کر کسی علاقے کی طرف بھیجتے تو اسے نصیحت کرتے ہوئے فرماتے: دیکھنا! لوگوں سے عدل و انصاف کے ساتھ پیش آنا' خود سادگی سے زندگی بسر کرنا' کسی فرد پر ظلم و زیادتی نہ کرنا' اپنے منصب سے ناجائز فائدہ نہ اٹھانا' اپنے لئے زیادہ عمدہ سواری کا انتخاب نہ کرنا۔ اگر آپ کو اپنے کسی نمائندے کے خلاف شکایت ملتی تو آپ فوراً اس کا محاسبہ کرتے۔

ایک دفعہ حمص کے گورنر کے بارے میں آپ کو اطلاع ملی کہ اس نے اپنی رہائش کے لئے بڑا عمدہ مکان بنا لیا ہے۔ آپ نے دارالخلافہ سے اسی وقت اپنا نمائندہ بھیجا اور اسے حکم دیا کہ اگر یہ اطلاع درست ہوئی' واقعی اس کا مکان بہت عمدہ ہوا تو جاتے ہی اس کے مرکزی دروازے کو آگ لگا دینا' اور اسے پکڑ کر میرے پاس لے آنا۔ آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی جب حمص کا گورنر مدینہ منورہ پہنچا تو آپ نے اسے سادہ لباس پہننے کا حکم دیا۔ جب اس نے لباس زیب تن کر لیا' تو اسے فرمایا یہ لباس اس لباس سے کہیں بہتر ہے جو تیرا باپ پہنا کرتا تھا۔ پھر اسے ایک لاٹھی تھما دی اور فرمایا جاؤ جنگل میں اونٹوں اور بکریوں کو چراؤ۔ جب یہ فریضہ سرانجام دیتے ہوئے کافی دن گزر گئے تو اسے بلایا گیا اور آپ نے اسے فرمایا تجھے اس لئے گورنر نہیں بنایا گیا تھا کہ تم اپنے لئے عمدہ محل تعمیر کرو' تجھے تو رعایا کی فلاح و بہبود کی خاطر نمائندہ بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اب جاؤ تمہارے لئے اتنی ہی سزا کافی ہے۔ آئندہ مجھے اس طرح کی کوئی شکایت نہ ملے۔

سبحان اللہ! کیا انداز حکمرانی ہے' حکومتی نمائندوں پر کتنی کڑی نگاہ ہے۔ امیر المومنین کا کیا رعب و دبدبہ ہے۔

ایک دفعہ دارالخلافہ مدینہ منورہ میں مصر سے ایک نوجوان آیا اور دربارِ خلافت میں پہنچ کر اس نے رونا شروع کر دیا' امیر المومنین نے پوچھا کیا بات ہے؟ کیوں رو رہے ہو۔ کس مصیبت میں گرفتار ہو؟ اس نے روتے ہوئے کہا' امیر المومنین مصر میں آپ کے گورنر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے میں دوڑ میں آگے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نکل گیا تو اس نے میری کمر پر کوڑے برسانے شروع کر دیئے کہ تجھے یہ جرأت کیسے ہوئی کہ سردار کے بیٹے سے آگے نکل گئے۔ تجھے دکھائی نہیں دے رہا تھا کہ دوڑ میں سردار کا بیٹا شریک ہے۔ اس نے مار مار کر مجھے زخمی کر دیا امیر المومنین کو یہ سن کر اور نوجوان کی حالت زار دیکھ کر بہت غصہ آیا اور اسی وقت قاصد مصر کی طرف روانہ کر دیا' اور حکم دیا کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور اس کے بیٹے کو دربارِ خلافت میں حاضر کیا جائے۔

جب دونوں باپ بیٹا مدینہ منورہ پہنچے تو امیر المومنین نے اس نوجوان سے کہا کہ سردار کا بیٹا حاضر ہے تم بھی اس کی پیٹھ پر اسی طرح کوڑے مارو جس طرح اس نے تجھے مارا تھا۔

نوجوان نے بدلہ لیا اور اس کا دل مطمئن ہو گیا' اور پھر آپ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مخاطب ہو کر غضبناک انداز میں کہا کہ تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنانا شروع کر دیا' حالانکہ اُن کی ماؤں نے تو انہیں آزاد پیدا کیا تھا۔
خبردار! آئندہ تیری اولاد تیرے منصب سے غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرے۔

———O———

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو حمص کا گورنر بنا کر بھیجا' جب اسے یہ خدمات سرانجام دیتے ہوئے پورا سال گزر گیا تو ایک دن آپ کے ذہن میں خیال آیا کہ عمیر بن سعد کو پورا سال ہو گیا ہے ہو سکتا ہے کہ اس دوران وہ آسودہ حال ہو چکا ہو اور اس نے اپنے منصب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مال و متاع جمع کر لیا ہو۔ یہ خیال آتے ہی اسے مدینہ منورہ دربارِ خلافت میں پیش ہونے کا حکم بھیجا۔ وہ حکم پاتے ہی چل پڑے ایک روز لوگوں نے دیکھا کہ ایک پراگندہ حال شخص مدینہ کی گلیوں میں بھاگا جا رہا ہے۔ اس کے ایک کندھے پر چھڑی کے ساتھ کپڑے میں کچھ بندھا ہوا ہے' ایک کندھے پر مشکیزہ ہے۔ اسی حالت میں وہ دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے' امیر المومنین دیکھ کر حیران ہوئے اور پوچھا تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا مجھے کیا ہوا؟!! میں ٹھیک ٹھاک ہوں۔ کیا آپ کو میرے اندر کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عیب نظر آ رہا ہے؟ کیا میرے جسم میں کوئی خرابی آ رہی ہے؟ آپ نے پوچھا یہ تیرے پاس کپڑے میں کیا بندھا ہوا ہے؟ فرمایا یہ میری دنیا ہے جسے کان سے پکڑ کر آپ کی خدمت میں لے آیا ہوں۔ کپڑے میں ایک پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں' یہ مشکیزہ ہے جس سے میں پانی پیتا ہوں اور وضوء بھی کرتا ہوں' یہ میری لاٹھی ہے جس کے ساتھ میں کبھی کبھار تھکاوٹ کی صورت میں ٹیک لگا لیتا ہوں' اور ضرورت پڑے تو اس کے ذریعے اپنا دفاع بھی کر لیتا ہوں۔

امیر المومنین یہ میری کل کائنات ہے' یہ میری دنیا ہے یہ میرا مال و متاع ہے۔ آپ نے پوچھا کیا آپ حمص سے سواری پر آئے ہیں؟ فرمایا نہیں پیدل آیا ہوں' سواری میرے پاس کہاں ہے؟۔

فرمایا کیا حمص کے لوگوں نے اپنے گورنر کے لئے سواری کا بھی اہتمام نہیں کیا؟ فرمایا: نہ انہوں نے کوئی اہتمام کیا اور نہ ہی میں نے ان سے سوال کیا۔ یہ سن کر آپ مطمئن ہو گئے اور فرمایا ٹھیک ہے' آپ واپس جا کر اپنے فرائض سرانجام دو۔ عرض کی امیر المومنین میں معذرت چاہتا ہوں' اس منصب کے لئے کسی اور موزوں شخص کو نامزد کر دیجئے۔ میں ان فرائض کی انجام دہی سے دستبردار ہونا چاہتا ہوں۔

واہ سبحان اللہ! یہ کیسے پاکیزہ دل لوگ تھے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ روئے زمین پر فرشتے اتر آئے ہیں۔ ان کی خشیت' للّٰہیت' تقویٰ اور سادگی پہ قربان جائیں' یہی وہ لوگ ہیں جن کی خوبیاں قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں۔ کہ یہ لوگ زندگی کے ہر لمحہ میں فضل الٰہی کے متلاشی دکھائی دیتے ہیں' یہی وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ فرشتے بھی سلام لینے کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں۔

اللہ ان پر راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی۔

---

بخاری شریف میں ایک روایت منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

''ایک دفعہ مجھے خواب میں دودھ کا پیالہ دیا گیا' میں نے خوب جی بھر کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دودھ پیا' جو دودھ پیالے میں باقی بچا وہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور اس نے وہ بڑی رغبت سے پیا''۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خواب کی تعبیر کیا ہو گی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''خواب میں دودھ پینے کا مطلب علم کا حصول ہے' یہی وجہ ہے کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بہت بڑے عالم' فاضل اور فقیہہ تھے۔ ہر فیصلہ بڑی دانشمندی سے کیا کرتے تھے''۔

ایک دفعہ آپ نے ایک شخص کو دوسرے کی تعریف کرتے ہوئے سنا۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا آپ نے اس کے ساتھ سفر کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا آپ کا کبھی اس کے ساتھ جھگڑا ہوا ہے' اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کہ آپ نے کبھی اس کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھی ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ بہت اچھا آدمی ہے؟ آپ نے اسے کبھی کسی وقت زیادہ رکوع و سجود کرتے ہوئے دیکھ لیا ہو گا۔

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں شجاعت' عدل' تقویٰ اور استقامت یہ چار خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔ جن کی بنا پر آپ ایک کامیاب حکمران تھے' آپ کا نام سن کر بڑے بڑے جری بہادر بھی کانپ جایا کرتے تھے۔ آپ کے کھانے' لباس اور رہائش میں انتہاء درجے کی سادگی تھی' سلطنت کے معاملات کو نپٹانے کے لئے کوئی تخت یا خاص مسند نہیں بنائی تھی۔ رات کو گشت اور دن کو رعایا کے حالات کا جائزہ لینا آپ کے معمول میں شامل تھا۔

ایک دفعہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے' دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت اپنا سامان سر پر اٹھائے بڑی مشکل سے قدم اٹھا رہی ہے' آپ نے آگے بڑھ کر اس بڑھیا کا سامان خود اٹھا لیا اور اسے اس کے گھر تک چھوڑ آئے۔ اس نے یہ حسن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سلوک دیکھ کر دعا کی کہ اللہ تجھے عمر بن خطاب کی جگہ خلیفۃ المسلمین بنائے۔

سبحان اللہ! اللہ اکبر! بڑھیا کو کیا معلوم کہ یہ تو خود عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

———O———

ایک دفعہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے معمول کے مطابق گشت کر رہے تھے' ایک جھونپڑی کے پاس سے گزرتے دیکھا کہ ایک مرد جھونپڑی کے باہر بیٹھا ہے اور اندر سے ایک عورت کے کراہنے کی آواز آ رہی ہے۔ آپ صورت حال کو سمجھ گئے۔ جلدی سے اپنے گھر گئے۔ خاتون اوّل سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو صورت حال سے آگاہ کیا' وہ سنتے ہی تیار ہو گئیں۔ کچھ کھانے پینے کا سامان ہمراہ لے لیا۔ وہاں آ کر خود اس شخص کے پاس بیٹھے گئے اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو جھونپڑی کے اندر بھیج دیا۔ اس نے پہلے ہی مرحلے میں کھانا تیار کیا' تھوڑی دیر بعد بچے کے رونے کی آواز آئی تو ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے باہر آ کر فرمایا امیر المومنین اللہ نے اس خاتون کو بیٹا عطا کیا ہے' جھونپڑی والے شخص نے جب امیر المومنین کے الفاظ سنے تو اس کی حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی' اور والہانہ انداز میں پکار اٹھا:

واہ سبحان اللہ! امیر المومنین مجھ غریب کی کٹیا پر۔

———O———

ایک دفعہ آپ گھر تشریف لائے' دیکھا کہ ایک بہترین' عمدہ اور اعلیٰ قسم کا قالین گھر میں بچھا ہوا ہے' اپنی بیوی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ قالین کہاں سے آیا ہے۔ بیوی نے بتایا کہ یہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ کے لئے بطور تحفہ لائے ہیں آپ نے قالین کو لپیٹا اور اسے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیا۔

ایک دفعہ آپ کی بیوی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے شاہ روم کی بیگم کو عمدہ قسم کا عطر بطور تحفہ بھیجا' تو اس نے بڑے قیمتی ہیرے اور جواہرات ان کے لئے بھیجے آپ نے جب یہ ہیرے جواہرات اپنے گھر میں دیکھے تو انہیں بیت المال میں جمع کرا دیا۔

ایک دفعہ آپ نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کچھ رقم بطور قرض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مانگی تو انہوں نے کہا کہ آپ اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے بیت المال سے قرض کیوں نہیں لے لیتے آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس کی ادائیگی سے پہلے فوت ہو گیا تو میرے ورثاء سے رقم کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا اور وہ مجھ پر بوجھ رہے گا اسی لئے میں نے آپ سے قرض مانگا ہے کہ اگر اس کی ادائیگی سے پہلے میں فوت ہو گیا تو میرے ورثاء سے اس رقم کا مطالبہ کیا جا سکے گا۔

سبحان اللہ! ایک مثالی حکمران کی آخرت میں احساسِ جواب دہی کا کس قدر خیال ہے۔ جنت ایسے ہی لوگوں کے لئے ہی تو تیار کی گئی ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دل کے بڑے نرم بھی تھے اور انتہائی سخت بھی، وہ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب میرا دل نرم ہوتا تو اتنا زیادہ نرم ہو جاتا جیسے جھاگ نرم ہوتی ہے اور جب دل سخت ہوتا تو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے، اور یہ دونوں کیفیات اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوتی ہیں۔

ایک دن آپ صدقے کے اونٹوں کو تیل مل رہے تھے، جب لوگوں نے آپ کو یہ کام کرتے ہوئے دیکھا تو عرض کی امیر المومنین یہ کام کسی خادم سے لے لیا ہوتا۔ آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ مجھ سے بڑا خادم اور کون ہو سکتا ہے۔

---

امیر المومنین کی حیثیت سے آپ کا رعب و دبدبہ پوری دنیا میں پھیل چکا تھا، لیکن سادگی کا یہ عالم تھا کہ جب قیصر و کسریٰ کے سفیر مدینہ منورہ آتے تو انہیں معلوم ہی نہ ہوتا کہ امیر المومنین کون ہیں۔ وہ خود فرمایا کرتے کہ اگر میں امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ سے رہوں اور میری رعایا مفلس و نادار ہو تو پھر مجھ سے بڑھ کر بُرا اور کون ہوگا۔

---

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی سلطنت کی حدود بائیس لاکھ اکیاون ہزار تیس مربع میل تک پھیل گئی تھیں۔ مصر سے لے کر مکران بلوچستان تک کے علاقے اسلامی سلطنت میں شامل ہو چکے تھے۔ اتنے وسیع و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عریض رقبے کا انتظام و انصرام چلانے کے لئے آپ نے نہایت دانشمند اور تجربہ کار نمائندوں کا انتخاب کیا اور پھر تمام حکومتی نمائندوں پر بڑی کڑی نگاہ رکھی۔ فتوحات کا سلسلہ بھی پھیلتا چلا گیا۔ تمام اسلامی لشکر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت تھے اور عام تاثر یہی پایا جاتا تھا کہ ان کی قیادت کی وجہ سے فتوحات کا دائرہ دن بدن وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ آپ نے انہیں معزول کر دیا اور ان کی جگہ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو افواجِ اسلام کا سالار نامزد کر دیا اور ہر جگہ یہ اطلاع پہنچادی کہ میں نے خالد بن ولید کو کسی کمزوری، نا اہلی یا خیانت کی بنا پر معزول نہیں کیا۔ بلکہ اس لئے معزول کیا ہے کہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات دن بدن گھر کرتی جا رہی تھی کہ یہ فتوحات خالد بن ولید کی وجہ سے حاصل ہو رہی ہیں، مجھے اندیشہ ہوا کہ لوگوں کے عقیدہ توحید میں کمزوری پیدا ہو جائے گی۔ فتح و نصرت تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے معزول کرنے کی صرف یہی وجہ ہے کہ عام لوگوں کا عقیدہ توحید پختہ رہے، اس میں کسی قسم کا اضمحلال نہ آئے جہاں تک اسلامی سلطنت کے دائرے کے وسیع ہونے کا تعلق ہے یہ صرف اللہ کا فضل و کرم اور اس کی رحمت ہے۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے معزول کرنے میں صرف یہی مصلحت کارفرما تھی کہ عقیدہ توحید متزلزل نہ ہو۔

جلیل القدر صحابی سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایرانی غلام تھا جس کا نام فیروز تھا۔ اور اس کی کنیت ابولولؤ تھی۔ اس نے ایک دن امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنے آقا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایت کی کہ مجھ سے دو درہم وصول کرتے ہیں۔ آپ نے پوچھا تم کیا کام کرتے ہو، اس نے بتایا کہ میں لکڑی اور لوہے پر نقش و نگاری کا کام کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر تو دو درہم کوئی زیادہ نہیں، تم اچھے بھلے کاریگر ہو، جاؤ اپنا کام کرو، وہ یہ جواب سن کر کبیدہ خاطر ہوا، اس نے خنجر تیار کیا اور دوسرے دن صبح کی نماز جب شروع ہوئی، ابھی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پہلی رکعت ہی پڑھا رہے تھے اس نے آگے بڑھ کر آپ پر خنجر کے پے در پے وار کئے جس سے آپ نڈھال ہو کر زمین پر گر پڑے۔ بقیہ نماز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مکمل کروائی۔ آپ نے پوچھا مجھ پر قاتلانہ حملہ کرنے والا کون ہے؟ آپ کو جب بتایا گیا تو بے ساختہ یہ کہا کہ اللہ کا شکر ہے' مجھ پر قاتلانہ حملہ کرنے والا اسلام کا دعوے دار نہیں ہے۔ وہ خنجر لہراتا ہوا اور دوسروں کو زخمی کرتا ہوا دوڑا لیکن اسے پکڑ لیا گیا۔ اس نے صورت حال دیکھتے ہوئے خودکشی کر لی۔

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی حالت دیکھتے ہوئے اپنے بیٹے عبداللہ کو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا اور کہا ان سے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنے کی اجازت طلب کریں۔ انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بات کی تو انہوں نے فرمایا یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی' لیکن میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جب واپس آئے تو اس سے پوچھا کیا خبر لائے ہو؟ اس نے بتایا کہ آپ کی دلی رغبت کا احترام کیا گیا ہے۔ آپ کی منشا کے مطابق ہی دفن کا اہتمام ہوگا تو آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ پھر بیٹے سے پوچھا مجھ پر کتنا قرض ہے؟ بتایا گیا چھیاسی ہزار درہم۔ آپ نے فرمایا مسجد نبوی کے قریب جو میرا مکان ہے اسے بیچ کر میرا قرض اتار دیا جائے۔ وہ مکان سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خریدا جس سے آپ کا سارا قرض اتارا گیا' زخم لگنے سے تین روز بعد آپ داعی اجل لبیک کہتے ہوئے اپنے اللہ سے جا ملے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ رَضُوْا عَنْہُ ذٰالِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ .

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ .

———O———

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد علی الاعلان بیت اللہ میں عبادت کا فریضہ سر انجام دیا ان سے پہلے مسلمان خفیہ طور پر عبادت کیا کرتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد جب انہوں نے جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بیت اللہ میں اپنے ساتھیوں کو ہمراہ لے کر نماز ادا کی تو ہم سب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔ آپ کے اس جرأت مندانہ اقدام سے سب قریش مکہ کے حوصلے پست ہو گئے' کسی کو آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ جب مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا وقت آیا تو انہوں نے ببانگ دہل اعلان کیا کہ اگر کسی نے اپنی ماں کو رلانا ہو یا اپنی بیوی کو بیوہ کرنا اور اپنے بچوں کو یتیم کرنا ہو تو آج میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہا ہوں' میرا راستہ روک کر دکھائے' اس اعلان کے بعد کسی کو بھی آپ کے راستے میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جنگ بدر' جنگ اُحد' جنگ خندق' صلح حدیبیہ' جنگ خیبر' فتح مکہ' جنگ حنین' محاصرہ طائف اور حجۃ الوداع ان تمام تاریخی مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ ہر سفر میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشیر خاص کی حیثیت حاصل رہی۔ بلکہ یہ اپنے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں شمشیر برہنہ کی حیثیت سے رہا' جہاں وہ مجھے چلانا چاہتے میں چلتا' جہاں سے روکنا چاہتے میں رک جاتا۔ اور اسی طرح انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھرپور ساتھ دیا' آپ کا دل نرم بھی تھا اور سخت بھی' لیکن دل کی یہ دونوں کیفیتیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوتیں۔ نیک لوگوں کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرتے جبکہ برے لوگوں کے ساتھ انتہا کی سختی سے پیش آتے۔ رعایا کے معاشرتی اور اقتصادی حالات کو سنوارنے پر پوری توجہ دیتے۔ حکومتی افسران بالا کی چال چلن پر کڑی نگاہ رکھتے' کسی کو اپنے حکومتی منصب سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی جرأت نہ ہوتی۔ اگر کہیں سے کوئی ایسی شکایت موصول ہوتی تو فوری طور پر اس کا محاسبہ کرتے۔ خود پوری زندگی انتہائی سادگی سے بسر کی' پیوند لگا ہوا لباس پہنا۔ کسی رشتہ دار کو کوئی ایسی مراعات نہ دی جو دوسرے لوگوں کو میسر نہ ہو۔ ایک دفعہ مال غنیمت کے ڈھیر دیکھ کر آپ کی لاڈلی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے توجہ دلاتے ہوئے کہا' ابا جان رشتہ داروں کا بھی حق ہے' تو آپ نے فرمایا: بیٹی میرے رشتہ داروں کا تو میرے مال میں حق ہے یہ تو مسلمانوں کا مال ہے۔

بائیس لاکھ اکیاون ہزار تیس مربع میل پر حکومت کرنے والے سربراہ مملکت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا جب جنازہ اٹھا تو یہ چھیاسی ہزار درہم کے مقروض تھے۔ یہ قرض مسجد نبوی کے قریب مکان کو بیچ کر ادا کیا گیا۔

جب موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے عبداللہ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت لی جائے۔ آپ کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی' اس طرح انہیں روضہ رسول میں دفن ہونے کا شرف حاصل ہوا' اس طرح زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوئی' مرنے کے بعد دفن ہونے کے اعتبار سے بھی رفاقت نصیب ہوئی' میدان محشر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں اٹھیں گے اور جنت میں بھی آپ ہی کے ساتھ داخل ہونے کا اعزاز حاصل کریں گے۔

———O———

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ الٰہی دو آدمیوں میں سے جو تجھے زیادہ پسند ہے اس کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا کر وہ ابوجہل ہو یا عمر بن خطاب ہو۔ [بحوالہ ترمذی]

———O———

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ جس سے ثابت ہوا کہ غلبہ اسلام کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نظر انتخاب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر پڑی۔ اس اعتبار سے آپ مراد رسول ٹھہرے۔ اور واقعی آپ کے دائرۂ اسلام میں داخل ہونے سے مسلمانوں کو غلبہ نصیب ہوا۔ مسلمان سر اٹھا کر چلنے کے قابل ہوئے۔ کفر سرنگوں ہوا۔ کافر کبیدہ خاطر ہوئے۔ قریش مکہ پر لرزہ طاری ہو گیا اور شیطانی قوتیں چلا اٹھیں۔

———O———

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بڑے عالم' فاضل اور دانشور تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں مجھے دودھ پلایا گیا۔ میں نے اس کی تازگی اپنے ناخنوں تک دیکھی' پھر بچا ہوا دودھ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ اس نے اسے بڑی رغبت سے نوش جان کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس خواب کی تعبیر دریافت کی تو آپ نے فرمایا خواب میں دودھ پینے سے مراد حصول علم ہے۔ [بحوالہ بخاری، مسلم]

———O———

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے روئے زمین پر بسنے والے مسلمانوں کی ہی خوشی نہیں بلکہ آسمان میں رہنے والے فرشتوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا۔
سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور اس نے مجھے بتایا کہ عمر بن خطاب کے اسلام قبول کرنے سے آسمان والے شاداں وفرحاں ہیں۔ [بحوالہ مستدرک حاکم]

———O———

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دم قدم سے فتنوں کا قلع قمع ہوگیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے پاس صحابہ کرام تشریف فرما تھے تو میں مجلس کے پیچھے بیٹھ گیا' آپ نے مجھے دیکھتے ہی یہ فرمایا کہ جب تک تم میں یہ شخص رہے گا تم ہر قسم کے فتنے سے محفوظ رہو گے۔ [بحوالہ معجم کبیر طبرانی]

———O———

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا سینہ ہر قسم کے کینے سے بالکل پاک صاف تھا۔
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ابا جان کے سینے پر تین مرتبہ تھپکی دیتے ہوئے یہ دعا کی کہ الٰہی اس کے سینے سے ہر قسم کا کینہ نکال کر اس کی جگہ ایمان بھر دے۔ [بحوالہ معجم الاوسط طبرانی]

———O———

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نرمی بھی درست اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سختی بھی درست' ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' آسمان میں دو فرشتے میں ایک سختی سے حکم دیتا ہے' اور دوسرا نرمی سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور وہ دونوں درست ہیں' اور وہ ہیں جبرئیل اور میکائیل اور روئے زمین پر دو نبی ہیں' ایک سختی سے حکم دیتے ہیں اور دوسرے نرمی سے اور وہ دونوں درست ہیں۔ وہ ہیں ابراہیم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور میرے دو صحابی ہیں ایک سختی سے حکم دیتے ہیں اور دوسرا نرمی سے اور وہ دونوں درست ہیں' اور وہ ہیں عمر اور ابوبکر رضی اللہ عنہما۔ [بحوالہ طبرانی]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ اگر تم دونوں کسی ایک بات پر اکٹھے ہو جاؤ تو میں تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔ [بحوالہ مسند امام احمد]

---

ابواروی دوسی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے آپ نے دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے تم دونوں کے ذریعے میری مدد کی۔ [بحوالہ معجم الکبیر طبرانی]

---

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ اس نے کہا کچھ بھی تو نہیں کیا سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں' تو آپ نے فرمایا کہ تجھے قیامت کے دن اس کا ساتھ نصیب ہوگا جس کے ساتھ تو محبت کرتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں آپ کا یہ فرمان سن کر انتہائی دلی خوشی ہوئی۔

پھر فرمایا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ دلی محبت ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ مجھے جنت میں ان کا ساتھ نصیب ہو' اگرچہ میرے عمل ان جیسے نہیں۔ [بحوالہ بخاری]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# 3

# سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جنت میں ہر نبی کا ایک رفیق ہوگا اور میرا جنت میں رفیق عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) ہوگا۔ [فرمان نبوی ﷺ]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ

مسند ابو یعلی میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( عثمان بن عفّان وَلِیٌّ فِی الدنیا و وَلِیٌّ فی الآخرۃ )).

''عثمان بن عفان دنیا اور آخرت میں میرا ولی ہے''۔ [بحوالہ مسند ابی یعلی]

ابن عساکر نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( عُثمانُ فِی الجنۃِ )). ''عثمان جنتی ہیں''۔

ابن عساکر نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لِکُلِّ نبیٍّ خلیلٌ فِی اُمَّتِہٖ وَ اِنَّ خلیلی عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ )).

''ہر نبی کا اس کی امت میں ایک خلیل ہوتا ہے اور میرا خلیل عثمان بن عفان ہے''۔

ترمذی اور مستدرک حاکم میں سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لِکُلِّ نبیٍّ رفیق فی الجَنَّۃِ وَ رفیقی فِیْ ا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ )).

''ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہوگا اور میرا جنت میں رفیق عثمان بن عفان ہوگا''۔

معجم الکبیر طبرانی میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رسول اللہ ﷺ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(( اِنَّهٗ اِمْرَوٌ مِن اَهْلِ الجَنَّةِ )).

''کہ وہ شخص جنتی ہے''۔

---

بخاری شریف میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔فرماتے ہیں کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی جو کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی تھی' اس کے شدید بیمار ہونے کی وجہ جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

(( اِنَّ لَكَ اَجرَ رُجُلٍ مِمَّن شَهِدَ بدرًا )).

''تجھے اس شخص جتنا اجر ملے گا جو جنگ بدر میں حاضر ہوا''۔

یاد رہے کہ جنگ بدر میں شریک ہونے والے تمام مسلمانوں کو اللہ کی رضا اور جنت کی بشارت دی گئی۔

---

ابن عساکر نے مسلم بن یسار کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا:

(( هٰذا شَبِيهُ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْه السّلام ان الملائكة لتستحى منهُ )).

''یہ ابراہیم علیہ السلام کا ہم شکل ہے اور فرشتے اس سے شرماتے ہیں''۔

---

ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت بیان کی ہے فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی:

(( اَللّٰهُمَّ قَدْ رَضِيتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارضِ عَنْهُ )).

''الٰہی میں عثمان سے خوش ہوں تو بھی اس سے خوش ہو جا''۔

---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مستدرک حاکم میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت منقول ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عثمان کیسا شخص ہے۔ آپ نے فرمایا:

(( ذَاكَ امرِؤٌ مِنْ اَهْلِ الجَنَّةِ )).

''وہ جنتی شخص ہے''۔

مستدرک حاکم میں سہل بن سعد کے حوالے سے روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(( اِنَّ عُثمانَ لیتحوّلُ مِن منزلٍ إلی منزل فی الجَنَّة )).

''کہ عثمان دنیا کے ایک گھر سے جنت میں دوسرے گھر میں منتقل ہو جائے گا''۔

مستدرک حاکم اور معجم الکبیر طبرانی میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَرَّبی عثمانُ وعندی جیل من الملائکة فقالوا شهید من الأمیین یقتلُهُ قَوْمُهُ اِنّا لتستحی مِنهُ )).

''میرے پاس سے عثمان گزرے' اس وقت میرے پاس فرشتوں کی جماعت بیٹھی ہوئی تھی' انہوں نے کہا: یہ شہید ہیں' اس کی قوم اسے قتل کرے گی' ہم اس سے شرماتے ہیں۔

ابن عساکر نے نزال بن سبرہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ کہتے ہیں کہ ہم نے سیدنا علی بن ابی طالب سے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہ فرمایا:

(( ذَاكَ اِمَرؤٌ یُدْعٰی فی الملاء الأعلٰی " ذَالنُّورین "، ختن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی ابنتیه ضَمِنَ له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بیتًا فِی الجَنَّةِ )).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''وہ ایک ایسا شخص ہے جس کو ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کا داماد ہے۔ یکے بعد دیگرے آپ کی دو بیٹیوں سے اس کا نکاح ہوا اور آپ نے اس کے لئے جنت میں گھر کی ضمانت دی''۔

---

معجم الکبیر طبرانی میں بشیر اسلمی کے حوالے سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ پہنچے تو انہیں مدینے کا پانی راس نہ آیا وہاں ایک چشمہ تھا جسے رُومہ کہا جاتا تھا۔ وہ بنی غفار کے ایک شخص کی ملکیت تھا۔ وہ اس کا پانی فروخت کیا کرتا تھا ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا جنت کے چشمے کے بدلے تم اسے ہمارے ہاتھ بیچ دو' اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس کے علاوہ کوئی ذریعہ معاش نہیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے یہ چشمہ پینتیس ہزار درہم کا خرید لیا۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ کیا مجھے بھی اس چشمے کے بدلے میں جنت میں چشمہ ملے گا۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں' بالکل ملے گا' عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے خرید لیا اور میں اسے مسلمانوں کے لئے وقف کرتا ہوں۔

---

ابن عساکر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' فرماتے ہیں:

(( مـا صَـعِدَ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المنبر إلا قَالَ : عثمان فی الجنة )).

''نبی کریم ﷺ جب بھی منبر پر چڑھے تو آپ نے یہ فرمایا: عثمان جنت میں ہے''۔

---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسند امام احمد' نسائی' مسند ابی یعلی' صحیح ابن خزیمہ' صحیح ابن حبان' اور دار قطنی میں احنف بن قیس کے حوالے سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم حج کے لئے روانہ ہوئے۔ مدینہ منورہ سے گزرتے ہوئے مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو علی بن ابی طالب' زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بھی تشریف لے آئے اس کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے' انہوں نے زرد رنگ کی چادر لپیٹ رکھی تھی' انہوں نے آتے ہی پوچھا کیا یہاں علی بن ابی طالب ہیں۔ لوگوں نے کہا' ہاں ہیں! انہوں نے کہا' یہاں زبیر بن عوام ہیں؟ لوگوں نے کہا' ہاں ہیں! پھر انہوں نے پوچھا کیا یہاں طلحہ ہیں؟ لوگوں نے کہا' ہاں وہ بھی ہیں' انہوں نے پوچھا کیا یہاں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما ہیں' لوگوں نے کہا ہاں وہ بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تم سب کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا تم یہ جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ جس نے بنی فلاں کا باڑا خرید کر وقف کیا اللہ اسے بخش دے گا۔ میں نے بیس یا پچیس ہزار میں وہ باڑا خریدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے وہ باڑا خرید لیا ہے تو آپ نے فرمایا اسے مسجد میں شامل کر دو اللہ تجھے اس کا اجر دے گا۔ سب نے کہا ہاں یہ بات درست ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میں تم سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں' کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو رومہ کنویں کو خریدے گا اللہ اسے بخش دے گا۔ میں نے اسے اتنی قیمت میں خریدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اسے خرید لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم اسے مسلمانوں کے لئے وقف کر دو اللہ تجھے اس کا اجر دے گا۔ سب نے کہا ہاں! یہ بات بھی درست ہے۔ پھر انہوں نے کہا میں تم سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے سامنے یہ فرمایا تھا کہ جو لشکر تنگ دست کے لئے مجاہدین کو تیار کرے گا اللہ اسے بخش دے گا۔ میں نے اس لشکر کی تیاری کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔ سب نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہا: ہاں! یہ بات بھی درست ہے۔ اس کے بعد انہوں نے بار بار یہ کہا الٰہی تو گواہ رہنا یہ کہا اور تشریف لے گئے۔

———O———

مسند امام احمد، نسائی اور دار قطنی میں ابو سلمہ بن عبدالرحمان کے حوالے سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان جب اپنے محل میں محصور تھے تو آپ نے لوگوں کی طرف جھانکتے ہوئے فرمایا لوگو! میں اللہ کو گواہ بنا کر تم سے پوچھتا ہوں تم میں سے کون ہے جس نے اس دن رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنا جبکہ آپ پہاڑ پر تشریف فرما تھے پہاڑ لرزنے لگا تو آپ نے اس پر ایڑی مار کر کہا کہ اے پہاڑ لرزنا بند کردو اس وقت تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور ایک شہید ہیں اور میں آپ کے ساتھ تھا، سب نے بیک زبان ہو کر کہا، ایسے ہی ہوا تھا آپ بالکل سچ کہتے ہیں پھر آپ نے یہ کہا کہ لوگو میں اللہ کو گواہ بنا کر تم سے پوچھتا ہوں کہ بیعت رضوان کے دن جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے مشرکین کی طرف بھیج دیا اور آپ نے اس موقع پر فرمایا یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے، اور آپ نے اپنے ہاتھ کو میرا ہاتھ قرار دے کر میری بیعت لی۔ سب لوگوں نے گواہی دی کہ یہ بات بھی بالکل درست ہے آپ نے پھر فرمایا لوگو! میں اللہ کو گواہ بنا کر تم سے پوچھتا ہوں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ یہ فرمایا کہ کون ہے جو گھر خرید کر مسجد نبوی میں شامل کر دے اللہ اس کے بدلے جنت میں اس کا گھر بنائے گا تو میں نے ایک گھر خرید کر مسجد میں شامل کر دیا تا کہ مسجد مزید وسیع ہو سکے سب نے کہا یہ بات بھی درست ہے۔ پھر آپ نے فرمایا لوگو! میں اللہ کو گواہ بنا کر تم سے پوچھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر یہ فرمایا تھا کہ جو آج لشکر کی تیاری میں اپنا مال خرچ کرے گا اسے اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا کریں گے۔ تو میں نے آدھے لشکر کے اخراجات اپنی طرف سے ادا کیئے، سب نے کہا یہ بھی درست ہے۔

پھر آپ نے فرمایا میں اللہ کو گواہ بنا کر تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ جو رومۃ کنویں کو خرید کر مسافروں کے لئے وقف کرے گا اس کے لئے جنت ہے' میں نے اسے خرید کر مسافروں کے لئے وقف کر دیا۔ سب نے کہا یہ بات بھی بالکل درست ہے۔

———O———

مسند امام احمد' مستدرک حاکم' اور حلیۃ الاولیاء میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( مَا ضَرَّ عثمانَ ما عَمِلَ بَعدَ هٰذا اليَوم )).

''آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا''۔

———O———

مسند امام احمد' مسند ابی یعلیٰ' اور معجم الکبیر طبرانی میں روایت منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( اَلَا اَستَحيِي مِمَّن تَستَحِي مِنهُ الملائِكة )).

''کیا میں اس سے نہ شرماؤں جس سے فرشتے شرماتے ہیں''۔

———O———

ترمذی میں سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں غزوہ تبوک کے موقع پر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اور انہوں نے آپ کی جھولی میں ایک ہزار دینار ڈال دیئے' آپ ان دیناروں کو الٹا پلٹا رہے تھے' اور آپ نے اس موقع پر دو مرتبہ یہ ارشاد فرمایا:

(( مَا ضَرَّ عُثمَانَ مَا عَمِلَ بَعدَ اليَوم )).

''کہ آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل بھی نقصان نہیں پہنچائے گا''۔

———O———

معجم الکبیر طبرانی میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے' فرماتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی سیدہ رقیہ بنت رسول اللہؐ کو لے کر سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ارشاد فرمایا:

(( اِنَّ عُثمان لَاَوَّلُ مَن هَاجَرَ إلى اللّٰه بأهله بعد لُوطٍ )).

''عثمان رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہے جس نے اللہ کی رضا کے لئے لوط علیہ السلام کے بعد اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی''۔

---O---

المعجم الصغیر طبرانی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اِن اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَوحی اِلَیَّ ان اُزَوِّجَ کَرِیْمَتی من عُثمان )).

''کہ اللہ نے میری طرف وحی کی کہ میں اپنی معزز بیٹی کی عثمان سے شادی کر دوں''۔

---O---

المعجم الکبیر طبرانی میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا آپ فرماتے ہیں:

(( مَا زَوَّجتُ عثمان ام کلثوم اِلَّا بوحیٍ مِن السماء )).

''میں نے ام کلثوم کی عثمان سے شادی آسمان سے وحی کی بنا پر کی''۔

---O---

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے چھ سال بعد طائف میں پیدا ہوئے' یہیں پل کر جوان ہوئے' ان کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی نواسی تھی' ان کا نام اروی بنت کریز تھا' جوان ہوئے تو تجارت میں مشغول ہو گئے۔

صداقت' امانت اور حسن اخلاق کی وجہ سے تجارت میں بہت جلدی ترقی کی' طبیعت میں حیاء داری اور شرافت کے جذبات غالب تھے' جوانی میں بھی کبھی کسی بے ہودہ محفل میں شریک نہیں ہوئے۔ تجارت کے سلسلے میں اکثر و بیشتر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات رہتی تھی۔ ایک دن ان کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا:

''عثمان اللہ کی جنت کو قبول کرو' میں سب لوگوں کی راہنمائی کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کی تبلیغ تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی کیا کرتے' لیکن رسول اللہ ﷺ کا انداز بالکل انوکھا اور نرالا تھا۔ آپ نے اس لہجے میں بات کی کہ آپ کی بات دل میں اتر گئی۔ اور میں بے ساختہ پکار اٹھا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں' اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں''۔

اس طرح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بادۂ توحید سے سرشار ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ منصب رسالت سنبھالنے سے پہلے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی بیٹی رقیہ کی شادی ابولہب کے بیٹے عتبہ سے کی تھی' لیکن ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل کے کہنے پر ان کے بیٹے عتبہ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تھی' تاکہ اس طرح رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائی جائے۔ لیکن آپ نے اس حادثہ کو بڑے صبر و تحمل سے برداشت کیا۔ کچھ عرصے کے بعد آپ نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

مکہ معظمہ میں جب کفار کی ریشہ دیوانیاں حد سے بڑھ گئیں' قریش مکہ اسلام قبول کرنے والوں کو طرح طرح کی تکالیف دینے لگے' نو آموزانِ اسلام کی زندگی اجیرن کر دی گئی' سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھی اس اذیت ناک صورت حال کا سامنا کرنا پڑا تو آپ اپنی اہلیہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اس طرح آپ کو سب سے پہلے اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے کا اعزاز حاصل ہوا' رسول اللہ ﷺ نے بھی ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ لوط علیہ السلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جس نے اپنے اہل خانہ کے ہمراہ اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔ جنگ بدر کے موقع پر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سخت بیمار تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص انہیں گھر رہنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ تجھے مجاہدین بدر میں شامل تصور کیا جائے گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ بدر سے فتح یاب ہو کر واپس مدینہ منورہ پہنچے تو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ.

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اہلیہ کے داغ مفارقت دینے کی بنا پر بڑے کبیدہ خاطر رہنے لگے' کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صورت حال دیکھی تو اپنی دوسری بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا' اس طرح انہیں ذوالنورین ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

---

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں شرمیلا پن بہت زیادہ تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں لیٹے ہوئے تھے آپ کی ایک پنڈلی سے چادر قدرے سرکی ہوئی تھی۔ باہر میرے ابا جان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے' اندر آنے کی اجازت طلب کی' آپ نے انہیں اندر بلایا' انہوں نے آپ کے پاس آ کر چند باتیں کیں اور واپس چلے گئے۔ اس کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے' اندر آنے کی اجازت طلب کی' آپ نے انہیں بھی اندر بلا لیا اور آپ لیٹے ہی رہے۔ انہوں نے اپنی بات کی اور چلے گئے' پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے' انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی' آپ ان کی آمد کا سن کر بیٹھ گئے' پنڈلی سے سرکی ہوئی چادر کو درست کیا' وہ اندر آئے' اپنی بات کی اور واپس چلے گئے۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے جس قدر عثمان بن عفان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رضی اللہ عنہ کے لئے اہتمام کیا' اس طرح سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے لئے اہتمام نہیں کیا' اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ! عثمان بہت زیادہ شرمیلا ہے۔ اگر میں اُسے اسی طرح بلا لیتا تو وہ کوئی بات کیے بغیر ہی واپس چلا جاتا۔

عائشہ (رضی اللہ عنہا)! کیا میں ایسے شخص سے نہ شرماؤں جس سے فرشتے بھی شرماتے ہیں۔ [بحوالہ بخاری]

———O———

جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہیں یہاں کا پانی راس نہ آیا۔ مدینے میں صرف ایک کنواں تھا جس کا پانی ٹھنڈا اور میٹھا تھا اور وہ رومۃ کنویں کے نام سے مشہور تھا' اس کا پانی فروخت ہوتا تھا۔ آپ نے صورت حال کو دیکھتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:

(( مَنْ حَفَرَ بِئْرِ رُوْمة فَلَهُ الْجَنَّة )).

''جو رومۃ کنواں کھودے یعنی اسے حاصل کرے اس کے لئے جنت ہے''۔

تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا کہ اس کنویں کو حاصل کرنے پر جنت ملے گی' تو اس کی بھاری قیمت ادا کر کے خرید لیا اور مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ اس طرح وہ جنت کا وارث ہونے کا مستحق قرار پائے۔

———O———

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس موسم میں مجاہدین کو غزوہ تبوک کے لئے روانگی کا حکم دیا اقتصادی حالات ناگفتہ بہ تھے۔ بیشتر مجاہدین مفلس تھے' اس معرکے کے لئے روانہ ہونے والے لشکر کو آپ نے ''جیش العسرۃ'' یعنی لشکر تنگ دست قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ جو اس لشکر کو تیار کرے گا اس کے لئے جنت ہے۔ تو آپ نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے تقریباً آدھے لشکر کے جملہ اخراجات ادا کیے۔ اور اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طرح اپنے آپ کو جنتی ہونے کا حق دار بنایا۔

جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں ایک ہزار دینار ڈالے تو آپ اتنی بڑی رقم دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوئے' فرمایا کہ آج عثمان نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ آج کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا کوئی کام بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اپنی رضا کا اظہار کیا۔

———○———

۶ ھ ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا' آپ کے ساتھ چودہ سو افراد عمرے کی ادائیگی کے لئے تیار ہو گئے۔ جب آپ مکہ معظمہ سے ۱۹ میل کے فاصلے پر پہنچے تو قریش مکہ نے مسلمانوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا' آپ نے ہر ممکن طریقے سے ان کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ہمارا جنگ و جدل کا کوئی ارادہ نہیں ہے' ہم تو صرف بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں' عمرہ ادا کرنے کے بعد واپس چلے جائیں گے۔ لیکن قریش نہ مانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر مکہ معظمہ بھیجا کہ وہ انہیں سمجھائیں' قریش مکہ نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اسے اپنے پاس روک لیا۔ جب کئی روز تک وہ واپس نہ آئے تو افواہ پھیل گئی کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے' یہ خبر سن کر مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ خبر سن کر بہت کبیدہ خاطر ہوئے' آپ نے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لئے اپنے صحابہ سے بیعت لی۔ یہ بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہوئی۔
جب قریش کو پتہ چلا کہ مسلمان مقابلے کے لئے پوری طرح تیار ہیں تو انہوں نے صلح کے لئے اپنا نمائندہ بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلے ہی جنگ نہیں چاہتے تھے' قریش مکہ اور مسلمانوں کے درمیان مکہ معظمہ سے ۱۹ میل دور حدیبیہ مقام پر جو صلح ہوئی وہ صلح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حدیبیہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا۔ یہ بلاشبہ ان کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ قتل کی خبر غلط ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں زندہ وسلامت ہیں۔ اس موقع پر بیعت رضوان میں حصہ لینے والے تمام شرکاء کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا مژدۂ جانفزا سنایا، اس طرح یہ سارے شجری صحابہ رضی اللہ عنہم جنت کی بشارت سے سرفراز ہوئے۔ ان میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

———O———

صلح حدیبیہ سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ پہنچے، آپ کو معلوم ہوا کہ خیبر کے یہودی مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کا منصوبہ بنا رہے ہیں تو آپ نے خیبر میں پہنچ کر ان سے نبرد آزما ہونے کا فیصلہ کیا۔ لہٰذا وہی چودہ سو مجاہدین جو صلح حدیبیہ کے موقع پر ساتھ تھے، وہی اپنے ہمراہ لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر پہلے میدان میں پڑاؤ کیا، لشکر کو ترتیب دیا، ایک جتھے کا سربراہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بنایا، خیبر پر حملہ آور ہوئے، اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی۔ وہاں سے کامیاب وکامران ہو کر واپس مدینہ منورہ پہنچے۔

———O———

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو مرتبہ جنت کا سودا کیا۔ ایک مرتبہ جب آپ نے فرمایا کہ جو رومۃ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرے، اس کے لئے جنت ہے۔ تو آپ نے اسے کثیر رقم سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا اور دوسری مرتبہ جب ۹ ہجری کو غزوۂ تبوک کی روانگی کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لشکر تنگ دست کی تیاری میں حصہ لے اس کے لئے جنت ہے۔ تو آپ نے تقریباً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آدھے لشکر کے اخراجات اپنی طرف سے ادا کیے۔

علامہ جلال الدین سیوطی اپنے مشہور و معروف کتاب تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ پوری کائنات میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ منفرد دکھائی دیتے ہیں جن کے نکاح میں یکے بعد دیگرے نبی علیہ السلام کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔

اسی طرح امت مسلمہ میں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ اللہ کی رضا کے لئے ہجرت اختیار کی۔ اور انہوں نے اپنے دور خلافت میں مساجد میں زعفران کی آمیزش سے دلربا خوشبو مہکانے کا اہتمام کیا' تاکہ نمازی دل لگا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوں۔ اسی طرح انہوں نے جمعہ کے دن پہلی اذان کا آغاز کیا۔

---o---

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر ایرانی النسل غلام ابولولؤ فیروز نے فجر کی نماز میں زہر آلود خنجر سے حملہ کیا۔ جس سے آپ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ زخمی ہونے اور وفات کے درمیان تین دن کا وقفہ تھا' اس دوران آپ نے مسند خلافت کے لئے صحابہ کرام کے نام لئے کہ ان میں سے کسی کو بھی اس منصب کے لئے منتخب کر لینا۔

سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے رائے عامہ معلوم کرنے کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلیفۃ المسلمین ہونے کا اعلان کر دیا' اور سب سے پہلے خود آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور فرمایا میری نظر میں پوری امت میں سب سے زیادہ منصب خلافت کے لئے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہی مناسب ہیں۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ یکم محرم ۲۴ھ ہجری کو مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔

---o---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے ابھی دو سال کا عرصہ ہوا تھا کہ ۲۶ ہجری کو لوگوں نے آپ کی خلافت میں درخواست پیش کی کہ جدہ میں ایک بندرگاہ تعمیر کی جائے اس سے پہلے شبیبہ نامی ایک بندرگاہ تھی جو بہت فاصلے پر تھی۔ یہ درخواست ملنے پر آپ خود جدہ تشریف لے گئے۔ سمندر کے ساحل کا جائزہ لیا' وہاں آپ نے سمندر میں غسل بھی کیا اور بندرگاہ بنانے کا حکم صادر کیا' اس طرح جدہ کی بندرگاہ کے بانی ہونے کا آپ کو اعزاز حاصل ہوا۔

اس موقع پر آپ نے یہ حکم بھی صادر فرمایا کہ جو بھی ساحل سمندر پر نہانا چاہے وہ کپڑا باندھ کر نہائے۔

---

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے تجربہ کار سیاستدان اور جرأت مند جنگجو تھے' آپ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ درخواست کی تھی کہ ہمارا مقابلہ سلطنت روما سے ہے تمام جزائر پر اس کا قبضہ ہے' اس کے پاس بحری بیڑا ہے' جبکہ اسلامی سلطنت کے پاس بحری فوج نہیں ہے۔ لہٰذا بحری فوج بھرتی کرنے کی اجازت دی جائے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بحری بیڑے کے حق میں نہیں تھے' جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ سے بھی انہوں نے یہی درخواست کی تو آپ نے یہ درخواست اس شرط پر منظور کر لی کہ بحری فوج میں کسی کو جبری طور پر بھرتی نہ کیا جائے۔

اس طرح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پہلی مرتبہ اسلامی لشکر میں بحری فوج کو شامل کیا گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رومی افواج کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا گیا' قبرص جیسا اہم جزیرہ اسلامی سلطنت کے زیر کمان آیا۔ اسی طرح دوسرے جزیروں پر اسلامی سلطنت کا جھنڈا لہرانے لگا جس کے نتیجہ میں سلطنت روما سرنگوں ہوگئی۔

---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لشکر اسلام کے عظیم جرنیل سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سیدہ ام حرام بنت ملحان کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ وہ رشتے میں آپ کی خالہ لگتی تھیں۔ انہوں نے آپ کے سر میں کنگھی کی' آپ کھانا کھا کر دوپہر کے بعد سو گئے۔ جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے مسکرانے کا سبب کیا ہے؟

آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میری امت کے چند افراد بحری جہاز پر بڑی شان و شوکت سے سوار ہیں۔ اس موقع پر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جنگ کرے گا وہ جنتی ہے۔

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی اس لشکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آپ نے دعا کی الٰہی اسے بھی ان لوگوں میں شامل کر دینا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ وہ پہلا لشکر جس نے سمندری جنگ کی وہ امیر معاویہ بن ابی سفیان کا لشکر تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۲۷ ہجری کو دارالخلافہ مدینہ منورہ سے بحری فوج میں بھرتی کی اجازت طلب کی جو منظور کر لی گئی۔ تو آپ نے بحری فوج تشکیل دی۔ اور عبداللہ بن قیس حارثی کو امیر البحر مقرر کیا۔ وہ شہید ہوئے تو یہ ذمے داری سفیان بن عوف ازدی کو امیر البحر کی ذمہ داری سنبھالی' تو جزیرہ قبرص کی طرف پیش قدمی کی اس لشکر میں عظیم جرنیل سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ جب وہ ساحل سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہونے لگی تو گردن کے بل زمین پر گری جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ اس طرح یہ عظیم المرتبت خاتون جنت جزیرہ قبرص میں دفن ہوئی۔ یہ جزیرہ آج کل سائپرس کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

یہ جزیرہ سرزمین شام کے ساحل کے قریب بحرابیض میں واقع ہے یہ بڑا سرسبز و شاداب اور دلکش جزیرہ ہے۔ اس کا کل رقبہ تین ہزار چھبیس مربع میل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ اہم ترین جزیرہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتح ہوا۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہی سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر نامزد کیا اور ان دنوں میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ میں بیت المال کے امین تھے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے اپنے لئے قرض لیا جب اس کی ادائیگی کا وقت آیا تو انہوں نے کچھ مہلت مانگی' لیکن سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مزید مہلت دینے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ جھگڑا طول پکڑ گیا' دربار خلافت میں یہ شکایت پہنچی' سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے گورنر کو قصور وار ٹھہرایا اور اسے منصب سے معزول کر دیا' اور اس منصب پر ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو نامزد کیا۔

کوفے کے لئے گورنر ولید بن عقبہ نے سلمان بن ربیعہ کی قیادت میں بارہ ہزار افراد پر مشتمل لشکر آرمینیہ کی طرف روانہ کیا۔ وہاں لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور کثیر تعداد میں مال غنیمت ہاتھ لگا۔

بعد ازاں کوفیوں نے اپنی عادت کے مطابق ولید بن عقبہ کے خلاف دربار خلافت میں شکایات کیں۔ شورش کو دبانے کے لئے ولید بن عقبہ کو معزول کر کے سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو کوفے کا گورنر مقرر کیا۔

۳۰ھ ہجری میں سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام نے طبرستان کو فتح کیا۔ اس لشکر میں حسن بن علی رضی اللہ عنہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ ' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ' عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ' عبداللہ بن زبیر اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام موجود تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مصر فتح ہوا' اس وقت لشکر کی قیادت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کر رہے تھے' اور انہیں فاتح مصر ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ خلیفۃ المسلمین نے اسے ہی مصر کا گورنر مقرر کر دیا۔

جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ تو دیکھا کہ مصر سے بہت کم مقدار میں ٹیکس دارالخلافہ میں پہنچ رہا ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے مصر کے گورنر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ مصر اتنا بڑا زرخیز ملک ہے پھر کیا وجہ ہے کہ یہاں سے اتنی کم مقدار میں مالیہ وصول ہو رہا ہے۔ تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ اونٹنی اس سے زیادہ دودھ نہیں دے سکتی۔ یہ جواب سن کر انہیں اس کے منصب سے معزول کر دیا' اور اس کی جگہ عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کر دیا۔

جب سلطنت روما نے دیکھا کہ عمرو بن عاص کو معزول کر دیا گیا ہے۔ چونکہ ان کی مصر اور روم پر دھاک بیٹھی ہوئی تھی انہوں نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اسکندریہ پر حملہ کر دیا اور اسے اپنے قبضے میں لے لیا۔

جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اس صورت حال کا پتہ چلا تو انہیں بہت افسوس ہوا۔ اور دوبارہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو گورنر کے عہدے پر متعین کر کے یہ حکم دیا کہ اسکندریہ کو رومیوں کے قبضے سے واگزار کرائیں۔ انہوں نے اپنی جنگی مہارت کو بروئے کار لاتے ہوئے دوبارہ اسکندریہ کو فتح کر کے اسلامی سلطنت کے زیر کمان کر لیا۔

اسکندریہ فتح ہونے پر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر جبکہ عبداللہ بن ابی سرح کو مالیات کا نگران مقرر کیا۔ یہ فیصلہ سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ گائے کے سینگ میں پکڑوں اور اس کا دودھ دوسرا دوہے۔ لہٰذا انہوں نے اس فیصلے کو قبول نہ کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۷ھ ہجری کو سیدنا عبداللہ بن ابی سرح کی قیادت میں لیبیا' تیونس' اور الجزائر وغیرہ فتح ہوئے۔ اس طرح مصر سے لے کر مراکش تک اسلامی سلطنت کا جھنڈا لہرانے لگا۔

۲۸ھ ہجری کو جزیرہ قبرص فتح ہوا' اس لشکر کشی میں حصہ لینے والوں کے لئے رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دے رکھی تھی۔ اس میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کی رشتے میں خالہ لگتی تھیں۔ یہ قبرص میں پہنچتے ہی گھوڑے سے گر کر جام شہادت نوش کر گئی تھیں۔

۲۹ھ ہجری کو ایران کو مکمل طور پر فتح کر لیا گیا اور اس کے آخری بادشاہ یزدگر کو قتل کر دیا گیا۔ اس نے اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ دوڑ کی لیکن اسے کہیں بھی پناہ نہ مل سکی۔

۳۰ھ ہجری میں خراسان' نیشاپور' طوس اور سرخس فتح ہوئے۔

۳۲ھ ہجری میں سیدنا عبداللہ بن ابی سرح کی قیادت میں حبشہ کو فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کیا گیا۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارہ سالہ دور خلافت میں پہلے چھ سال تو ہر طرح سے امن وامان رہا' اس کے بعد جگہ جگہ سے فتنے سر اٹھانے لگے۔ چونکہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طبیعت بہت زیادہ نرم تھی اس لئے فتنہ پرداز دن بدن اپنی سیاہ کاریوں میں بڑھتے ہی چلے گئے۔ ان فتنہ پردازوں کے مراکز کوفہ' بصرہ اور مصر میں تھے۔

فتنہ پردازوں کے نمائندے پوری اسلامی سلطنت میں پھیلے ہوئے تھے' ان کا شب و روز یہی مشغلہ تھا کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف فضا کو مسموم کیا جائے۔ تاکہ رائے عامہ کو ہموار کر کے ان سے مسند خلافت چھین لی جائے۔ اگر یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



از خود منصب خلافت سے دستبردار نہ ہوں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔

مصر کے فتنہ پرداز یہ چاہتے تھے کہ مسند خلافت پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جلوہ افروز ہوں' بصرہ کے فسادی یہ چاہتے تھے کہ مسند خلافت پر طلحہ بن عبید اللہ جلوہ نشین ہوں' اور کوفہ کے شر پسند عناصر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے حق میں تھے۔ لیکن یہ تمام عناصر اس بات پر متفق تھے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مسند خلافت سے ہر صورت معزول کیا جائے' اور بنو امیہ کی جڑ کاٹ دی جائے۔ شر پسند عناصر کا مشغلہ یہی تھا کہ خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کیا جائے تا کہ لوگ طیش میں آ کر ان کا گھیراؤ کریں اور ان کے لئے حکومت کرنا ممکن ہی نہ رہے۔

شر پسند عناصر نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف جو زہریلا پروپیگنڈہ کیا وہ کچھ اس طرح کا تھا کہ وہ جگہ جگہ یہ کہتے پھرتے تھے کہ غضب خدا کا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص' عمرو بن عاص' مغیرہ بن شعبہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم جیسے تجربہ کار صحابہ کرام کو ان کے مناصب سے معزول کر کے ان کی جگہ اپنے خاندان کے ناتجربہ کار نوجوانوں کو نامزد کیا۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کو ملک بدر کر دیا گیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے عظیم المرتبت صحابی کا وظیفہ بند کر دیا گیا۔ عمار بن یاسر جیسے عظیم صحابی پر بے جا سختیاں کی گئیں جبکہ اسلام کی خاطر ان کی قربانیاں قابل قدر ہیں۔

شر پسند عناصر اپنے ملنے والے ہر شخص سے کہتے دیکھو یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ بیت المال سے اپنے رشتہ داروں کو نوازا جا رہا ہے۔ لوگو! ہوش میں آؤ۔ مسلمانوں کے مال کو بے دریغ خرچ کیا جا رہا ہے۔ کوئی ان سے پوچھنے والا نہیں۔ یہ دین میں بھی اپنی من مرضی کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما منیٰ میں نماز قصر ادا کیا کرتے تھے لیکن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پوری نماز پڑھی۔ آخر کیوں! یہ اختیار انہیں کس نے دیا۔ دراصل یہ تمام تر الزامات پراگندہ ذہن کے افراد کے خود ساختہ اور من گھڑت تھے' جنہیں بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ پورے ملک میں پھیلایا گیا۔ ان میں سے کوئی بھی الزام ایسا نہ تھا جس کا امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ارتکاب کیا ہو۔ آپ بالکل ان سے بری الذمہ تھے۔ آپ کا کردار ہر طرح سے پاک اور صاف تھا۔ ان کے جملہ حکومتی اقدامات اخلاص اور نیک نیتی پر مبنی تھے۔ وہ خود بہت دولت مند تھے اگر انہوں نے کسی رشتہ دار کی مالی مدد کی تو اپنی گرہ سے کی' اسے بیت المال سے کچھ نہیں دیا۔ آپ نے منیٰ میں دوگانہ نہ پڑھنے کی یہ وجہ بتائی' فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ معظمہ میں قیام کی نیت کر لی تھی۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی شہر میں قیام کی نیت کرے وہ پوری نماز ادا کرے۔ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کیا ہے' اپنی من مرضی نہیں کی۔ اگر آپ نے کسی جلیل القدر صحابی کو معزول کیا تو وہاں کے لوگوں کے پرزور اصرار کی وجہ سے' ورنہ امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کسی کو ذاتی انتقام کی وجہ سے معزول نہیں کرتے۔

سعد بن ابی وقاص' مغیرہ بن شعبہ' ابوموسیٰ اشعری اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہم کو اس لئے معزول کیا گیا کہ وہاں کے لوگوں نے ان کے خلاف بغاوت بپا کر رکھی تھی۔ انتظامی حالات بہت بگڑ چکے تھے۔ حالات کو سنوارنے کے لئے معزولی کے احکامات جاری کرنے پڑے۔ ورنہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ان پر کوئی ذاتی اعتراض نہیں تھا۔

جہاں تک سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی ملک بدری کے الزام کا تعلق ہے' انہیں کسی نے بھی مدینہ منورہ سے نکل جانے کا حکم نہیں دیا۔ وہ اپنی طبیعت کے مطابق مدینہ کے قریب ایک ربذہ نامی بستی میں جا کر آباد ہو گئے۔ وہ اس نظریے کے قائل تھے کہ کسی مسلمان کو ایک دن رات کے اخراجات سے زیادہ اپنے پاس کچھ نہیں رکھنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چاہئے۔ وہ سختی سے اس کے پابند تھے اور دوسروں کو پابند دیکھنا چاہتے تھے۔ مال و دولت کی فراوانی دیکھ کر وہ سیخ پا ہو جاتے تھے دولت کی ریل پیل دیکھنا اس کے بس کی بات نہ تھی' وہ دمشق میں بھی اسی لئے نہ رہ سکے کہ دمشق میں قیام کے دوران سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ناک میں دم کئے رکھا۔ امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ منورہ بلوالیا۔ مدینہ منورہ میں مال و دولت کی فراوانی دیکھ کر وہ بھڑک اٹھے۔ لہٰذا مدینہ منورہ سے اپنی رہائش ربذہ نامی بستی میں لے گئے۔ امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سفر حج کے دوران ان کی وفات کی خبر ملی تو بہت زیادہ افسردہ ہوئے۔ واپسی پر آپ ربذہ بستی تشریف لے گئے۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی اکلوتی بیٹی کو دلاسہ دیا اور اس کے لئے مدینہ منورہ میں رہائش کا انتظام کیا۔

شر پسند عناصر کی جانب سے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر یہ الزام کہ انہوں نے اپنے خاندان کے ناتجربہ کار نوجوانوں کو اہم مناصب پر نامز کیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ان نوجوانوں کی قیادت میں اسلامی سلطنت کی حدود مراکش سے کابل تک پھیل گئیں۔ اتنے وسیع رقبے میں خلافت عثمانیہ کا پرچم لہرانے لگا۔ یہ محض شر پسند عناصر کی دسیسہ کاری تھی۔ باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ کوفہ' بصرہ اور مصر کے شر پسند عناصر بلوہ کی غرض مدینہ منورہ پہنچے۔ امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خطبہ جمع ارشاد فرمارہے تھے۔ انہوں نے مسجد نبوی میں ہنگامہ برپا کر دیا' ہر چند انہیں سمجھانے کی کوشش کی گئی لیکن بے سود۔ انہوں نے بے تحاشا پتھراؤ کیا جس سے امیر المومنین کے علاوہ بہت سے صحابہ کرام زخمی ہو گئے۔ آپ کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر پہنچایا گیا۔ طبیعت سنبھلنے پر آپ نے لوگوں سے بات کرتے ہوئے فرمایا کیا تمہیں میری خدمات یاد نہیں؟ میں نے لوگوں کی سہولت کے لئے مسجد نبوی میں خاطر خواہ توسیع کی' لوگوں کے آرام کی خاطر مسجد کو خوبصورت بنایا۔ کٹھن حالات میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ٹھنڈے میٹھے پانی کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر لشکر تنگ حال کے لئے میں نے اتنی مالی مدد کی کہ رسول اقدس ﷺ نے خوش ہو کر میرے لئے جنت کی بشارت دی۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنی خدمات کی تفصیلات انتہائی دردانگیز انداز میں بیان کیں۔ لیکن بلوائیوں پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ اسلام کی دیوار میں اتنا بڑا شگاف ڈالنے پر تلے ہوئے تھے جسے کوئی بڑے سے بڑا پہاڑ بھی پر نہ کر سکے۔

مدینہ منورہ میں ہلڑ بازی ان کے روزمرہ کا معمول بن گئی۔ صحابہ کرامؓ اپنے گھروں میں محصور ہو گئے۔ امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا۔ باہر سے کھانا پانی اندر جانا بند کر دیا گیا۔ ایک روزہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کھانا لے کر تشریف لائیں' انہیں روک دیا گیا۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ تقریباً چالیس روز تک جاری رہا' اس کنویں کا پانی بند کر دیا گیا جس کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی گرہ سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا تھا۔ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا جس کی توسیع کے لئے رقبہ خرید کر اس میں شامل کیا تھا۔ سیدنا سہل بن حنیف اور عبداللہ بن عاصر بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم دونوں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ کے چہرے کا رنگ زرد ہو چکا ہے۔ ہم نے آپ سے حال پوچھا تو فرمانے لگے یہ لوگ مجھے قتل کی دھمکی دے رہے ہیں' حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' کسی شخص کو اس صورت میں قتل کیا جا سکتا ہے کہ اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد کفر اختیار کیا ہو۔ یا کسی شادی شدہ نے زنا کا ارتکاب کیا ہو یا اس نے کسی کو ناحق قتل کیا ہو۔ میں نے تو ان میں سے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا' پھر یہ مجھے آخر کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا اس وقت بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں موجود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھے۔ بعض نے یہ مشورہ دیا کہ بلوا کرنے والوں کے سرغنہ افراد کو پکڑ کر قتل کر دیا جائے تو یہ فتنہ دب جائے گا۔ آپ نے یہ تجویز سن کر فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں کسی کے خون کا ایک قطرہ بہانا بھی پسند نہیں کرتا' یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اتنے لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دوں۔

بعض نے یہ مشورہ دیا کہ بلوہ کرنے والوں کو مال و دولت دے کر راضی کر لیا جائے' ہوسکتا ہے کہ یہ شر پسند عناصر مال لے کر شورش بند کر دیں' اور یہ فتنہ دب جائے۔ آپ نے یہ تجویز سن کر فرمایا کہ مجرموں کو آخر کس کارنامے کی بنا پر دولت سے نوازا جائے' اس طرح تو لوگ خودسر ہو جائیں گے اور پیسے کے لالچ میں آ کر ریشہ دیوانیاں کرنا شروع کر دیں گے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ تجویز دی کہ آپ میرے ساتھ دمشق چلیں وہاں کے حالات قابو میں ہیں آپ بڑے امن سے زندگی بسر کر سکیں گے۔ یہ تجویز سن کر فرمایا کہ مدینہ منورہ سے جدائی کو پسند نہیں کرتا۔

کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بلوا کرنے والوں کو مار بھگانے کے لئے بار بار اجازت طلب کی لیکن آپؓ نے اس کی کسی کو اجازت نہ دی۔ خلیفۃ المسلمین کی اجازت کے بغیر کوئی کاروائی نہیں کی جا سکتی تھی۔

فتنہ پرداز فساد برپا کرنے والے اس قدر خودسر ہو چکے تھے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جیسے کبار صحابہ کرام کی نصیحت بھی ان پر کوئی اثر انداز نہیں ہو رہی تھی۔

ایک دفعہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ملنے کے لئے بلوایا۔ آپ تشریف لائے لیکن شر پسندوں نے آپ کا راستہ روک لیا۔ آپ کو اندر نہیں جانے دیا گیا۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین سے فتنہ پردازوں کا مقابلہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنے کی اجازت طلب کی لیکن آپ نے اسے روک دیا۔

ایک دن انصار نے پیغام بھیجا کہ ہمیں اپنا کردار ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہ بلوائی یہاں نظر نہیں آئیں گے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی روک دیا کہ نہیں میری وجہ سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جب یہ یقین ہو گیا کہ یہ لوگ مجھے نہیں چھوڑیں گے تو آپ بھی ذہنی طور پر تیار ہو گئے۔ آپ کے پاس بیس غلام تھے سب آزاد کر دیئے۔ ایک لباس جو آپ نے پہلے کبھی نہیں پہنا تھا وہ زیب تن کر لیا۔ جمعہ کا دن تھا' سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ بڑے انہماک سے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے' آپ کی بیوی نائلہ غم کی تصویر بنی آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ چار بلوائی اندر داخل ہوئے۔ ایک نے لوہے کی سلاخ ماری دوسرے نے ضرب لگائی تیسرے نے تلوار کا وار کیا جسے بیوی نے اپنے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کی جس سے اس کے ہاتھ کی تین انگلیاں کٹ گئیں۔ چوتھا آپ کے سینے پر بیٹھ کر پے در پے وار کرنے لگا جس سے آپ جام شہادت نوش کر گئے۔

جب آپ شہید ہوئے اس وقت آپ کی عمر ۸۲ برس کی تھی۔ دو دن تک امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی لاش بے گور و کفن گھر میں پڑی رہی۔ تیسرے روز مدینہ منورہ میں لوٹ مار کا بازار گرم تھا۔

رات کے اندھیرے میں بغیر غسل کے چند افراد نے جان ہتھیلی پر رکھ کر لاش کو اٹھایا' اور جنت البقیع میں پہنچے۔ صرف ۷ افراد جنازے میں شریک تھے۔ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ چپکے سے دفن کر کے قبر کے نشان کو مٹا دیا گیا کہ کہیں بلوا کرنے والے یہاں پہنچ کر لاش کی بے حرمتی کے مرتکب نہ ہوں۔

شمع نبوت کی ایک کرن اور بجھ گئی۔ ماحول میں اندھیرا چھا گیا' غم کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر کہا: الٰہی گواہ رہنا میں عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے جرم سے بری ہوں۔

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امت مسلمہ میں ایک ایسا شگاف پڑ گیا ہے جو قیامت تک بند نہیں ہو سکے گا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ اندوہ ناک خبر سنی تو فرمایا: عثمان مظلوم مارے گئے' اس کا نامہ اعمال دھلے ہوئے کپڑے کی طرح صاف شفاف ہے۔ شام میں جب یہ خبر پہنچی تو وہاں کے لوگ دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ یہ ہے شام غریباں! یہ ہے مظلومیت کی شہادت! یہ ہے ظلم و ستم کی انتہاء! یہ ہے مجبوری و بے بسی کا رقت آمیز منظر! یہ ہے قوم کی جانب سے احسان فراموشی کا عبرت ناک منظر۔ اللہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ وہ تو جنت کی بشارت پانے والے صحابہ کرام میں سے تھے۔

وہ امت مسلمہ کے محسن تھے' وہ جود و سخا کے پیکر تھے' وہ مسلمانوں کے ہمدرد تھے' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ انہوں نے مدینہ منورہ کا ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا۔ انہوں نے غزوہ تبوک کے لئے لشکر کی تیاری میں بھرپور حصہ لیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔ جس نے شہادت قبول کر لی لیکن اپنی طرف سے کسی بلوا کرنے والے کو کوئی سزا دینے کی اجازت نہ دی۔

جس نے مدینہ منورہ کو چھوڑ کر کہیں جانا پسند نہیں کیا۔ جس کی شہادت روزے کی حالت اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئی۔ جس نے اپنی شہادت سے پہلے بیس غلام آزاد کئے۔ جس نے اپنے پورے دورِ خلافت میں کسی سے بھی اپنا ذاتی انتقام نہیں لیا۔ جس نے اپنی رعایا کے ساتھ پوری ہمدردی سے برتاؤ کیا۔ جس کے جنازے میں امت مسلمہ کے صرف ۱۷ افراد شامل ہو سکے۔ مدینہ منورہ کی گلی کوچوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں خوف کا سایہ تھا۔ جس کی نماز جنازہ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ جس کی شہادت سے امت مسلمہ میں ایک ایسا شگاف پڑ گیا جو قیامت تک بند نہیں ہو سکے گا۔ جس کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں سے یکے بعد دیگرے ہوا۔ پہلے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے جب وہ فوت ہو گئیں تو سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے۔

O

بخاری شریف میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے۔ دروازے پر ایک پہرے دار بٹھا دیا۔ ایک شخص نے دروازے پر پہنچ کر اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا اسے اندر آنے کی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت سنا دو تو وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ دروازے پر ایک اور شخص آیا اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی آپ نے فرمایا اسے بھی اندر آنے کی اجازت دے دو اور اسے جنت کی بشارت سنا دو' تو وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ [بحوالہ بخاری شریف]

O

ترمذی شریف میں سیدنا عبدالرحمان بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیش العسرۃ کی تیاری کے وقت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے ایک ہزار دینار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں ڈال دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی سے ان دیناروں کو الٹا پلٹا رہے تھے اور ساتھ ہی یہ بھی فرما رہے تھے کہ آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل بھی کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ [بحوالہ ترمذی]

O

مستدرک حاکم میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سب سے بڑھ کر رحم دل ابوبکر صدیق ہیں اور میری امت میں سب سے بڑھ کر سخت طبیعت کے عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور میری امت میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سب سے بڑھ کر حیادار عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں اور میری امت میں سب سے بڑھ کر فیصلہ دینے والے علی بن ابی طالب ہیں۔ [بحوالہ مستدرک۔ حاکم]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''اے عائشہ! میں اس سے نہ شرماؤں جس سے فرشتے شرماتے ہیں''۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان رضی اللہ عنہ نے کئی مرتبہ جنت کی بشارت پانے کا اعزاز حاصل کیا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھتے ہی یہ ارشاد فرمایا:

((عُثْمَانُ فِي الْجَنةِ )).

''عثمان رضی اللہ عنہ جنتی ہے''۔

ثابت بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں مدینہ منورہ جا رہا ہوں' لوگ مجھ سے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھیں گے تو میں ان کو کیا جواب دوں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم انہیں بتانا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے پھر تقویٰ اختیار کیا اور نیکی کی اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ [بحوالہ کنز العمال' حلیۃ الاولیاء ۱/۵۲]

اللہ ان سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



4

# سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیوار کی اوٹ سے ایک جنتی شخص نمودار ہوگا تو وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم نے انہیں فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہ کرتے ہوئے جنتی ہونے کی مبارک باد دی۔ [بحوالہ مسند امام احمد]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

بخاری اور مسلم شریف میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک کے موقع پر مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا' اور غزوہ میں حصہ لینے والے مجاہدین میں آپ کو شامل نہ کیا تو انہیں بہت افسوس ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں رہنے کا حکم دیں گے اور جہاد میں حصہ لینے سے محروم رکھیں گے آپ نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا:

''اے علی (رضی اللہ عنہ) کیا آپ کو یہ مقام اور درجہ پسند نہیں جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کی نیابت کا ملا۔ آپ میرے نائب ہوں گے البتہ میرے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی''۔ [بحوالہ بخاری، مسلم]

ترمذی میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَلَا یُبْغِضُهٗ مُؤْمِنٌ )).

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کوئی منافق محبت نہیں کرے گا اور اس سے کوئی مؤمن بغض نہیں رکھے گا''۔ [بحوالہ ترمذی]

ترمذی اور مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

(( اَنْتَ اَخِی فِی الدُّنیا والآخرۃ )).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''آپ میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہیں''۔ [بحوالہ ترمذی' مستدرک حاکم]

بخاری اور مسلم شریف میں سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

(( اَنْتَ مِنِّی وَ اَنا مِنْكَ )).

''آپ مجھ سے ہیں' اور میں تجھ سے ہوں''۔

---

المعجم الکبیر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِی اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِن عَلِیِّ )).

''بلاشبہ اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں فاطمہ کی شادی علی سے کردوں''۔

---

مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا:

(( یَا عَلِیّ اَنْتَ سَیِّدٌ فِیْ الدُّنْیَا وَالآخِرَةِ وَ حَبِیْبُكَ حَبِیْبِی وَ حَبِیْبِی حَبِیْبُ اللّٰه وَ عَدُوُّكَ عَدُوِّی وَ عَدُوِّی عَدُو اللّٰه وَیْلٌ مِنْ اَبْغَضَكَ بَعْدِی )).

''اے علی تو دنیا و آخرت میں سردار ہے' تیرا حبیب میرا حبیب ہے اور میرا حبیب اللہ کا حبیب ہے' تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔ جس نے میرے بعد تجھ سے بغض کیا اس کے لئے تباہی و بربادی ہے''۔

---

مستدرک حاکم میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( ادعـو اِلی سَیّدَ العَرُبِ فقالت عائشة أَلَسْتَ سید العَرُبِ قَالَ انا سَیّد وُلِد آدم وَعَلِیٌّ سَیّدُ العَرُبِ )).

''میرے پاس عرب کے سردار کو بلاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے''۔ [بحوالہ مستدرک حاکم]

———O———

المعجم الاوسط طبرانی میں ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غصے میں ہوتے تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو آپؐ سے بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ [بحوالہ المعجم الاوسط' طبرانی]

———O———

مسند امام احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دیوار کی اوٹ سے ایک جنتی شخص تم پر نمودار ہوگا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔ ہم نے انہیں مبارک باد دی کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنتی قرار دیا ہے۔

تھوڑی دیر بعد آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس ایک شخص نمودار ہوگا جو اہل جنت میں سے ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔ تو ہم نے اسے رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے آگاہ کرتے ہوئے مبارک باد دی۔

تھوڑی دیر بعد آپ نے پھر یہ ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس ایک شخص نمودار ہوگا جو اہل جنت میں سے ہے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے تو ہم نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے آگاہ کرتے ہوئے مبارک باد دی۔ [بحوالہ مسند امام احمد]

———O———

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسند امام احمد، مسند ابی یعلی اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین اعزاز دیئے گئے۔ اگر مجھے ان میں سے کوئی ایک بھی مل جاتا تو میں سرخ اونٹ سے بھی زیادہ اسے قیمتی سمجھتا۔

1. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی اس کے عقد میں دی اور اس سے اولاد میسر آئی۔
2. حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ مسجد نبوی میں کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔
3. غزوہ خیبر میں لشکر اسلام کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا گیا۔

---

مسند امام احمد اور مسند ابی یعلی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں غزوہ خیبر کے موقع پر مجھے جھنڈا تھماتے ہوئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور میری آنکھ میں اپنا لب لگایا اس کے بعد نہ کبھی میرے سر میں درد ہوئی اور نہ ہی میری آنکھ دکھی۔

---

المعجم الکبیر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ غزوہ خیبر کے دوران ایک انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں آج جھنڈا ایک ایسے شخص کے سپرد کروں گا جو اللہ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اس سے محبت کرتا ہے اور اس کے ہاتھوں خیبر فتح ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے غور سے دیکھنا شروع کر دیا تو آپؐ نے لشکر اسلام کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھ میں درد ہے، آپ نے اپنا لب مبارک اس کی آنکھ کو لگایا جس کے بعد پوری زندگی آنکھ میں درد نہیں ہوئی۔

---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مستدرک حاکم میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( یَاعَلِیُّ مَنْ فَارَقَنِی فَارَقَ اللّٰهُ وَ مَنْ فَارَقَكَ یَا عَلِیّ فَارَقَنِی )).

”اے علی! جس نے مجھے چھوڑا اس نے اللہ کو چھوڑا اور جس نے تجھے چھوڑا اس نے مجھے چھوڑا“۔

---

مستدرک حاکم میں ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ فرماتے ہیں:

(( عَلِیٌّ مَعَ الْقُرآن والقرآن مع عَلِیّ لن یتفرقَا حَتّٰی یردا علی الحَوض )).

”علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ دونوں حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے“۔

---

مسند امام احمد اور مسند ابی یعلیٰ میں عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

(( اِنَّهُ لم یُسْلِمْ فِی اَوَّل البعثة اِلَّا عَلِیٌّ و خدیجة بنت خویلد زوج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم )).

”بعثت کے پہلے مرحلے میں علی اور خدیجہ بنت خویلد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نے اسلام قبول کیا“۔

---

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے دس سال پہلے اور ہجرت سے ۲۳ سال پہلے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ کا نام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فاطمہ بنت اسد تھا' یہ قبیلہ بنو ہاشم میں سے تھیں۔ اس نے بچپن میں رسول اللہ ﷺ کی پرورش اور خدمت کا فریضہ سرانجام دیا۔

چونکہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب وفات پا چکی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ بنت اسد کو اماں جان کہہ کر پکارتے تھے' اسے آپ نے زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی' جب وہ فوت ہوئیں تو اس کے کفن میں اپنی قمیص شامل کر دی۔ لحد میں اتارنے کے لئے رسول اللہ ﷺ خود اس کی قبر میں اترے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عبد مناف بن عبدالمطلب تھا اور کنیت ابو طالب تھی۔ کنیت نام پر غالب آ گئی۔ عبدالمطلب کی وفات کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی پرورش اور کفالت محبت بھرے انداز میں کی۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابھی پانچ چھ برس کے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی کفالت میں لے لیا۔ اس طرح انہیں بچپن ہی میں پاکیزہ ماحول میسر آ گیا۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کاشانۂ نبوت میں پروان چڑھے۔ بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ جوان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی لاڈلی بیٹی سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا اس سے نکاح کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو شادی کے بعد رہنے کے لئے مسجد نبوی کے قریب گھر مہیا کیا جو حضرت نعمان بن حارث رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا۔

ایک دن سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ زمین پر لیٹے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ پاس سے گزرے تو آپ نے پیار بھرے انداز میں تھپکی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ابو تراب اٹھو''۔ اسی دن سے ان کی کنیت ابو تراب مشہور ہو گئی اور جب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کی کنیت ابوالحسن مشہور ہوئی۔ اس طرح آپ دو کنیت اور دو ہی لقب سے آراستہ ہوئے۔

کنیت ابوتراب اور ابوالحسن تھی جبکہ لقب مرتضیٰ اور حیدر تھا۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بچپن میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ نوجوانی میں ہی غزوات میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ ہر جنگ میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتے ہوئے وافر مقدار میں قرآنی علوم حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جتنا قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے اسے اسی وقت زبانی یاد کر لیتے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خود اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم مجھ سے قرآن مجید کے بارے میں سوال کیا کرو' کیونکہ میں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جانتا ہوں کہ یہ آیت دن کو نازل ہوئی یا رات کو پہاڑ پر نازل ہوئی یا میدان میں اللہ تعالیٰ نے مجھے فصاحت و بلاغت سے آراستہ زبان عطا کی ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فصیح و بلیغ خطیب تھے۔ اور آپ ایک کامیاب قاضی بھی تھے۔

وہ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کی یارسول اللہ کیا میں اس عمر میں فیصلہ کیا کروں گا جبکہ مجھے معلوم ہی نہیں کہ فیصلہ کس طرح کیا جاتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ دعا کی الٰہی اس کے دل کی راہنمائی فرما۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا۔ اور مجھے دو جھگڑا کرنے والوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کوئی کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئی۔

---

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دربار میں ایک ایسی خاتون کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پیش کیا گیا جس نے شادی کے بعد چھٹے مہینے بچے کو جنم دے دیا تھا۔ آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ تشریف لائے اور فرمایا اس عورت کو شرعاً رجم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ حَمْلُهُ وَ فِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ﴾ [الاحقاف : ١٥]

''اس کا حمل اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے''۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ فِصَالُهُ فِي عَامَينِ ﴾ [لقمان : ١٤]

''اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت دو سال ہے''۔

اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کو پیش نظر رکھا جائے تو چھ ماہ حمل کے بنتے ہیں جبکہ دو سال دودھ چھڑانے کی مدت قرار دی گئی ہے۔ اس اعتبار سے چھ ماہ کے بعد جو عورت بچے کو جنم دے گی وہ شرعاً درست ہوگا' اس پر رجم کی حد نہیں لگائی جا سکتی۔

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا:

(( لَو لَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَر )).

''اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا''۔

بلاشبہ یہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا برملا اعتراف ہے۔

امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دربار میں ایک ایسے شخص کو پیش کیا گیا جو شراب کے نشے میں مدہوش تھا۔ آپ نے فرمایا: اس کا نشہ اترنے تک انتظار کرو جب نشہ اتر گیا تو آپ نے فرمایا اس کو اسی درے لگاؤ' جب اسی درے لگا دیئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ اس کو حوالات میں بند کر دو۔ اسے حوالات میں بند کر دیا گیا۔ دوسرے دن آپ نے فرمایا کہ اسے بیس درے اور لگاؤ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ نے فرمایا اسی درے شراب نوشی کی حد ہے جبکہ بیس درے اسے رمضان کی حرمت کو پامال کرنے کی پاداش میں لگائے گئے ہیں۔

---

ایک دفعہ کسی شخص نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے دینی مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ مسئلہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھو۔ اس نے چاپلوسی کا انداز اختیار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے آپ کا انداز بہت اچھا لگتا ہے۔ آپ بہت ناراض ہوئے اور غصے سے کہا کہ تم نے یہ بڑی بری بات کی۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہے اور انہوں نے آپ سے براہ راست دینی علم حاصل کیا ہے۔ وہ ہم سے کہیں زیادہ دینی معلومات رکھتے ہیں۔

---

مصنف ابن ابی شیبہ میں ایک واقعہ درج ہے کہ ایک دفعہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام قنبر کو حکم دیا کہ اس مجرم کو باہر لے جاؤ اور اسے اتنے درے لگاؤ۔ جب اس پر حد نافذ کر دی تو وہ مجرم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی کہ قنبر نے مقررہ حد سے تین درے مجھے زیادہ مارے ہیں۔ قنبر سے دریافت کیا تو اس نے اقرار کیا کہ ہاں تین درے اسے زیادہ مارے گئے۔ آپ نے اس مجرم سے کہا کہ یہ کوڑا پکڑو اور قنبر کو تین درے مارو۔

یہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عدل و انصاف تھا کہ حد نافذ کرنے والا اگر اپنی طرف سے زیادتی کرتا تو مقررہ حد سے زیادہ اس پر لاگو کی جاتی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حدود و تعزیرات کے نفاذ میں کس قدر عدل وانصاف کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔

---

مصنف ابن ابی شیبہ میں ایک واقعہ درج کیا گیا ہے کہ چند افراد ایک شخص

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو پکڑ کر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں لائے اور اس کے بارے میں بتایا کہ اس نے چوری کی ہے اور دو گواہ بھی پیش کر دیئے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں یقین ہے کہ اس نے واقعی چوری کی ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں! اس نے واقعی چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تم اپنے دعوے میں جھوٹے نکلے تو تمہیں سخت سزا دی جائے گی۔ یہ کہہ کر آپ دوسرے مقدمات کی سماعت میں مصروف ہو گئے۔ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مصروف ہو گئے ہیں تو وہ وہاں سے کھسک گئے۔ تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مقدمات سے فارغ ہو کر جب دیکھا کہ دعویٰ کرنے والے عدالت سے کھسک گئے ہیں تو آپ نے اس ملزم کو باعزت بری کر دیا۔ کیونکہ اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہوتے تو موقع پا کر وہاں سے کھسک نہ جاتے۔ انہوں نے اپنی خیر اسی میں جانی کہ جان چھڑائی جائے۔

—— O ——

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دربار میں ایک مجنون زانیہ عورت کو لایا گیا آپ نے اس پر حد نافذ کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو انہوں نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ اس عورت پر حد نافذ نہیں کی جا سکتی اس لئے کہ مجنون حدود شرعیہ سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے ہیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔ [بحوالہ مسند امام احمد]

—— O ——

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حج کے دنوں میں احرام باندھا ہوا تھا' کسی نے شکار کا گوشت آپ کی خدمت میں پیش کیا' ساتھیوں نے احرام کی حالت میں شکار کا گوشت کھانے کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف کیا۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اس کے قائل تھے کہ اگر شکار کا گوشت محرم کو پیش کیا جائے بشرطیکہ اس نے وہ شکار نہ کیا ہو تو اس کے لئے کھانا جائز ہے۔ لیکن بعض صحابہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے اختلاف کیا۔ ان کا موقف یہ تھا کہ شکار کا گوشت محرم نہیں کھا سکتا خواہ کسی دوسرے نے ہی کیا ہو۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا جائے۔ ان سے جب یہ مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں احرام کی حالت میں شکار کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہم محرم ہیں' کسی ایسے شخص کو دے دو جس نے احرام نہ باندھا ہو۔ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی تصدیق بھی کی کہ ہاں یہ واقعہ اسی طرح پیش آیا ہے۔ [بحوالہ مسند امام احمد]

○

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا اعتراف کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:

(( اَقْضَانَا عَلِيٌّ و أقرانا اُبَيٌّ )).

''علی ہم سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے اور ابی بن کعب ہم سب سے بڑے عالم تھے''۔

○

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بڑی جچی تلی باتیں کیا کرتے تھے۔ تاریخ ابن عساکر میں ان کے یہ اقوال مرقوم ہیں' فرماتے ہیں:

التوفيقُ خيرُ قَائـدٍ حسنُ الخُلُقِ خيرُ قرين ، العقل خير صَاحِبٍ الادبُ خيرُ ميراثٍ ، و لا وَحْشَةَ اَشَدُّ مِن العُجبِ.

''توفیق الٰہی بہترین راہنما ہے۔ خوش اخلاقی بہترین رفیق ہے۔ عقل و شعور انسان کے بہترین ساتھی ہیں۔ ادب انسان کا بہترین میراث ہے۔ اور خود پسندی سے بڑھ کر اور کوئی وحشت نہیں''۔ [بحوالہ تاریخ ابن عساکر]

○

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر جب قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ آپ زخمی حالت میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کے پاس بیٹھے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ رو رہے تھے آپ نے بیٹے کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا میری ان آٹھ باتوں کو یاد رکھنا۔

❶ انسان کی سب سے بڑی دولت عقل ہے۔

❷ انسان کی سب سے بڑی غربت اور محتاجی بے وقوفی اور حماقت ہے۔

❸ انسان کے لئے سب سے زیادہ وحشت اور گھبراہٹ تکبر اور غرور ہے۔

❹ انسان کی سب سے زیادہ بزرگی خوش اخلاقی اور نیک کرداری ہے۔

❺ بے وقوف کی دوستی سے اجتناب کرنا اگرچہ وہ فائدہ پہنچانا ہی چاہتا ہو۔

❻ جھوٹے کی ہم نوائی سے بچنا کیونکہ وہ قریب کو دور اور دور کو قریب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

❼ بخیل کا ساتھ دینے سے بچنا' کیونکہ بخیل دوست تم سے ان چیزوں کو چھڑا دے گا جس کی تمہیں سخت ضرورت ہوگی۔

❽ فاسق و فاجر کی دوستی سے اجتناب کرنا کیونکہ وہ تجھے موقع پاتے ہی تھوڑی ہی چیز کے بدلے فروخت کر دے گا۔

———○———

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دنیائے عرب کے ایک بہت مشہور و معروف ادیب ضرار بن ضمرہ سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اوصاف کے بارے میں پوچھا تو اس نے یہ جواب دیا:

① اللہ کی قسم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بڑے بلند نظر تھے۔

② وہ بڑے ہی عالی ہمت اور طاقت ور تھے۔

③ وہ جچی تلی بات کرتے اور عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے۔

④ ان کی ہر ادا سے علم کے چشمے پھوٹتے۔

⑤ وہ اپنی زبان سے حکمت و دانائی کے موتی رولتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



⑥ وہ دنیا اور اس کی بہار سے وحشت کا اظہار کرتے۔

⑦ بخدا خشیت الٰہی سے اس کی آنکھیں آبدیدہ رہتیں۔

⑧ وہ بعض اوقات خود کلامی کا انداز اپناتے۔

⑨ وہ موٹا اور کھردرا لباس زیب تن کرتے۔

⑩ جب ہم ان سے کوئی دینی مسئلہ پوچھتے تو وہ فوری ہمیں اس کا تسلی بخش جواب دیتے۔

⑪ بخدا آپ کا رعب و دبدبہ اتنا تھا کہ ہم ہر وقت قریب رہنے کے باوجود ان سے بات کرنے کی جرأت نہ کر پاتے۔

⑫ جب آپ مسکراتے تو دانت موتیوں کی طرح چمکتے دکھائی دیتے۔

⑬ وہ اہل دین کی تعظیم کرتے اور مساکین سے محبت کرتے۔

⑭ کوئی طاقت کے بل بوتے پر انہیں باطل کی طرف مائل نہ کر سکتا۔

⑮ کوئی کمزور ان کے عدل وانصاف سے مایوس نہیں ہوتا تھا۔

ضرار بن ضمرہ اسدی بیان کرتے ہیں کہ ایک رات اندھیرے میں انہیں دیکھا کہ وہ اپنی داڑھی کو پکڑ کر رو رہے ہیں اور بار بار اس بات کو دہراتے جا رہے ہیں۔ اے دنیا تو میرا امتحان لے رہی ہے اور مجھے بہکا رہی ہے۔ ارے دنیا! مجھ سے دور ہو جا مجھ سے مایوس ہو جا۔ میں نے تجھے ایسی طلاق دے دی ہے جس کے بعد رجوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ارے دنیا! تیری عمر بڑی مختصر ہے' تیرا عیش بے حقیقت اور تیرا خطرہ انتہائی زہرناک ہے۔ افسوس زادِ راہ کس قدر تھوڑا ہے۔ سفر کتنا طویل ہے اور راستہ کتنا کٹھن اور وحشت ناک ہے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ضرار بن ضمرہ کا بیان سن کر زار و قطار رونے لگے۔ اور روتے ہوئے یہ دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ابو الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد پہلے وادی قباء میں قیام کیا اور وہاں سے مدینہ منورہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر منتقل ہوئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر مسجد نبوی کی تعمیر کا اہتمام کیا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شروع سے لے کر آخر تک مسجد نبوی کی تعمیر میں بھر پور حصہ لیا۔ اور اس طرح اپنے جنتی ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ اس کا گھر جنت میں بنا دیتا ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہر معرکے میں اپنی بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھاتے۔ ۲ ھ ہجری میں جنگ بدر کے دوران سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لشکر کفار کے دوسر کردہ جوان تہہ تیغ کئے۔ عتبہ اور شیبہ دونوں دشمن فوج کے مشہور و معروف لڑاکے تھے جو ضرب حیدری کی تاب نہ لا سکے۔

۳ ھ ہجری غزوہ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے تو جنگ کا زور مدہم ہونے پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دے کر پہاڑ پر لے گئے آپ کی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے زخموں کو دھویا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈھال میں پانی لانے کا فریضہ سرانجام دیا۔

۵ ھ ہجری میں غزوہ احزاب میں سرزمین عرب کے مشہور و معروف جنگجو عمرو بن عبدود کا سر قلم کیا۔

۶ ھ ہجری میں صلح حدیبیہ کے تاریخی موقع پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ صلح نامہ تحریر کرنے کا فریضہ سرانجام دیا۔

۷ ھ ہجری غزوۂ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل جھنڈا میں ایک ایسے شخص کو دوں گا' جو اللہ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اس سے محبت کرتا ہے اور خیبر اس کے ہاتھوں فتح ہوگا۔ اور لشکر اسلام کا جھنڈا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھما دیا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھ میں درد ہے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ نے اس کی آنکھ پر اپنا لب مبارک لگایا جس سے درد اسی وقت جاتی رہی اور اس کے بعد پوری زندگی آنکھ میں درد نہیں ہوئی۔

۸ ھ ہجری کو دس ہزار افراد کا لشکر لے کر رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظمہ کی طرف پیش قدمی کی۔ اس تاریخی موقع پر تانبے کے بنے ہوئے بڑے بت کو پاش پاش کرنے کا فریضہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیا۔ فتح مکہ کے بعد بارہ ہزار افراد کا لشکر لے کر رسول اللہ ﷺ نے میدان عرفات کے قریب واقع بنو ہوازن کی بستی حنین کی طرف پیش قدمی کی۔ آج مسلمانوں کو اپنی عددی کثرت پر بڑا ناز تھا۔ لیکن میدان میں دشمن کا پلہ بھاری ہو گیا۔ مجاہدین کے پاؤں اکھڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اکیلے میدان جنگ میں ڈٹے رہے۔ اس موقع پر آپ نے بڑے جوش و جذبے سے یہ شعر بھی پڑا ؎

انا ابن عبدالمطلب

انا النبی لا کذب

''میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں ☆ میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں''۔

اس موقعہ پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے میدان کارزار میں اپنی جرأت کا بھرپور مظاہرہ کر کے دشمن فوج کے سپہ سالار پر حملہ کر دیا۔ اس نے ہاتھ میں جھنڈا پکڑا ہوا تھا' تلوار کا وار لگتے ہی وہ اونٹ سے نیچے گر گیا۔ جھنڈا سرنگوں ہوتے ہی دشمن کے حوصلے پست ہو گئے۔

۹ ھ ہجری کو شاہِ روم نے سلطنت مدینہ پہ کاری ضرب لگانے کا منصوبہ بنایا رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی' موسم شدید گرم تھا۔ اقتصادی حالات بھی کچھ بہتر نہ تھے۔ اس موقع پر تیار ہونے والے لشکر کو ''جیش العسرہ'' یعنی لشکر تنگ حال کا نام دیا گیا۔ صحابہ کرام نے اپنی بساط کے مطابق اس میں مالی حصہ لیا۔ سب سے زیادہ مالی تعاون سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس تاریخی موقع پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا تو انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ جائیں گے اور جہاد سے محروم کر دیں گے۔

آپ نے فرمایا: اے علی! کیا تجھے یہ مقام و مرتبہ اچھا نہیں لگتا کہ تم اسی طرح کا مقام حاصل کرو جس طرح ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کی نیابت کا مقام ملا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

سید المرسلین، خاتم النبیین، سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے تریسٹھ سال گزار کر اللہ کو پیارے ہو گئے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ ۲ سال تین ماہ نو دن اس منصب پر فائز رہ کر اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ تو انہوں نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسلمین نامزد کر دیا تھا۔ آپ دس سال پانچ ماہ چار دن مسند خلافت پر جلوہ نما رہے اور پھر انہیں ایک ابولؤلؤ فیروز نامی ایرانی نے خنجر کے وار سے شہید کر دیا تھا۔ ان کی شہادت کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بارہ سال گیارہ دن مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے۔ انہیں بلوا کرنے والوں نے شدید محاصرے کے بعد شہید کر دیا تھا۔ ان کے بعد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چار سال نو ماہ مسند خلافت پر جلوہ افرور رہے۔ انہیں فجر کی نماز ادا کرنے کے لئے جاتے ہوئے اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ابن ملجم نے سر پر گہرا زخم لگا دیا۔ وہ زخم اتنا گہرا تھا کہ جان لیوا ثابت ہوا۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں پایہ تخت مدینہ منورہ سے کوفہ منتقل کر دیا تھا۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا پورا دور خلافت طرح طرح کی ہنگامہ آرائیوں کی نظر رہا۔ جنگ جمل اور جنگ صفین جیسی معرکہ آرائیاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ ہی کے دور میں بپا ہوئیں۔ جن میں ہزاروں مسلمان تہہ تیغ ہوئے۔ امت میں فتنوں کا دروازہ ایسا کھلا کہ آج تک بند نہ ہو سکا۔

---

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۱۷ رمضان ۴۰ھ ہجری کو نماز فجر ادا کرنے کے لئے گھر سے نکلے۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ راہ چلتے دوسروں کو نماز میں شرکت کرنے کی تلقین کرتے جاتے۔ راستے میں عبدالرحمان بن ملجم گھات لگائے بیٹھا تھا۔ ابھی رات کا اندھیرا تھا صاف دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جب آپ اس کے قریب پہنچے تو اس نے آپ کے سر پر تلوار کا وار کیا جس کی وجہ سے آپ کے سر پر بہت گہرا زخم آیا۔ اور آپ تین دن کے بعد ۲۰ رمضان المبارک کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک مجلس میں دس صحابہ کرامؓ کے جنتی ہونے کا اعلان کیا تو ان میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا نام بھی شامل تھا۔

---

★ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت پروان چڑھے۔

★ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بچپن میں ہی اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

★ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی بیٹی فاطمۃ الزہراء کی شادی اللہ تعالیٰ کے حکم سے کی۔

★ سیدنا علی بن ابی طالبؓ نے غزوۂ بدر میں عتبہ اور شیبہ کو موت کے گھاٹ اتارا۔

★ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے غزوۂ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم دھونے کی سعادت حاصل کی۔

★ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے غزوۂ خندق میں دشمن کے ایک مشہور و معروف جنگجو عمرو بن عبدود کو تہہ تیغ کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے صلح حدیبیہ کے تاریخی موقع پر صلح نامہ تحریر کرنے کی خدمات سرانجام دیں۔
- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فاتح خیبر ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔
- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر تانبے کے بنے ہوئے بڑے بت کو پاش پاش کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔
- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے غزوہ حنین میں دشمن کی فوج کے سپہ سالار کو تلوار کے وار سے اونٹ سے نیچے گرا دیا' جس سے ان کا جھنڈا سرنگوں ہو گیا اور دشمن کے حوصلے پست ہو گئے۔
- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا۔
- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع میں شریک ہونے کے لئے یمن ہی سے تشریف لائے تھے۔
- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کی سعادت حاصل کی۔
- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حکومت کا پایۂ تخت مدینہ منورہ سے کوفہ منتقل کر لیا اور وہیں آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ جس سے جانبر نہ ہو سکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



5

# سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



★ طلحہ جنتی ہے۔ [فرمانِ نبوی ﷺ]

★ اے طلحہ (رضی اللہ عنہ)! کل تجھے جنت میں لے جانا میرے ذمے ہے۔ [فرمانِ نبوی ﷺ]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

ترمذی اور ابن ماجہ میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ إِلَى شَهِيْدٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ )). [بحواله ترمذی' ابن ماجه]

''جس کو یہ پسند ہے کہ وہ روئے زمین پر شہید کو چلتا ہوا دیکھے تو وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھ لے''۔

---

بخاری شریف میں قیس بن حازم سے مروی ہے کہتے ہیں:

(( رأيتُ يَد طَلْحة بن عبيدالله شلّاء وَقيٰ بها رسول الله صلى الله عَليه وَسَلّم يَوم اُحُدٍ )). [رواه البخاری]

''میں نے طلحہ بن عبیداللہ کا ہاتھ چھلنی دیکھا اس نے اس ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا تھا''۔

---

ابن عساکر نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوسعید کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( طلحةُ شيهدٌ يمشي عَلى وَجه الأرضِ )).

''طلحہ شہید ہے جو روئے زمین پر چلتا ہے''۔

---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لقد رایتنی یَومَ اُحدٍ وما في الارض قُربی مخلوق غیر جبریل عن یمیني و طلحة عن یساری )).[مستدرك حاكم' لمعجم الاوسط طبرانی]

''میں نے اپنے آپ کو احد کے دن دیکھا کہ زمین میں سے کوئی مخلوق میرے قریب نہ تھی البتہ جبریل علیہ السلام میرے دائیں اور طلحہ میرے بائیں تھے''۔

---

ترمذی اور ابن ماجہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( طلحة مِمَّنْ قَضٰی نَحبَهٗ )).

''طلحہ ان میں سے ہے جس نے اپنی باری پوری کر لی''۔

---

مسند امام احمد' ترمذی' صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( او جَبَ طلحةُ حین صَنعَ بِرَسُولِ اللّٰه ﷺ مَا صَنعَ )).

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاں نثاری کی وجہ سے طلحہ نے اپنے اوپر جنت واجب کر لی''۔

---

کنزالعمال میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لَكَ الجَنَّة عَلَیَّ یا طَلحة غدًا )).

''اے طلحہ کل تجھے جنت میں لے جانا میرے ذمہ ہے''۔

---

نسائی میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

(( لَو قُلتَ بِسمِ اللهِ لرفعتك الملائكة والنَّاسُ يَنظُرُونَ اِلَيكَ يلج بك في جوّ السماءِ )). [نسائی]

''اگر تو بسم اللہ کہتا تو فرشتے تجھے اٹھا کر آسمان کی فضا میں داخل ہو جاتے اور لوگ تیری طرف دیکھتے''۔

---

تاریخ ابن عساکر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( يَا طَلحَةُ هذا جِبرِيلُ يُقرِئكَ السّلام وَ يَقُولُ لَكَ انا مَعَكَ فِي اهوالِ القيامة حتّى أنجيكَ مِنهَا )).

''اے طلحہ! یہ جبریل تجھے سلام کہتے ہیں اور تجھے یہ کہتے ہیں کہ میں قیامت کی ہولناکیوں میں تیرے ساتھ ہوں گا یہاں تک کہ تجھے ان سے نجات دلاؤں گا''۔

---

کنز العمال میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَا جبر معي يوم أحد غير طلحة لَقَد كَانَ يقيني الشر بكفه )).

''اُحد کے دن طلحہ کے علاوہ میرا کسی نے جم کے ساتھ نہ دیا۔ وہ مجھے شر سے اپنی ہتھیلی کے ذریعے بچاتے تھے''۔

---

مسند ابی یعلی اور المعجم الاوسط طبرانی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَن سَرَّهُ اِن يَنظُرَ اِلَى رَجُل يَمشِي عَلى وجه الأرض قد قضى نحبهٗ فلينظر إلى طَلحَة )).

''جس کو یہ چیز پسند آتی ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کو دیکھے جو روئے زمین پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چلتا ہے اور اس نے اپنی باری پوری کر لی ہے تو طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے"۔

---

تاریخ ابن عساکر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( طَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ )). "طلحہ جنتی ہے"۔

---

تاریخ ابن عساکر میں طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا:

(( أَتَشْكُوا رَجُلًا قَدْ اَوْجَبَ يعنى طلحةَ )).

"کیا تو ایک ایسے شخص کا شکوہ کرتا ہے جس نے جنت اپنے لئے واجب کر لی یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ نے"۔

---

مستدرک حاکم میں سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

(( سَمَّانِي رَسُولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يَوْمَ اُحُدٍ طلحة الخير و فى غزوة العشيرةِ طلحة الفيّاض وَ يَوْمَ حُنَيْنٍ طلحه الجُودِ )).

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد میں میرا نام طلحة الخير رکھا اور غزوہ عشیرہ میں میرا نام طلحة الفياض رکھا اور غزوۂ حنین میں میرا نام طلحه الجود رکھا۔

مستدرک حاکم میں سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ بصریٰ کے بازار میں تاجروں کے ہمراہ گیا تو وہاں ایک پادری گرجا گھر میں یہ کہہ رہا تھا: ان تاجروں سے پوچھو کہ کوئی ان میں مکہ معظمہ کا رہائشی بھی ہے۔ میں نے آگے بڑھ کر کہا کہ ہاں میں مکہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے کہا کیا وہاں احمد کا ظہور ہو چکا ہے؟ میں نے کہا کون احمد؟ اس نے کہا: ابن عبداللہ بن عبدالمطلب' یہ مہینہ اس کا ظہور کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے' وہ ایک نبی ہے' مکہ کے لوگ اس کو نکال دیں گے' مدینے کی طرف اس کی ہجرت ہوگی' میری مانو تم اس کا دامن ضرور تھام لینا۔

سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پادری کی باتیں میرے دل میں بیٹھ گئیں۔ میں جلدی وہاں سے روانہ ہوا اور مکہ معظمہ پہنچتے ہی میں نے پوچھا' کیا میرے بعد یہاں کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے۔ لوگوں نے بتایا ہاں! محمد بن عبداللہ الامین نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور ابن ابی قحافہ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی پیروی اختیار کر لی ہے۔ حضرت طلحہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے نکلا سیدھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے پوچھا کیا آپ نے ان کی پیروی اختیار کر لی ہے۔ انہوں نے کہاں ہاں! آپ بھی چلیں اور ان کی پیروی اختیار کر لیں۔ میں نے انہیں پادری کے تاثرات بتائے وہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہی اسلام قبول کر لیا اور پادری کے تاثرات کے بارے میں بتایا تو آپ سن کر بہت خوش ہوئے۔ [بحوالہ مستدرک حاکم]

———O———

سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے خاندان میں صف ماتم بچھ گئی۔ خاندان کے تمام افراد کبیدہ خاطر ہوئے کہ یہ کیا ہو گیا۔ یہ خبر ان پر بجلی بن کر گری۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا سب سے زیادہ افسوس اس کی والدہ نے کیا' وہ یہ چاہتی تھی کہ اس کا بیٹا اپنے قبیلے کا سردار بنے۔ کیونکہ اس میں سردار بننے کی ساری خوبیاں پائی جاتی تھیں۔ لیکن اس کے اسلام قبول کرنے سے اس کی والدہ کے سارے ارمان خاک میں مل گئے۔ اس نے یوں سمجھا کہ اس کی متاع دنیا لٹ گئی' اس کی ساری خوشیاں ختم ہو گئیں۔ وہ اپنے خاندان میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہی۔ ماں سوچنے لگی کہ اب میرے قبیلے کے لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مجھے کیا کہیں گے۔ ہائے یہ میرے ساتھ کیا ہو گیا۔ میری تو دنیا لٹ گئی۔ میرے اچھے بھلے بیٹے کو آخر یہ کس کی نظر لگ گئی۔ یہ ہمارے ساتھ کیا ہو گیا۔ ہائے یہ دن دیکھنے کے لئے میں کیوں زندہ رہی۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر قبیلے کے چیدہ چیدہ افراد طلحہ رضی اللہ عنہ سے ملے اسے اپنے موقف پر نظر ثانی کا مشورہ دیا۔ انہوں نے ماں کی حالت زار کا حوالہ دیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ لوگ اب ہمیں کیا کہیں گے۔ تیرے اس اقدام سے ہمارے وقار کو جو دھچکا لگا ہے آپ کو اس کا احساس ہی نہیں ہے۔ لیکن سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ ان لوگوں کی کوئی بات بھی اس کے دل پر اثر انداز نہیں ہوئی۔ ماں کی حالت زار سے بھی وہ متاثر ہو کر دائرہ اسلام کو چھوڑنے کے لئے وہ ذرا برابر بھی آمادہ نہ ہو سکے۔

مسعود بن خراش بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کر رہا تھا۔ میری نظر ایک نوجوان پر پڑی کہ لوگوں نے اس کی ہاتھوں کو باندھ رکھا ہے۔ عورتیں اور مرد اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں' اسے دھکے دیئے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں میں ایک بڑھیا عورت چیختی چلاتی ہوئی اس نوجوان کو گالیاں دیئے جا رہی ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہے؟ اور یہ بڑھیا عورت کون ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ عبید اللہ کا بیٹا طلحہ ہے۔ اس نے اپنے آباء و اجداد کا دین چھوڑ کر ایک نئے دین کی پیروی اختیار کر لی ہے۔ اور یہ بڑھیا اس کی ماں ہے۔ اور اسے سب سے بڑھ کر دکھ ہوا ہے کہ میرے بیٹے نے یہ کیا کر دیا۔ کیوں اس کی قسمت پھوٹ گئی۔ اب یہ لوگ اس کو طرح طرح کی تکالیف اس لئے دے رہے ہیں کہ یہ دوبارہ اپنے آبائی دین کی طرف لوٹ آئے۔ لیکن اس پر کوئی سختی بھی اثر انداز نہیں ہو رہی۔ یہ ہر سختی کو خندہ پیشانی سے برداشت کئے جا رہا ہے۔ اس کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی' یہ ہر سختی کو آبِ حیات سمجھ کر قبول کئے جا رہا ہے۔ یہ اپنے حال میں مست ہے' اس کی یہ حالت دیکھ کر خاندان کے افراد اور زیادہ پریشان ہو رہے ہیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر قریش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا کڑیل جوان نوفل بن خویلد آگے بڑھا۔ اس نے رسیوں سے اس کے سارے جسم کو جکڑ دیا اور بے تحاشا اس پر تشدد کیا۔ لیکن بے سود اسلام کی جو محبت اس کے دل میں رچ بس چکی تھی' اس میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔

---

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ جوں جوں وقت گزرتا گیا توں توں اسلام کی محبت اس کے رگ و ریشے میں رچتی بستی چلی گئی۔ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ محبت روز بروز بڑھتی ہی چلی گئی' اور اس کی ذات کمالات کا مرکز بنتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے طلحہ الجود' طلحہ الخیر اور طلحہ الفیاض کے نام سے پکارا۔ گویا اس کی ذاتی خوبیوں کا رسول اللہ ﷺ نے دلی اعتراف کیا۔ اگر دیکھا جائے تو یہ واقعی ان کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو نیک' سخی اور فیاض تسلیم کیا۔

---

غزوۂ اُحد میں جب مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو ایک ایسا نازک موقع بھی آیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دانت زخمی ہو گئے۔ آپ کے سر پر بھی چوٹیں آئیں۔ انصار اور مہاجرین میں صرف طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس باقی رہ گئے' باقی سب بکھر گئے تھے۔

انصار رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے۔ صرف طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے' دشمن کی جانب سے کسی طرف سے بھی کوئی تیر آتا تو آگے بڑھ کر اسے روکنے کے لئے اپنا جسم آگے کر دیتے۔ جس کی بنا پر ان کے جسم پر تقریباً ستر گہرے زخم لگ چکے تھے۔ اور ان کا ایک ہاتھ بھی شل ہو گیا تھا۔ اور یہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے' زمین پر گر چکے تھے۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھے تو آپ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مجھے چھوڑو اپنے بھائی طلحہ کی خبر لو۔ اس کا جسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے ہوئے زخموں سے چور ہو چکا تھا۔ اس موقع پر آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس نے زندہ شہید کو دیکھنا ہو تو وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنگ اُحد تو صرف طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے لڑی' اس کی تمام تر کامیابی کا سہرا بھی اسی کے سر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے اس کا ایک ہاتھ بھی بری طرح زخمی ہو گیا۔

---

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بہت مشہور و معروف اور کامیاب تاجر تھے۔ ایک دفعہ حضر موت یمن سے سات لاکھ درہم ان کے پاس آئے۔ اتنی بڑی رقم دیکھ کر بہت زیادہ غمگین ہوئے۔ بیوی نے جب دیکھا کہ یہ بہت پریشان ہیں تو اس نے کہا کیا ہوا۔ آپ بہت پریشان دکھائی دے رہے ہیں' کہیں مجھ سے کوئی گستاخی تو نہیں ہو گئی؟ آپ نے فرمایا نہیں آپ تو بہت نیک دل اور سلیقہ شعار رفیقہ حیات ہیں۔ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اتنی دولت جس کے گھر ساری رات رہے وہ اپنے رب کو کیا جواب دے گا۔ بیوی نے یہ سن کر مسکراتے ہوئے کہا اس میں بھلا غم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ صبح ہوتے ہی اپنے غریب رشتہ داروں میں تقسیم کر دینا اس طرح تمہاری اس دولت سے جان چھوٹ جائے گی۔ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور آرام سے سو گئے۔ صبح ہوتے ہی ساری رقم تھیلیوں میں ڈالی اور اپنے غریب رشتہ داروں اور دیگر مستحق افراد میں تقسیم کر دی۔ اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے طلحہ الخیر اور طلحہ الجود کے لقب سے یاد کیا۔

ایک دفعہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا جناب آپ تو بڑے ہی رحم دل ہیں۔ فرمانے لگے یہ پہلا شخص میرے پاس آیا جس نے میرے لئے رحم دلی کا وصف بیان کیا ہے۔ آپ نے یہ سن کر کہا: دیکھو میرے پاس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک پلاٹ ہے جو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مجھے دیا تھا۔ جس کی قیمت تین لاکھ درہم ہے۔ چاہو تو میں تیرے نام وہ پلاٹ لگا دیتا ہوں اور اگر تمہارا جی چاہتا ہے تو اس کی قیمت ادا کر دیتا ہوں۔ اس نے کہا: مجھے رقم ہی عنایت کر دیں۔ تو آپ نے اسے تین لاکھ درہم عطا کئے۔

یہ ہے سخاوت کی ایک انوکھی مثال۔ واقعی آپ جود وسخا کے ایک پیکر تھے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ''طلحہ الجود'' کے لقب سے پکارا یعنی ''سخی طلحہ''۔

---

- سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔
- سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے روئے زمین پر کسی زندہ شہید کو چلتے پھرتے دیکھنا ہو تو وہ طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔
- سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بہت مشہور و معروف تاجر تھے۔
- سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد تھے' وہ اس طرح کہ سیدہ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق ان کے حبالۂ عقد میں تھی۔
- سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے جنگ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں اپنے جسم پر تیروں' نیزوں اور تلواروں کے تقریباً ستر زخم کھائے۔
- سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے ایک ہاتھ بھی شل ہو گیا۔
- ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا تجھے جنت میں لے جانا میرے ذمے ہے۔
- سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بہت بڑے سخی تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی مرحلے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔
- سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک تجارتی سفر کے دوران بصریٰ کے بازار میں ایک پادری کی زبانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف سنے تھے، جس سے متاثر ہو کر وہ مکہ معظمہ واپس پہنچتے ہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# 6

# سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما دونوں جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے۔ [فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

بخاری اور مسلم شریف میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اِنَّ لِکل نَبِیٍّ حَوارِیٌّ وَ اِنَّ حَوارِیَ الزَّبیر بن العَوّام )).

[رواہ البخاری و مسلم]

''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے' میرا حواری زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہے''۔

مسند امام احمد میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اَلزُّبیرُ اِبنُ عَمَّتِي حَوارِيَّ مِن اُمَّتِي )). [مسند امام احمد]

''زبیر میری پھوپھی کا بیٹا ہے اور میری امت میں سے میرا حواری ہے''۔

المعجم الکبیر طبرانی میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

(( اَوَّلُ مَنْ سَلَّ سیفًا فِی سَبِیْلِ اللّٰہ الزُّبیر بن العوّام )).

(المعجم الکبیر طبرانی)

''جس نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تلوار سونتی وہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہیں''۔

مستدرک حاکم میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں:

(( اَسْلَمَ زُبَیْرُ وَ ھَاجَرَ اِلَی اَرْضِ الْحَبْشَۃِ الْھِجْرَتَیْنِ مَعًا : وَلَمْ یَتخلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہ وَسَلَّمَ فِی غَزْوَۃٍ غَزَاھَا )).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''زبیرؓ نے اسلام قبول کیا' اور سرزمین حبشہ کی طرف دو ہجرتیں کیں اور کسی غزوے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں رہے''۔

مستدرک حاکم میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ کسی شیطان نے یہ افواہ اڑا دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے پکڑ لیا ہے۔ یہ سنتے ہی زبیر بن عوام نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہ جذبہ دیکھ کر اس کے حق میں دعا کی کہ اس طرح انہیں اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تلوار کو نیام سے نکالنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

مستدرک حاکم میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دوران لشکر اسلام میں ہمارے ساتھ صرف دو گھوڑے تھے۔ ایک زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ اور دوسرا مقداد بن اسود کے پاس تھا۔

مستدرک حاکم میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

(( وَاللّٰهِ مَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيه وَسَلَّم مخرجًا فى غَزْوَةٍ غَزَاهَا وَلَا سَرِيَةً اِلا كُنتُ فِيْهَا )). [مستدرك حاكم]

''اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں جنگ کے لئے نکلے یا لشکر لے کر روانہ ہوئے' میں اس میں ضرور شامل ہوا''۔

مستدرک حاکم میں مروی ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ تاثرات بیان کئے:

(( اَمَا وَالَّذِى نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَ اَحَبُّهُمْ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ )).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میری معلومات کے مطابق زبیر رضی اللہ عنہ ان سب سے بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب میں سے بڑھ کر محبوب ہے''۔

---

مستدرک حاکم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ انہوں نے ایک مرتبہ عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا:

(( يَا بُنَيَّ إِنَّ أَبَاكَ مِنَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ )).

''میرے بیٹے تیرا باپ ان لوگوں سے ہے جنہوں نے زخم آنے کے بعد بھی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا''۔

---

مستدرک حاکم میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

(( طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ )).

''طلحہ اور زبیر جنت میں میرے دو پڑوسی ہیں''۔

---

مجمع الزوائد اور مسند امام احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج بنو قریظہ کے بارے ہمیں کون معلومات فراہم کرے گا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر گئے اور بنو قریظہ کے بارے میں ساری معلومات لے کر آئے۔ دوبارہ آپ نے یہی کہا۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ تیسری مرتبہ آپ نے پھر یہی فرمایا۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَ حَوَارِي الزُّبَيْرُ )).

''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے' اور میرا حواری یعنی معاون زبیر رضی اللہ عنہ ہے''۔

---

تاریخ ابن عساکر میں مطیع بن اسود سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ فرماتے ہیں:

الزُّبَيْرُ عَمُوْدٌ مِنْ اَعْمَدَةِ الْإِسْلَامِ.

''زبیر رضی اللہ عنہ اسلام کا ایک ستون ہے''۔

---

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے فرزند ارجمند تھے۔ ان کے والد کا نام عوام بن خویلد تھا۔ یہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا بھائی تھا۔ جب یہ فوت ہوا تو اس کا بیٹا زبیر رضی اللہ عنہ ابھی بہت چھوٹا تھا۔ والدہ نے اس کی تربیت عسکری نقطہ نگاہ سے کی۔ کھیلنے کے لئے تیر' تلوار اور کمان مہیا کئے۔ والدہ اسے ہر خوفناک جگہ اور خطرناک مقام میں دھکیل دیتی۔ اگر وہاں جانے سے انکار کرتے تو اسے سخت سزا دیتی۔ ایک دن سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے زبیر رضی اللہ عنہ کی پٹائی کر رہی تھی' اتنے میں اس کے چچا گھر داخل ہوئے' اس نے صورت حال دیکھتے ہوئے بڑے غصے سے کہا: کیا بچوں کو اس طرح مارا پیٹا جاتا ہے' مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اپنے بچے سے بالکل پیار نہیں ہے۔ یوں اس کی پٹائی کر رہی ہو' جیسے کسی غیر کا بچہ ہو۔ کیا اس سے کوئی تجھے عناد ہے۔ کیوں اس کی جان کے درپے ہو' یہ تجھ سے کیا مانگتا ہے' کیوں اسے اپنے لئے بوجھ سمجھ رہی ہو؟ کچھ خیال کرو! یہ معصوم بچہ ہے ابھی اس کے کھیلنے کے دن ہیں' کیوں اس پر ہر وقت ڈنڈا چلاتی رہتی ہو؟

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے یہ ساری کڑوی کسیلی باتیں سن کر فرمایا: جو یہ کہتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہ میں اس بچے سے بغض رکھتی ہوں' وہ جھوٹ بولتا ہے۔ میں اس کی والدہ ہوں۔ میں نے اس کو جنم دیا ہے۔ میں تو اسے اس لئے مارتی ہوں کہ اس کا جسم پختہ ہو جائے اور دشمن کے لشکر کو شکست فاش دے سکے۔ اور کامیاب و کامران ہو کر گھر لوٹے۔ مار کھانے کی بجائے دوسروں کو مارنے کی ہمت و جرأت سے آراستہ ہو۔

میں اس کو ایک کامیاب جنگجو دیکھنا چاہتی ہوں۔ میری پٹائی اس کی عسکری تربیت کا ایک حصہ ہے۔ میرے نقطہ نگاہ کے مطابق جتنی اس کی پٹائی ہوگی اتنی ہی اس کے جسم میں قوت مدافعت پیدا ہوگی۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا خود بھی بہت بہادر خاتون تھی۔ اس نے ساٹھ سال کی عمر پائی۔ اس نے میدانہائے جہاد میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

غزوہ اُحد میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کو پانی پلانے' زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور تیر و کمان درست کرنے کی خدمات سرانجام دیں۔ انہیں اس بات کا بہت حوصلہ تھا کہ اس جنگ میں ان کا بھتیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا حقیقی بھائی حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور بیٹا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ یہ بڑی دلیر' جرأت مند اور نڈر خاتون تھی۔

جنگ اُحد میں جب سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ایک دشمن پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار ہے' اس نے بھری ہوئی غضبناک شیرنی کی طرح اس پر اچانک حملہ کر کے اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا اور پھر ایک زخمی مجاہد سے نیزہ چھین کر دیوانہ وار دشمن کی طرف پیش قدمی کی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غضبناک حالت میں دیکھ کر اس کے بیٹے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی والدہ کو روکو۔ اس نے آگے بڑھ کر کہا: امی جان رک جائیں' اس نے اپنے بیٹے کو پورے جوش سے کہا پیچھے ہٹ جاؤ۔ بیٹے نے کہا: امی جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے' آپ رک جائیں۔ اس نے کہا مجھے پتا چلا ہے کہ میرے بھائی حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ناک کان کاٹ دیئے گئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اسے نہ روکو' اس کو تو اپنے بھائی کے بارے میں علم ہو چکا ہے۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو دیکھا کہ اس کا پیٹ چاک کیا ہوا ہے۔ اس کے ناک کان کاٹ دیئے گئے ہیں' ان کا جگر نکال لیا گیا ہے اور چہرے پر گہرے زخم لگائے گئے ہیں۔ بہادر بہن نے شہید بھائی کے حق میں مغفرت کی دعا کی اور بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگی:

''بھائی جان یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہوں۔ اللہ کی قسم میں صبر کروں گی اور اللہ کے ہاں ثواب کی امید رکھوں گی''۔

———O———

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے حیرت انگیز بہادری کا کارنامہ غزوۂ خندق کے موقع پر سرانجام دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل یہ ہوا کرتا تھا کہ جب کبھی دشمن سے نبرد آزما ہونا ہوتا تو مسلم خواتین اور بچوں کی حفاظت کا انتظام پہلے کرتے' غزوۂ خندق کے موقع پر خواتین اور بچوں کو سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قلعے میں رہنے کا حکم دیا۔ یہ قلعہ انہیں آباؤ اجداد سے ورثے میں ملا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں اور بچوں کی طرف سے بے فکر ہو گئے۔ ان خواتین میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ اس نے ایک دن صبح کے وقت قلعے کے دروازے کی درز سے دیکھا کہ ایک یہودی قلعے کی طرف آ رہا ہے اور اس کے عزائم کچھ اچھے معلوم نہیں ہوتے۔ یہ عظیم اور بہادر خاتون لاٹھی ہاتھ میں پکڑ کر دروازے کی اوٹ میں کھڑی ہوگئی اور اس کی حرکات پر کڑی نگاہ رکھی جونہی وہ دروازے کے قریب آیا تو انہوں نے پورے زور سے لاٹھی اس کے سر پر ماردی جس سے اس کی موت واقع ہو گئی اور لوٹنیاں کھاتا ہوا نشیب میں جا گرا۔ جس سے یہودیوں کو یہ اندازہ ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خواتین اور بچوں کا خاطر خواہ انتظام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیا ہوا ہے۔ اس کے بعد کسی یہودی کو قلعے کی طرف قدم بڑھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ حربی تاریخ میں سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کا یہ ایک انتہائی حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ جس کی وجہ سے دشمن کے دلوں میں ہیبت طاری ہو گئی اور انہیں قلعے کی طرف قدم بڑھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ اس طرح مسلمان خواتین اور بچے بالکل محفوظ رہے۔

---

سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے فرزند ارجمند سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی شادی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نور چشم سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوئی۔ شادی کے وقت ان کے پاس رہنے کے لئے ایک گھر' ایک تلوار' اور ایک گھوڑا تھا۔ گھوڑے کی دیکھ بھال کرنا اور اسے چارہ کھلانا سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے ذمے تھا۔ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ طبیعت کے بڑے غصیلے تھے۔ ایک روز وہ اپنے سر پر چارے کی گٹھڑی اٹھائے پیدل چلی آ رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھتے ہی اپنی اونٹنی بٹھا دی لیکن اس نے شرماتے ہوئے اور اپنے خاوند کی غصیلی طبیعت کی بنا پر پیدل چلنے کو ہی بہتر سمجھا۔

جب سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو انہوں نے فرمایا گٹھڑی سر پر اٹھا کر پیدل چلنے سے تو اونٹنی پر سوار ہونا کہیں بہتر تھا۔

---

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے چار بیٹے ہوئے۔ مصعب بن زبیر عروہ بن زبیر' جعفر بن زبیر اور عبداللہ بن زبیر۔

جب سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے وادی قباء میں پہنچیں تو عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش سے مسلمانوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ کافی عرصے سے مسلمانوں کے ہاں نرینہ اولاد نہیں ہو رہی تھی۔

گھر گھر یہ باتیں ہونے لگیں کہ اب مسلمانوں کے ہاں بیٹوں کا پیدا ہونا بند ہو چکا ہے' لہٰذا یہ اب از خود ختم ہو جائیں گے۔ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوئے تو مسلمانوں کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے۔ رسول اللہ ﷺ بھی نومولود کی خبر سن کر بہت خوش ہوئے۔ اسے گود میں لیا' اہل خانہ کو مبارک باد دی' اپنے دہن مبارک سے اسے گھٹی دی۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کا لعاب دہن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں گیا۔ انہیں یہ ایک ایسی سعادت ملی اس پر جتنا وہ ناز کریں کم ہے۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے فرزند ارجمند جب جوان ہوئے تو وہ علم و فضل، فہم و فراست اور جرأت و شجاعت کے پیکر بنے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اپنے اس بیٹے کے گھر قیام پذیر ہوئیں۔ کیونکہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اسے طلاق دے دی تھی۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ منتقل ہو گئے تھے' اپنی والدہ محترمہ کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ انہوں نے بنوامیہ کی خلافت کو تسلیم نہ کیا بلکہ ان کے مقابلے میں اپنی خلافت کی صدا بلند کی۔ چونکہ لوگ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل' جرأت و شجاعت اور عظمت و جلالت کے معترف تھے' اس لئے اکثریت نے ان کی خلافت کو قبول کر لیا۔ اس طرح سرزمین حجاز کے یہ سربراہ قرار پائے۔ لیکن جب عبدالملک بن مروان تخت نشین ہوا تو اس نے بعض صوبوں پر قبضہ کر لیا۔ اس نے حجاج بن یوسف کو اپنا نمائندہ بنا کر حجاز کی طرف بھیجا۔ اس نے شامی فوجوں کی قیادت کرتے ہوئے مکہ معظمہ کا محاصرہ کر لیا' چاروں طرف سے مکہ معظمہ پر یلغار کر دی۔ گھمسان کا رن پڑا' لڑائی دوبدو شروع ہو گئی' حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آئے' سلام عرض کی۔ وہ اس وقت بخار میں مبتلا تھیں۔ حال پوچھا تو فرمایا بیٹا میں بیمار ہوں۔ عرض کی اماں جان انسان جب فوت ہو جاتا ہے تو اسے آرام آ جاتا ہے۔ اماں جان نے اپنے لاڈلے بیٹے کی بات پر مسکراتے ہوئے فرمایا' میرے لعل جیتے رہو کیا میری موت کی تمنا ہے؟ میں ابھی مرنا نہیں چاہتی' میں تمہارا انجام دیکھنا چاہتی ہوں' تجھے شہادت نصیب ہوئی تو میں صبر کروں گی۔ اس معرکے میں تو نے اگر اپنے دشمن کو پچھاڑ دیا تو مجھے خوشی ہوگی۔

مکہ معظمہ میں حجاج کی فوج کے ساتھ زوردار معرکہ جاری تھا۔ سیدنا عبداللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھی پسپائی اختیار کرنے لگے۔ صورت حال جب زیادہ بگڑ گئی تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اماں جان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھیں۔ عرض کی اماں جان میرے لئے کیا حکم ہے۔ کیا میں ہتھیار پھینک دوں۔ ارشاد فرمایا: بیٹا اگر تم حق پر ہو تو جان کی پرواہ نہ کرو۔ اماں جان سے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر کے میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ فرمایا: بیٹا اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ بکری جب ذبح ہو جاتی ہے تو اس کی کھال اتارنے سے اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ بیٹا قتل کے خوف سے ذلت آمیز صلح کرنا جوانمردوں کو زیب نہیں دیتا۔ اماں جان کی یہ باتیں سن کر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پورے جوش و جذبے سے میدان میں اترے اور لڑتے ہوئے مسلسل آگے ہی بڑھتے چلے گئے۔ چونکہ دشمن زور آور اور تعداد میں زیادہ تھا۔ آخر کار میدان جنگ میں جام شہادت نوش کیا۔ ظالم حجاج نے ان کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا۔ تیسرے دن سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اپنے شہید مظلوم اور عظیم المرتبت بیٹے کے پاس آئیں۔ چونکہ دیکھائی نہیں دیتا تھا اس عمر میں نابینا ہو گئی تھیں۔ لہٰذا کنیز کی مدد سے لاشے کو ہاتھ لگایا اور آہ بھرتے ہوئے کہا: میرے لاڈلے سوار کا گھوڑے سے اترنے کا وقت نہیں آیا؟ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے انتہائی صبر و تحمل سے اس صدمے کو برداشت کیا۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بڑے انہماک سے عبادت کیا کرتی تھیں۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن جب میں گھر آیا تو دیکھا کہ میری بیوی اسماء رضی اللہ عنہا نماز پڑھ رہی ہے۔ اور بار بار یہ آیت پڑھے جا رہی ہے:

﴿ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡنَا وَ وَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوۡمِ ﴾

''تو اللہ نے ہم پر احسان کیا' اور ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچا لیا''۔

یہ پڑھ رہی ہے اور زار و قطار روئے جا رہی ہے۔ میں اسے عبادت میں منہمک دیکھ کر بازار چلا گیا۔ جب واپس گھر آیا تو دیکھا کہ وہ اسی طرح عبادت میں منہمک ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ:

(( اَنَّ عَبدَاللّٰہ بنَ زُبَیرٍ وَ جَعفَر بنَ زُبَیْر بَایَعَا رَسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ عَـلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَھُمَا اینا سبع سنین فلما رأھما رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تبسَّم وَ بَسَطَ یَدَہ فَبَایَعَھُمَا )).

''عبداللہ بن زبیر اور جعفر بن زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی جبکہ ان کی عمر سات سال تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان دونوں کی طرف دیکھا تو مسکرائے اور اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور آپ نے ان دونوں کی بیعت لی''۔

- سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے فرزند ارجمند تھے۔
- سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو سترہ سال کی عمر میں اللہ کی راہ میں تلوار نیام سے نکالنے کا شرف حاصل ہوا۔
- سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے کی تربیت عسکری بنیاد پر کی۔
- سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حواری قرار دیا۔
- سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ میرا جنت میں پڑوسی ہوگا۔
- سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ غصیلی طبیعت کے تھے۔
- سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔ وہ اس طرح کہ آپ کی بیٹی سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے اس کی شادی ہوئی۔
- سیدنا زبیر بن عوامؓ نے تمام جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کے شانہ بشانہ بھرپور حصہ لیا۔
- میدانِ بدر میں مجاہدین میں سے صرف سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس گھوڑے تھے۔
- سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بڑے جری' بہادر اور نڈر جنگجو تھے۔

اللہ ان سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



7

# سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سب سے پہلے اس دروازے سے ایک جنتی شخص داخل ہوگا، تو سعد بن ابی وقاص داخل ہوئے۔ [فرمانِ نبوی ﷺ]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

بخاری اور مسلم شریف میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

(( اِرْمِ فِدَاكَ أَبِی وَ أُمِّی )).

''اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں تیر پھینکئے''۔

ـــــــ O ـــــــ

ترمذی' صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے یہ دعا کی:

(( اَللّٰهُمَّ إِسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ )).

''الٰہی سعد جب تجھ سے دعاء کرے تو اسے قبول فرما''۔

ـــــــ O ـــــــ

المعجم الکبیر طبرانی میں عامر الشعبی سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تیری دعا کو شرفِ قبولیت کب ملا؟ فرمایا: اُحد کے دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تیر چلا رہا تھا۔ تیر کمان میں رکھ کر یہ دعا مانگتا' الٰہی ان کے قدم لڑکھڑا دے' الٰہی ان کے دلوں پر رعب طاری کر دے' الٰہی انہیں تباہ و برباد کر دے۔ تو اس موقعے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

(( اَللّٰهُمَّ اِسْتَجِبْ لِسَعْدٍ )).

''الٰہی! سعد کی دعاء کو قبول کرو''۔

ـــــــ O ـــــــ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مجمع الزوائد میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعا کرتے ہوئے سنا' تو آپ نے فرمایا:

(( اَللّٰھُمَّ اِسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ )).

''الٰہی! سعد جب تجھ سے دعا مانگے تو اس کی دعا کو قبول فرمانا''۔

---

ترمذی میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

(( اِرْمِ اَیُّھَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ )).

''آزاد لڑکے تیر چلاؤ''۔

---

ترمذی اور مستدرک حاکم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

(( ھٰذَا خَالِی فَلْیُرِنی اِمْرَأٌ خَالَهٗ )).

''یہ میرا ماموں ہے' تو کوئی شخص مجھے اپنا ماموں دکھلائے''۔

---

دارقطنی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

(( اِجْلِسْ یَا خَالُ فَاِنَّ الْخَالَ والِدٌ )).

''ماموں بیٹھ جاؤ' بلاشبہ ماموں بمنزلہ والد ہوتا ہے''۔

---

مجمع الزوائد اور المعجم الکبیر طبرانی میں جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

(( اَوَّلَ مَنْ رَمٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلیه وَسَلّم بِسَھْمٍ سَعد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بن اَبی وَقَّاصٍ رضی اللّٰه عنه )).

''سب سے پہلے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر تیر اندازی کی وہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں''۔

---

المعجم الکبیر طبرانی میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

(( کَانَ سَعْدٌ یومَ بدرٍ یقاتل قِتَال الفارس والرّاجل )).

''بدر کے دن سعد رضی اللہ عنہ نے شہسوار اور پیادہ مجاہد کی مانند جنگ لڑی''۔

---

مجمع الزوائد میں عبداللہ بن قیس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(( یَدْخُلُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ من اَھل الجَنَّةِ )).

''اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا''۔

---

مسند امام احمد میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(( اَوَّلُ مَنْ یُدْخُلُ مِن ھذا البَابِ رَجُلٌ مِن اَھل الجَنَّةِ فَدَخَلَ سعد بن ابی وَقاصٍ )).

''سب سے پہلے اس دروازے سے ایک جنتی شخص داخل ہوگا' تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ داخل ہوئے''۔

---

مجمع الزوائد میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے یہ دعا کی الٰہی اس کھانے پر ایک ایسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شخص کو لے آ جس سے تو محبت کرتا ہو اور وہ تجھ سے محبت کرتا ہو اتنے میں میں آپ کے سامنے آ گیا۔

---

المعجم الاوسط طبرانی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھی۔ تو رات کے وقت مجھے خوف آنے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا اندھیری رات میں مجھے ڈر لگتا ہے۔ آپ نے فرمایا ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک ایسے شخص کو ہمارے پاس بھیجے گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ وہ رات بھر ہمارا پہرہ دے گا۔ یہ باتیں ابھی ہو ہی رہی تھیں کہ ہماری طرف ایک سایہ بڑھتا ہوا دکھائی دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی کون ہو؟ اس نے کہا: میں سعد بن ابی وقاص ہوں اور پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیے پر سر رکھ کر سو گئے۔

---

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی مرحلے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ یہ اسلام قبول کرنے کے حوالے سے تقریباً چوتھے نمبر پر تھے۔ اسلام قبول کرنے کے سلسلے میں وہ خود بیان کرتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے سے تین راتیں پہلے میں نے خواب دیکھا کہ میں خوفناک تاریکیوں میں ڈوبا ہوا ہوں۔ میں تاریک اور پر آشوب سمندر میں ہچکولے کھا رہا ہوں' اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چاند جگمگا رہا ہے' میں اس کی طرف لپکا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مجھ سے پہلے کچھ لوگ چاند کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ میں نے غور سے دیکھا تو مجھے زید بن حارثہ' علی بن ابی طالب اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم دکھائی دیئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کب تشریف لائے' انہوں نے بتایا بس ابھی آئے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو مجھے پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طور پر دین کی دعوت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دے رہے ہیں' میں بھانپ گیا کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ اپنے فضل وکرم سے مجھے کفر وضلالت کی تاریکیوں سے نکال کر رشد و ہدایت کی روشنیوں تک پہنچا دیں۔ میں اسی وقت آپ کی تلاش میں چل نکلا۔ محلہ جیاد ایک گھاٹی میں آپؐ سے ملاقات ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر سے فارغ ہو چکے تھے۔ میں نے اسلام قبول کرنے کی تمنا کی۔ آپ نے کمال محبت وشفقت سے مجھے دائرہ اسلام میں داخل کر لیا۔ اس وقت وہی عالی مقام تین حضرات میرے سامنے آئے جنہیں میں نے خواب میں دیکھا تھا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میری والدہ کو میرے اسلام قبول کرنے کا پتہ چلا تو وہ غصہ سے بے قابو ہو گئیں۔

مجھے اپنی والدہ سے بڑی عقیدت اور محبت تھی۔ میں اس کی خدمت اپنے لئے بہت بڑا اعزاز سمجھتا تھا۔ اس نے مجھ سے خفا ہو کر پوچھا: اے سعد! یہ کیسا دین ہے کہ جس نے تجھے اپنے ماں باپ کے دین سے منحرف کر دیا۔ تم اس دین کو چھوڑ دو ورنہ میں ساری عمر کچھ نہ کھاؤں گی اور نہ ہی پانی پیوں گی اور اسی حالت میں میری موت واقع ہو جائے گی۔ غم سے تیرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ ندامت و شرمندگی تیرا مقدر بن جائے گی۔ اور زندگی بھر لوگ تجھے طعنے دیتے رہیں گے۔ یہ اپنی والدہ کا قاتل ہے۔ اس کی وجہ سے اس کی ماں اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔ میں نے اس کی باتیں سن کر کہا امی جان اللہ کے لئے ایسا نہ کرنا' مجھے آپ کے ساتھ والہانہ محبت و عقیدت ہے۔ لیکن یہ دین مجھے آپ سے بھی زیادہ پیارا ہے۔ میں اسے ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ لیکن وہ اپنی ضد پر قائم رہی۔ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ کئی روز اس نے کھائے پیئے بغیر گزار دیئے۔ جس سے اس کا جسم لاغر ہو گیا' ہڈیاں کمزور ہو گئیں۔ میں تھوڑے عرصے کے بعد اس کے پاس جاتا اور التجا کرتا کہ کچھ کھا پی لے' لیکن وہ پہلے سے بھی زیادہ شدت سے انکار کر دیتی اور بڑے وثوق سے کہتی کہ میں مرتے دم تک نہ کچھ کھاؤں گی اور نہ پانی پیوں گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہاں اگر تجھے میری زندگی عزیز ہے تو میری ایک ہی شرط ہے تو اس دین کو چھوڑ دے۔ جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو میں نے پوری وضاحت کے ساتھ کہہ دیا: امی جان بلاشبہ مجھے آپ سے محبت ہے۔ لیکن آپ سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول علیہ السلام مجھے محبوب ہیں۔ اللہ کی قسم تیرے جسم میں ہزار جان بھی ہو اور وہ قفس عنصری سے پرواز کر جائے' تب بھی میں اپنے اس دین کو نہیں چھوڑوں گا۔

جب ماں نے میرا یہ پختہ عزم دیکھا تو اسے یقین آ گیا کہ میں اس نازک ترین صورت حال سے متاثر ہو کر اپنا دین قطعاً نہیں چھوڑوں گا۔ تو اس نے بادل نخواستہ کھانے کے چند لقمے لئے اور تھوڑا سا پانی پیا۔ یہ منظر دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیت نازل کر دی:

﴿ وَ إِن جَاهَدَاكَ عَلَى أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ﴾ [سورہ لقمان : ۱۵]

''اور اگر وہ دونوں تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتے رہنا''۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کو بہت تقویت ملی۔

غزوۂ بدر میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بھائی عمیر رضی اللہ عنہ ابھی بچہ تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کا معائنہ کیا تو عمیر رضی اللہ عنہ اس اندیشے کی بنا پر چھپ گئے تاکہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بچہ سمجھ کر واپس نہ کر دیں' اس طرح میں جہاد میں حصہ لینے سے محروم ہو جاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ جب اس پر پڑی تو آپ نے اسے چھوٹا بچہ ہونے کی بنا پر واپس کر دیا۔ یہ فیصلہ سن کر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے رونا شروع کر دیا' رسول اللہ ﷺ نے جب اس کی آہ و زاری دیکھی تو اس پر ترس آ گیا اور اسے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت دے دی۔ جب اسے اجازت ملی تو وہ بہت خوش ہوا۔ اس کا بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھی چھوٹے بھائی کو جہاد میں شرکت کی اجازت ملنے پر بہت زیادہ خوش ہوا' اپنے ہاتھ سے اس کے کندھے پر تلوار لٹکائی لیکن وہ میدان جہاد میں شہید ہو گیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے چھوٹے شہید بھائی کو اپنے ہاتھوں سے میدانِ بدر میں دفن کیا۔

———O———

جنگ احد میں جب درہ خالی ہو جانے کی وجہ سے دشمن نے مسلمانوں پر یلغار کر دی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس چند صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہی رہ گئے۔ باقی اِدھر اُدھر بکھر گئے۔ اس نازک ترین موقع پر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے کمال جرأت' شجاعت اور مہارت سے تیر اندازی کی کہ دشمنوں میں جس کے تیر لگتا وہ وہیں ڈھیر ہو جاتا۔ اس میدان میں ان کا کوئی نشانہ بھی خطا نہ گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ماہرانہ تیر اندازی دیکھی تو اسے حوصلہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''سعد تیر اندازی جاری رکھو' میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں''۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ساری عمر اس بات پر فخر کرتے رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں فداك اُمّی و اَبی کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ میرے علاوہ کسی کے لئے یہ الفاظ استعمال نہیں کئے' مجھے اپنے اس اعزاز پر ناز ہے۔

———O———

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس دشمن کو زیر کرنے کے لئے دو ہتھیار تھے' ایک تیر اور دوسرا دعا۔ ان کے تیر کا نشانہ کبھی خطا نہ گیا۔ جنگ اُحد میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جتنے آپ نے تیر چلائے وہ ٹھیک نشانے پر لگے' دشمن کو تاک کر جس جگہ کا نشانہ لیتے تیر سیدھا وہیں جا کر لگتا' جنگ میں اس کی ترکش سے تمام تیر ختم ہو چکے تھے۔ جنگ کے دوران ایک خطرناک دشمن سامنے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سعد اس پر تیر چلاؤ' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تیر ختم ہو چکے تھے' انہوں نے حکم پا کر زمین پر ادھر ادھر تیر ڈھونڈا' بالآخر زمین پر ایک ٹوٹا ہوا پڑا ملا' وہی اپنی کمان میں رکھ کر چلا دیا' جو سیدھا اس کی پیشانی میں جا کر پیوست ہو گیا' اور وہ لڑکھڑاتا ہوا دھڑام سے زمین پر گرا اور دیکھتے ہی دیکھتے واصل جہنم ہو گیا۔

اسی طرح ایک اور تیر زمین پر پڑا دکھائی دیا' اسے اٹھا کر دشمن کی گردن کا نشانہ لے کر چلایا جو سیدھا اس کی گردن میں جا کر پیوست ہو گیا' اور تیر لگتے ہی اس کی زبان لٹک گئی۔ چشم زدن میں وہ بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں دعا کی تھی:

''الٰہی! سعد کے تیر کو سیدھا رکھنا اور اس کی دعا کو قبول کرنا''۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی دعا بھی بڑی تیز بہدف ہوتی۔ ان کے بیٹے عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ابا جان نے ایک شخص کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ' سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتے ہوئے سنا تو آپ نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا' لیکن وہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا۔ آپ نے غصے سے کہا: باز آ جاؤ ورنہ میں تیرے خلاف بد دعا کروں گا۔ وہ یہ سن کر کہنے لگا: جاؤ میاں جو کرنا ہے کر لو' آ گئے بڑے بد دعا کرنے والے' دھمکی تو اس طرح دے رہے ہو جیسے کوئی پیغمبر ہو۔ آئے بڑے بد دعا دینے والے۔ اس کی کڑوی کسیلی باتیں سن کر آپ واپس آئے' وضو کیا اور دو رکعت نماز کر کے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی۔ الٰہی تو جانتا ہے کہ یہ شخص ایسے پاکباز لوگوں کو گالیاں دے رہا ہے جن کی نیکیوں سے تو راضی ہے۔ الٰہی تو اس شخص کو دوسرے لوگوں کے لئے عبرت بنا دے۔ ابا جان ابھی دعا سے فارغ ہوئے ہی تھے' کہ ایک اونٹنی رسی تڑا کر بھاگتی ہوئی لوگوں کے ہجوم میں داخل ہوئی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان میں سے ایک شخص کے سر کو اپنے منہ میں دبوچ کر اوپر اٹھایا اور اسے جھٹکے دینے لگی جس سے اس کی گردن کا منکا ٹوٹ گیا۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے لقمہ اجل اور نشان عبرت بن گیا۔ لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ وہی شخص تھا جو جنت کی بشارت پانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تھوڑی دیر پہلے برا بھلا کہہ رہا تھا۔ اور ابا جان نے اس کے خلاف بددعا کی تھی کہ الٰہی اسے دوسرے لوگوں کے لئے عبرت بنا دے۔ واقعی وہ دیکھتے ہی دیکھتے عبرت کا نشان بن گیا۔

---

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بڑے مالدار اور صاحب جائداد تھے۔ حجۃ الوداع میں یہ بیمار ہو گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تیمارداری کے لئے تشریف لائے تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مالدار ہوں' میرے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا بہت کچھ ہے' کیا میں اپنے مال کا دو تہائی اللہ کی راہ میں دے دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! دو تہائی بہت زیادہ ہے۔ عرض کی آدھا مال اللہ کی راہ میں دے دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں آدھا بھی زیادہ ہے۔ پھر عرض کیا' ایک تہائی یعنی پورے کا تیسرا حصہ اللہ کی راہ میں دے دوں۔ آپ نے فرمایا ہاں تیسرا حصہ بہت کافی ہے۔ اے سعد! یاد رکھو وارثوں کو مالدار چھوڑ کر دنیا سے جانا' اس سے کہیں بہتر ہے کہ انہیں مفلس و کنگال چھوڑ کر جائے' اور وہ لوگوں سے دست سوال دراز کرتے پھریں' ان کی بیماری دن بدن پیچیدہ ہوتی چلی جا رہی تھی۔ انہیں مدینہ منورہ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ ان کی دلی خواہش یہ تھی کہ موت مدینہ منورہ میں آئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بے چینی و اضطراب دیکھ کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا' اور تین مرتبہ یہ دعا کی۔

الٰہی سعد کو شفا عطا فرما۔ آپ کا یہ دعا کرنا تھا کہ بیماری کافور ہو گئی۔ اس کے بعد لمبی زندگی پائی اور اسلام کی سربلندی کے لئے بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دن یہ بشارت بھی دی' اے سعد! تم اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وقت تک فوت نہیں ہو گے جب تک تیرے ذریعے ایک قوم کو فائدہ اور ایک قوم کو نقصان نہیں ہو گا۔ آپ کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی' عجم کو ان کے ہاتھوں نقصان اٹھانا پڑا اور عربوں کو خاطر خواہ فائدہ ہوا۔ صحت یاب ہونے کے بعد انہوں نے اور شادیاں بھی کیں جن سے کثیر اولاد ہوئی' ان کے چونتیس بیٹے بیٹیاں ہوئے۔

———O———

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ خشیت الٰہی سے بہت زیادہ رویا کرتے تھے' جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ سنتے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں تشریف فرما تھے' آپ نے اوپر دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آ رہا ہے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس خوش نصیب کو دیکھنے کے مشتاق ہوئے' اتنے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کافی دیر تک ٹکٹکی لگا کر اسے دیکھتے رہے۔ کہ یہ کس قدر خوش نصیب ہے کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔

———O———

تاریخ اسلام میں جنگ قادسیہ کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ یہ مشہور و معروف جنگ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایران میں لڑی گئی' اس کے لئے خلیفۃ المسلمین نے ایک لاکھ مجاہدین کا لشکر تیار کیا اور اس کا سپہ سالار سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گی۔ لیکن آپ نے کمان سنبھالتے ہی ایک لاکھ میں سے صرف تیس ہزار مجاہدین کا انتخاب کیا' جو ان کے معیار پر پورے اترتے تھے اور ہر طرح کے ہتھیاروں سے لیس تھے۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم پھوڑے پھنسیوں سے بھر گیا' آپ گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے تھے۔ آپ اگرچہ بذاتِ خود اس لڑائی میں شریک نہ ہوئے لیکن بالائی جگہ پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بیٹھ کر باقاعدہ اسلامی فوج کو ہدایات جاری کرتے رہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے لشکر اسلام کو فتح و کامرانی سے ہمکنار کیا۔ ایرانی فوج کا مشہور و معروف کمانڈر رستم مارا گیا' جس کی وجہ سے ایرانی فوج کے حوصلے پست ہو گئے۔

لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی' لڑائی کے دوران دربار خلافت سے بھی باقاعدہ رابطہ قائم رہا اور سیدنا فاروق اعظم وقتاً فوقتاً لشکر اسلام کے سپہ سالار کو ہدایات ارسال کرتے رہے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے لڑائی سے پہلے ایک وفد تشکیل دے کر شاہِ ایران کے دربار میں بھیجا' اس وفد نے دربار میں پہنچ کر شاہِ ایران سے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس لئے منتخب کیا ہے کہ اس کی مخلوق کو بت پرستی کی دلدل سے نکال کر توحید کے صاف شفاف چشمے کی طرف لے آئیں۔ دنیا کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر علم کی روشنی کے حوالے کر دیں۔ عوام الناس کو ظالم حکمرانوں کے چنگل سے نکال کر اسلام کے عدل و انصاف سے فیضیاب ہونے کے مواقع فراہم کریں۔ جو ہماری دعوت قبول کرے گا۔ ہم اسے کچھ نہیں کہیں گے اور نہ اس کا علاقہ ہم اپنے قبضے میں لیں گے بلکہ وہاں کا انتظام و انصرام ہی انہی لوگوں کے سپرد کر کے ہم واپس لوٹ جائیں گے۔ لیکن جس نے ہماری اس دعوت کو ٹھکرایا اس سے ہمارا اعلان جنگ ہے اور یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک اللہ کے نظام کو اس زمین پر نافذ نہ کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا کیا ہوا وعدہ ہم حاصل نہ کر لیں۔

شاہِ ایران نے بڑے تعجب سے پوچھا' اللہ تعالیٰ نے تم سے کیا وعدہ کر رکھا ہے۔ وفد کے سربراہ نے شاہانہ انداز میں جواب دیا:

> ''ہمارے شہداء کے لئے جنت اور زندہ بچ جانے والوں کے لئے سربلندی و سرفرازی''۔

اور ساتھ ہی امیر وفد نے شاہ ایران سے یہ بھی کہا: ''اگر تم اسلام قبول نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرتے تو ہم تمہیں آگاہ کر دینا چاہتے ہیں کہ مستقبل قریب میں یہ ملک ہمارے قبضے میں ہوگا۔ تمہارا تخت و تاج چھن جائے گا''۔

یہ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ قصہ ماضی بن جائیں گے۔ شاہِ ایران کو اس گفتگو کا ہر جملہ یوا محسوس ہوا جیسے زہر میں بجھا ہوا تیر اس کے کلیجے میں پیوست ہو رہا ہے۔

شاہِ ایران نے غضب آلود نگاہوں سے دیکھتے ہوئے گرجدار آواز میں دربان کو اپنے پاس آنے کا حکم دیا۔ وہ شاہی آداب بجا لاتے ہوئے حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کیا حکم ہے میرے آقا۔

شاہِ ایران نے حکم دیا کہ فوری طور پر باہر سے مٹی لاؤ۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مٹی شاہِ ایران کی خدمت میں پیش کی گئی' اس نے بڑے ہی توہین آمیز انداز میں مٹی وفد پر اچھال دی۔

عمرو بن معدی کرب نے اپنی چادر پھیلا کر ساری مٹی اس پر روک لی۔ اور اسے لپیٹ کر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے مبارک باد دی کہ شاہِ ایران نے اپنے ملک کی مٹی ہماری جھولی میں ڈال دی ہے۔

اس کے بعد جنگ شروع ہوئی' زوردار مقابلہ ہوا لیکن فتح و نصرت لشکر اسلام کو نصیب ہوئی۔ ایرانی فوج نے خطرناک ہاتھیوں کو میدان میں اتارا' یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے قبیلہ اسد کو اس مہم کو سر کرنے کے لئے حکم دیا تو قبیلہ بنو اسد کے نوجوان جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر دیوانہ وار میدان میں اترے اور ان ہاتھیوں پر پل پڑے' اپنی تیز تلوار سے ان کے سونڈ کاٹ دیئے۔ جس سے ہاتھی بدحواس ہو کر ایرانی لشکر کو روندتے ہوئے بھاگنے لگے۔

ایرانی فوج کے بیشتر جرنیل تہہ تیغ ہوئے۔ دشمن فوج کے گھوڑوں کو خوف زدہ کرنے کے لئے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی تجویز کے مطابق اونٹوں کو کالے رنگ کے برقعے پہنا کر میدان میں اتارا گیا تو یہ خوفناک منظر دیکھ کر ایرانی فوج کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گھوڑے اپنے سواروں سمیت میدان سے بدکنے لگے۔ یہ تجویز جنگی اعتبار سے بڑی کارگر ثابت ہوئی' میدان کارزار میں لشکر اسلام کو غلبہ حاصل ہوا۔

---

جنگ قادسیہ میں فتح حاصل کرنے کے بعد لشکر اسلام نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مدائن کی طرف پیش قدمی کی' لیکن راستے میں دریائے دجلہ واقع تھا۔ مجاہدین اسلام نے اللہ کا نام لے کر اپنے گھوڑے دریا میں اتار دیئے' یہ منظر دیکھ کر دشمن فوج سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ نکلی کہ یہ تو دیو ہمیں نگل جائیں گے۔ دریا کی گہرائی بھی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکی۔ اس طرح مدائن شہر بغیر جنگ کئے مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ یہاں سے وافر مقدار میں مال غنیمت میسر آیا' جو دار الخلافہ مدینہ منورہ پہنچا دیا گیا۔ مدائن چونکہ عراق کا مرکزی شہر تھا یہ شہر فتح ہونے سے پورا عراق فتح ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عراق کا گورنر بنا دیا۔

---

جب آپ کی عمر اسی برس کی ہوئی' آپ اس وقت گھر میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہے تھے کہ موت کا پیغام آ گیا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند بیان کرتے ہیں کہ ابا جان کا سر میری گود میں تھا' آنکھیں تاڑے لگی ہوئی تھیں۔ میں یہ منظر دیکھ کر رونے لگا۔ انہوں نے فرمایا' بیٹا کیوں رو رہے ہو' مطمئن رہو یقیناً اللہ مجھے عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا۔ میں اللہ کے فضل و کرم سے جنت میں جاؤں گا' کیونکہ اپنے جنتی ہونے کی بشارت میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی ہے۔ پھر انہوں نے ایک الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں ایک چادر پڑی ہے یہ بابرکت چادر میں نے سنبھال کر رکھی ہے' غزوہ بدر کے دوران یہ چادر میں نے اپنے جسم پر لپیٹی ہوئی تھی' یہ چادر میرے کفن میں شامل کر دینا اگرچہ پرانی ہے لیکن کوئی بات نہیں' یہ چادر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بڑی بابرکت ہے' میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ تاریخی اور بابرکت چادر میرے ساتھ قبر میں جائے' یہ کہا اور پاکیزہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی' اس طرح لسانِ رسالت سے جنت کی بشارت پانے والا جلیل القدر صحابی اپنی عمر کی اسّی بہاریں دیکھ کر اپنے اللہ کو پیارا ہو گئے۔ باقی رہے نام صرف اللہ کا۔

اِنَّا لِلّٰه وَ اِنَّا اِلَیْه رَاجِعُوْن.

——O——

- سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا' یہ میرا ماموں ہے' کوئی اس جیسا اپنا ماموں مجھے دکھلائے۔
- سیدنا ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو آپ نے زندگی میں جنت کی بشارت دی
- سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بڑے ماہر تیر انداز تھے۔ ان کا کوئی نشانہ خطا نہیں جاتا تھا۔
- سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا کی تھی کہ الٰہی اس کے تیر کو سیدھا رکھنا اور اس کی دعا کو قبول کرنا۔
- سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو ماں نے شدت غم سے کھانا پینا چھوڑ دیا اور یہ اعلان کر دیا کہ جب تک میرا بیٹا دوبارہ اپنا آبائی دین قبول نہیں کرے گا میں نہ کچھ کھاؤں گی اور نہ پیوں گی۔

ماں کی حالت زار دیکھ کر سعادت مند بیٹے نے بہت جتن کیے کہ کچھ کھا پی لے' لیکن ماں نے صاف انکار کر دیا اور کھانے پینے کے لئے یہ شرط لگا دی کہ تم اسلام کا دامن چھوڑ دو تو بیٹے نے اس نازک ترین موقع پر کہا: اماں جان مجھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ سے بے پناہ محبت اور عقیدت ہے لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ سے کہیں زیادہ محبت ہے۔ آپ کے جسم میں ایک ہزار جان بھی ہو اور وہ ایک ایک کر کے نکل جائے تب بھی میں دین اسلام کو ترک نہیں کروں گا۔

- سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو میدانِ احد میں تیر چلاتے ہوئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا: سعد میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں تم تیر چلاؤ۔
- سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کے موقع پر بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر شفا کی دعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمادی۔
- سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مالدار اور صاحب جائداد صحابیؓ تھے۔
- خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جنگ قادسیہ کے لئے لشکر اسلام کا سپہ سالار سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو نامزد کیا۔ اور اس میں انہیں کامیابی وکامرانی نصیب ہوئی۔
- سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مدائن کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے راستے میں دریائے دجلہ کو عبور کرنے کے لئے لشکر اسلام کو اپنے گھوڑے پانی میں اتارنے کا حکم دے دیا۔
- دریائے دجلہ کی گہرے پانیوں میں گھوڑوں کی پیش قدمی کو دیکھ کر دشمن فوج مرعوب ہو کر بھاگ نکلی اور مدائن بغیر لڑائی کے فتح ہو گیا۔
- خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عراق کا گورنر نامزد کر دیا۔
- سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی عمر کی اسّی بہاریں دیکھ کر مدینہ منورہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں واقع اپنے عقیق محل میں وفات پائی۔

✪ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق ان کے کفن میں اس چادر کو بھی شامل کیا گیا جو انہوں نے میدان بدر میں اپنے جسم پر لپیٹ رکھی تھی۔

یہ اپنے اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



8

# سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



★ الٰہی عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے چشمے سے پانی پلانا۔ [فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

★ میں نے عبدالرحمان بن عوف کو دیکھا کہ وہ گھٹنوں کے بل جنت میں داخل ہو رہا ہے۔ [فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ

ترمذی شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف سے یہ کہا:

(( سَقَى اللّٰه أَبَاكَ مِن سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ )).

''اللہ تیرے باپ کو جنت کے چشمے سے پانی پلائے''۔

---

ترمذی شریف میں ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں:

(( اَوصَى عبدالرحمان بن عوف بحدِيقَة لامهات المومنين بِيعَتُ بَارَبعمائة الف )).

''عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے امہات المومنین کی خدمت کے لئے ایک باغیچے کی وصیت کی جو چار لاکھ میں بیچا گیا تھا''۔

---

المعجم الاوسط طبرانی میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( خِيَارُكُمْ خَيرُكم لنسائى مِنْ بَعدِى )).

''تم میں سے بہتر وہ ہے جو میرے بعد میری بیویوں سے بہتر سلوک کرے''۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی وصیت کی۔

---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسند امام احمد میں ام المومنین سیدہ ام سلمۃ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے فرمایا: میرے بعد جو تم سے حسن سلوک سے پیش آئے اور تمہاری ضروریات کا خیال رکھے گا وہ سچا اور نیک دل ہے اور ساتھ ہی اس کے حق میں یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِسْقِ عبدالرحمان بن عوفٍ من سلسبیل الجَنَّۃِ.

''الٰہی عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے چشمے سے پانی پلا''۔

---

المعجم الاوسط طبرانی میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تمہاری خدمت صبر کرنے والے لوگ کریں گے۔ اور ساتھ ہی یہ دعا بھی کی:

سَقَی اللّٰہ عبدالرحمان بن عوف من سَلْسبیل الجنۃ.

''اللہ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے چشمے سے پانی پلاتا''۔

---

مجمع الزوائد اور المعجم الکبیر طبرانی میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں' ایک دفعہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

(( یَا خَالِدُ لِمَ تُؤْذِی رَجُلاً من اهل بدرٍ لو اَنْفَقْتَ مِثْلَ احدٍ ذَهَبًا لَمْ تُدْرِكْ عَمَلَهٗ )).

''اے خالد! تو ایک ایسے شخص کو کیوں تکلیف دیتا ہے جو اہل بدر سے ہے' اگر تو احد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دے پھر بھی اس کے عمل کو نہیں پہنچ سکتا''۔

مسند امام احمد' مجمع الزوائد اور مسند ابویعلی میں حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی ضرورت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لئے تشریف لے گئے' نماز کا وقت ہو گیا تو عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے امامت کرائی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور لوگوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھی' جب سلام پھیرا تو آپؐ نے فرمایا:

(( اَصَبْتُمْ وَ اَحْسَنْتُمْ )).

''تم نے درست کیا اور اچھا کیا''۔

---

المعجم الاوسط طبرانی میں بسرۃ بنت صفوان سے مروی ہے کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے کون شادی کر رہا ہے؟ میں نے بتایا کہ فلاں' فلاں اور عبدالرحمان بن عوف اس سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں' آپ نے فرمایا:

(( اَنْكِحُوْا عَبدالرحمان بن عوف رضی اللّٰه عنه فانه سيد المسلمين وَ خيارَهُم )).

''عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی شادی کرا دو وہ مسلمانوں کا سردار اور ان سب سے بہتر ہے''۔

---

مسند امام احمد اور مجمع الزوائد' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں' فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( قَدْ رائيتُ عبدالرحمان بن عوفٍ يَدخل الجنة حَبوًا )).

''کہ میں نے عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھٹنوں کے بل جنت میں داخل ہو رہا ہے''۔

---

تاریخ ابن عساکر میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( كَفَاكَ اللّٰهِ اَمْرَ دُنْيَاكَ فَاَمَّا آخرَتُكَ فَاَنَا لَها ضامِنٌ )).

''اللہ تیری دنیا کے معاملے میں کافی ہو۔ رہا تیری آخرت کا معاملہ تو میں اس کا ضامن ہوں''۔

---

تاریخ ابن عساکر میں معتمر بن سلیمان اپنے باپ سے اور وہ حضرمی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کی' اس کی آواز بڑی پرسوز تھی' عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے علاوہ مجلس میں بیٹھے تمام لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا:

(( اِنْ لَمْ يَكُنْ عبدالرحمان بن عَوفِ رضى اللّٰه عنه فَاضَتْ عينُهٗ فَقَدْ فَاضَ قَلْبُهٗ )).

''اگرچہ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی آنکھ نہیں روئی تو اس کا دل رویا ہے''۔

---

المعجم الکبیر طبرانی میں حارث انصاری سے مروی ہے' کہتے ہیں غزوۂ اُحد کے دوران نبی کریم ﷺ نے پہاڑ کی ایک گھاٹی میں مجھ سے پوچھا' کیا تو نے عبدالرحمان بن عوف کو دیکھا ہے' میں نے عرض کی ہاں میں نے اسے پہاڑ پر دیکھا کہ مشرکین اس پر حملہ آور ہیں' میں نے اسے مشرکین سے بچانے کا ارادہ کیا تو میری نظر آپ پر پڑی' لہٰذا میں ادھر آ گیا' آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا:

(( أَمَا اِنَّ الملائكة لَتُقَاتِلُ مَعَهٗ )).

''فرشتے اس کی مدد کے لئے لڑتے ہیں''۔

حارث کہتے ہیں کہ جب میں عبدالرحمان بن عوف کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ سات لاشیں وہاں اس کے اردگرد پڑی ہیں۔ میں نے کہا ان سب کو آپ نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا ان دو کو تو میں نے قتل کیا باقی لوگوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جنہوں نے قتل کیا ہے' میں نے انہیں دیکھا نہیں۔ میں نے یہ سن کر کہا: اللہ کے رسول نے سچ کہا' واقعی فرشتے ان کی مدد کے لئے لڑتے تھے۔

---

تاریخ ابن عساکر میں عبداللہ بن دینار اسلمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو انہوں نے سنا اس کی روشنی میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔

---

تاریخ ابن عساکر میں ابراہیم بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ مجھے یہ پتا چلا کہ جنگ احد میں حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو اکیس زخم لگے' ان کی ٹانگ پر بھی گہرا زخم لگا' جس کی وجہ سے وہ لنگڑا کر چلتے تھے۔

---

سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دو روز بعد ہی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔ انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد تمام تر سختیاں انتہائی صبر وتحمل سے برداشت کیں۔ یہ ان مہاجرین میں شامل تھے جنہوں نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کا سفر اختیار کیا تھا۔ حبشہ سے واپس آنے کے بعد جب قریش مکہ نے مسلمانوں کا عرصہ حیات تنگ کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تو سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں شامل تھے۔

مدینہ منورہ میں حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان دینی اخوت کا رشتہ قائم کیا' جب یہ آپس میں دینی بھائی قرار دیے گئے تو سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے اپنے دینی بھائی حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا' بھائی جان میں اہل مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں' میرے دو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



باغ ہیں اور دو بیویاں ان میں سے جو باغ آپ کو پسند ہے میں اسے آپ کے نام ہبہ کر دیتا ہوں' میں ایک بیوی کو طلاق دے دیتا ہوں' آپ اس سے نکاح کر کے اپنا گھر بسا لیں۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ پیش کش سن کر فرمایا: اللہ آپ کے اہل وعیال اور مال ودولت میں برکت عطا کرے' آپ مجھے منڈی کا پتہ بتا دیں' میں وہاں محنت کر کے کماؤں گا۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف نے مدینہ منورہ کی منڈی میں تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور اس کے کاروبار میں اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ برکت عطا کی' تھوڑے ہی عرصے میں اس کے پاس اچھی خاصی رقم جمع ہو گئی۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان سے عطر کی مہک آ رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ خوشبو کیسی ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے شادی کر لی ہے۔ آپؐ نے دریافت کیا کہ بیوی کو کتنا مہر دیا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ رضی اللہ عنہ میں نے اسے سونے کی ایک ڈلی دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی ذبح کرو' اللہ تعالیٰ تیرے مال ودولت میں برکت عطا کرے''۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دنیا مجھ پر فریفتہ ہے' میں ایک پتھر بھی اٹھاتا ہوں تو اس کے نیچے سے سونا اور چاندی ہاتھ لگتا ہے۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے مقابلے میں آنے والے عمیر بن عثمان بن کعب کا تلوار سے سر قلم کر دیا۔

جنگ اُحد میں حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے جسم پر اکیس گہرے زخم لگے' ایک زخم ٹانگ پر لگا جس کی وجہ سے ساری عمر لنگڑا کر چلتے رہے۔

سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں دل کھول کر مال دیا' ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر ترتیب دیا اور یہ اعلان کیا کہ میں لشکر روانہ کرنا چاہتا ہوں' لہٰذا جہاد فنڈ میں چندہ دو۔ یہ اعلان سنتے ہی حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے گھر گئے اور واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہو کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عرض کی یا رسول اللہ ﷺ گھر میں چار ہزار دینار تھے' ان میں سے دو ہزار جہاد فنڈ کے لئے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں قبول کیجئے۔ اور دو ہزار دینار گھر کے اخراجات کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: جو تو نے اللہ کی راہ میں پیش کئے وہ اللہ قبول فرمائے اور جو اہل و عیال کے لئے گھر میں چھوڑ آئے اللہ تعالیٰ ان میں برکت عطا کرے۔

———O———

۹ ھ ہجری کو رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے جہاد کا اعلان کیا' مقام تبوک پر پہنچ کر شامی فوج کا مقابلہ کرنا تھا' سفر بڑا کٹھن' طویل اور دشوار گزار تھا' حالات بڑے تنگ تھے۔ موسم بڑا گرم تھا۔ تبوک کے لئے روانہ ہونے والے لشکر کو رسول اللہ ﷺ ''جیش العسرۃ'' کا نام دیا یعنی لشکر تنگ حال' رسول اللہ ﷺ نے جہاد فنڈ کے لئے اعلان کیا۔ سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر مالی تعاون میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ عبدالرحمان بن عوف نے آج گھر کا سارا اثاثہ جہاد کے لیے رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں لا کر رکھ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی یہ محسوس ہوا تو آپ نے فرمایا عبدالرحمان گھر والوں کے لیے کچھ باقی رہنے دیا ہوتا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اہل اعیال کے لیے اس سے بہتر مال چھوڑ آیا ہوں آپ نے پوچھا کتنا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ نے وعدہ نہیں کیا کہ جو اس کی راہ میں خرچ کرے اللہ اسے دوگنا عطا فرمائیں گے۔

واقعی اس نے رسول اللہ ﷺ کا اعلان سنتے ہی گھر کا سارا سامان جہاد کے لیے پیش کر دیا۔

———O———

غزوہ تبوک کے لیے لشکر اسلام روانہ ہوا راستے میں ایک جگہ نماز کا وقت ہوا رسول اللہ ﷺ اپنی ضرورت کے لیے باہر تشریف لے گئے واپسی میں تاخیر ہو گئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تو حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے امامت کے فرائض سرانجام دیے جب ایک رکعت ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے اور ایک رکعت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی امامت میں ادا کی سلام پھیرا تو آپ نے ارشاد فرمایا: آپ لوگوں نے بہت اچھا کیا کہ بروقت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ادا کر لی۔ یہ اعزاز حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی امامت میں نماز ادا کی۔ سبحان اللہ یہ کتنا بڑا اعزاز ہے یہ کتنے بڑے نصیب کی بات ہے۔

———○———

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ امہات المومنین کی بہت زیادہ خدمت کیا کرتے تھے۔ جب ان میں سے کوئی حج کے لئے جانا چاہتی تو اس کے لئے سواری کا انتظام کرتے' آرام دہ ہودج تیار کرواتے' خود سفر میں ساتھ جاتے۔ راستے میں جہاں پڑاؤ کرنا ہوتا وہاں قیام کے لئے انتظام کرتے۔ امہات المومنین حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے حسن سلوک سے بہت متاثر تھیں اور وہ ان کے حق میں دعا کرتیں۔

———○———

ایک دفعہ مدینہ منورہ میں حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کا تجارتی قافلہ داخل ہوا' تو وہ سات سو اونٹنیوں پر مشتمل تھا۔ سب کی سب اونٹنیاں مال و متاع سے لدی ہوئی تھیں۔ اتنے بڑے قافلے سے مدینہ منورہ کی فضا میں تھرتھراہٹ پیدا ہو گئی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تھرتھراہٹ محسوس ہوئی تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے۔ آپ کو بتایا گیا کہ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کا تجارتی قافلہ ہے۔ یہ سن کر بہت خوش ہوئیں اور یہ دعا کی:

''الٰہی! جو کچھ تو نے اسے دنیا میں دیا ہے اس میں برکت عطا فرما' اور آخرت میں اسے اس سے بڑھ کر اجر و ثواب عطا کرنا''۔

———○———

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک دفعہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک زمین کا ٹکڑا چالیس ہزار دینار میں فروخت کیا اور یہ ساری رقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے خاندان بنی زُہرہ، مدینہ منورہ کے مساکین اور امہات المومنین میں بانٹ دی، جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس کا حصہ پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ یہ رقم کس نے بھیجی ہے۔ انہیں بتایا گیا کہ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے، تو آپؓ نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میرے بعد صبر کرنے والا تمہاری خدمت بجالائیں گے۔

پھر فرمانے لگیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ جنت میں گھٹنوں کے بَل داخل ہوں گے۔

---

ایک دفعہ مدینہ منورہ میں حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کا تجارتی قافلہ جو سات سو اونٹنیوں پر مشتمل تھا داخل ہوا، تجارتی قافلے کے پڑاؤ کرنے سے پہلے کسی نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے لئے جنت کی بشارت کی خبر دی ہے۔ یہ سن کر خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، فوراً سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اماں جان کیا آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے جنتی ہونے کے بارے میں خود سنا ہے۔

فرمایا ہاں! میں نے خود سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے جنت کی بشارت دی ہے۔

یہ سن کر بہت زیادہ خوش ہوئے اور عرض کی اماں جان گواہ رہنا، میں نے اس خوشی میں یہ سات اونٹنیاں جو مال سے لدی ہوئی ہیں اللہ کی راہ میں پیش کر دیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان العظیم۔

---

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے جس دن سے اپنے جنتی ہونے کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بشارت سنی اور زیادہ دل کھول کر اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا شروع کر دیا۔ وفات سے پہلے اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جنگ بدر میں حصہ لیا' ان میں سے جو زندہ ہیں ان میں سے ہر ایک کو میرے مال میں سے چار سو دینار ادا کئے جائیں' اس طرح ان کی وصیت کے مطابق تقریباً ایک سو بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کو چار سو دینار فی کس کے حساب سے دیا گیا۔ اور انہوں نے اپنی وصیت میں یہ بھی لکھوایا کہ میری جائیداد کا وافر حصہ امہات المومنین کی خدمت کے لئے صرف کیا جائے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اکثر و بیشتر ان کے حق میں یہ دعا کیا کرتی تھیں:

"الٰہی! عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے سلسبیل چشمے سے پانی پلانا"۔

---

ایک دفعہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا' آپ کا روزہ تھا' افطاری کا وقت قریب تھا۔ عمدہ کھانا دیکھ کر فرمانے لگے: وہب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے' وہ مجھ سے کہیں افضل تھے' لیکن اس کے کفن کے لئے کپڑا ایسا میسر آیا کہ اگر ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے' پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا' اس کے بعد ہمارے پاس مال و دولت کی فراوانی ہو گئی' مجھے اندیشہ ہے کہیں دنیا میں ہی ہمیں نپٹا نہ دیا گیا ہو' اور آخرت میں ہم محروم رہ جائیں۔ یہ کہا اور زار و قطار رونے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو زندگی میں جنت کی بشارت دے دی۔ جب فوت ہوئے تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں حضرت سعد بن ابی وقاص

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رضی اللہ عنہ نے اسے لحد میں اتارا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے خراج تحسین پیش کیا۔

---

- سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ مالدار صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔
- سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے مقابلے میں آنے والے دشمن عمیر بن عثمان بن کعب کا سر قلم کیا۔
- سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے میدان اُحد میں تقریباً اکیس گہرے زخم کھائے' ان میں سے ایک زخم ٹانگ پر لگا جس کی وجہ سے عمر بھر لنگڑا کر چلتے رہے۔
- سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی اپنے جنتی ہونے کی بشارت سنی تو اس خوشی میں مال سے لدی ہوئی سات اونٹنیاں اللہ کی راہ میں دے دیں۔
- سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے موقع پر گھر کا سارا اثاثہ جہاد کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔
- سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ امہات المومنین کی دل کھول کر خدمت کیا کرتے تھے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے جنت کے ٹھنڈے میٹھے چشمے سلسبیل سے پانی پلانے کی اللہ تعالیٰ سے التجا کی۔
- امہات المومنین نے جب حج کے لئے جانا ہوتا تو حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ سفر کا خصوصی اہتمام کرتے۔
- امہات المومنین حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے حسن سلوک سے بہت زیادہ خوش تھیں۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو سید المسلمین قرار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دیا۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمان بن عوف کے لئے مال و دولت میں برکت کی دعا کی۔
- حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق ایک سو بدری صحابہ کرام کو چار سو دینار فی کس کے حساب۔۔ سے دیا گیا۔
- حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انہیں لحد میں اتارا۔
- حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی چاروں بیویوں کو ورثے میں سے اسی اسی ہزار دینار ملے۔
- حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں زندگی میں لسانِ رسالت سے جنت کی بشارت ملی۔
- حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنے سے پہلے نام عبد عمرو تھا جب اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام عبدالرحمان رکھا۔ اور بعد میں یہ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔
- حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ ان چھ صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفۃ المسلمین بننے کے لئے نامزد کیا۔ اللہ ان سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



9

# سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( سَعِیْدٌ فِی الْجَنَّةِ )).

''سعید بن زید جنتی ہے''۔ [فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ

عَنْ عَبْدُالرَّحْمَانِ بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ علیہِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ عُمَر فِی الْجَنَّۃِ عَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ عُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَ طَلْحَۃُ فِی الْجَنَّۃِ وَالزَّبَیْرُ فِی الْجَنَّۃ وَ عَبْدُالرَّحْمَانُ بْنُ عَوْفٍ فِی الْجَنَّۃِ وَ سَعْدٌ فِی الْجَنَّۃِ وَ سَعِیْدٌ فِی الْجَنَّۃ و اَبُوْعُبَیْدَۃ فِی الْجَنَّۃِ. [بحوالہ ترمذی]

''عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ ابوبکرؓ جنتی ہے عمرؓ جنتی ہے' علیؓ جنتی ہے' عثمانؓ جنتی ہے' طلحہؓ جنتی ہے' زبیرؓ جنتی ہے' عبدالرحمان بن عوفؓ جنتی ہے' سعد بن ابی وقاصؓ جنتی ہے' سعید بن زیدؓ جنتی ہے' اور ابوعبیدہؓ جنتی ہے''۔

---

المعجم الکبیر طبرانی میں حضرت عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس روایت کی سند حسن ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ بدر سے فتحیاب ہو کر واپس مدینے آئے تو سعید بن زید بن عمرو بن نفیل شام سے مدینہ منورہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور جنگ بدر میں عدم شرکت کا تذکرہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے مال غنیمت میں سے حصہ عنایت کیا' عرض کی یا رسول اللہ میرا اجر و ثواب' آپ نے فرمایا تجھے اجر و ثواب بھی اتنا ہی ملے گا جتنا جنگ بدر میں شرکت کرنے والوں کو۔

---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے والد زید بن عمرو بن نفیل کو قریش کے طرزِ عمل پر بڑا تعجب ہوتا تھا' اس نے دیکھا کہ قریش لکڑی اور پتھر سے بنے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے ہیں' جانوروں کو نہلا دھلا کر ان کے نام پر ذبح کرتے ہیں۔ ایک دن اس نے اس قسم کا منظر دیکھ کر کہہ ہی دیا اے خاندان قریش ایک جانور جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا' آسمان سے اس کے لئے پانی اتارا' جسے پی کر وہ پروان چڑھا' زمین میں اس کے لئے گھاس اُگائی جسے کھا کر اس نے پیٹ بھرا' پھر تم اس جانور کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کر دیتے ہو۔ میرے خیال میں یہ بہت بڑی جہالت ہے جس کا تم آئے دن ارتکاب کرتے رہتے ہو۔

اس کی یہ باتیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے والد خطاب سن رہے تھے' اس نے طیش میں آ کر اس کے ایک زوردار تھپڑ رسید کیا اور ساتھ ہی قریشی نوجوانوں کو حکم دیا کہ اسے مار پیٹ کر مکہ سے باہر نکال دو۔ اس طرح اسے مکہ معظمہ سے باہر نکال دیا گیا۔ لیکن یہ چوری چھپے کبھی کبھار مکہ معظمہ میں آ جایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے' وہاں اس کی ملاقات ورقہ بن نوفل' عبداللہ بن جحش اور عثمان بن حارث سے ہوئی' انہیں جھنجوڑتے ہوئے کہا کہ تمہاری عقلوں کو کیا ہو گیا' قریش جہالت کے سمندر میں غرق ہیں' ساری قوم گمراہ ہو چکی ہے' سب لوگ دین ابراہیم سے منحرف ہو چکے ہیں' ہمیں چاہیے ہیں کہ ہم دین ابراہیم کی تلاش کریں اور اسے اختیار کر کے سیدھے راستے پر چلنے کی کوشش کریں' ورقہ بن نوفل نے تو عیسائیت اختیار کر لی' عبداللہ بن جحش اور عثمان بن حارث گومگو کی کیفیت کا شکار ہو گئے' لیکن زید بن عمرو بن نفیل نے یہودیت اور عیسائیت کی تحقیق شروع کر دی۔ لیکن یہ ان دونوں مذاہب سے مطمئن نہ ہوئے' پھر اس نے دین ابراہیم کی تلاش میں شام کا سفر اختیار کیا۔ وہاں ایک پادری سے ملاقات ہوئی' اس کے سامنے ساری روئیداد بیان کی' اس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تجھے دین ابراہیم کی تلاش ہے' میں نے کہا ہاں میری یہی دلی خواہش ہے۔

اس نے کہا کہ اس وقت دین ابراہیم اپنی شکل میں دنیا میں نہیں پایا جاتا' البتہ آپ مکہ معظمہ چلے جائیں' وہاں ایک نبی کا ظہور ہوگا' وہ دین ابراہیم کی تجدید کریں گے' وہ اپنے دل میں نبی کریم ﷺ کی زیارت اور ان سے ملاقات کا شوق لے کر واپس ہوئے۔ لیکن راستے میں چند لٹیروں نے اسے قتل کر دیا۔ مرنے سے پہلے اس نے یہ دعا کی الٰہی میں تو تیرے نبی علیہ السلام کا دیدار نہ کر سکا لیکن میرے بیٹے سعید کو اس سے محروم نہ کرنا۔

---

اللہ تعالیٰ نے زید بن عمرو بن نفیل کی دعا کو شرف قبولیت عطا کیا' اس نے ساری عمر حق کی تلاش میں گزار دی تھی' اور جب اسے موت آئی اس وقت بھی حق کی تلاش میں سرگرداں تھا' وہ سرزمین مصر سے مکہ معظمہ کی جانب نبی کریم ﷺ کے ظہور کی خبر سن کر ان کی زیارت اور ملاقات کے لئے آ رہا تھا کہ راستے میں بدوی لوگوں نے اسے قتل کر دیا' لیکن اس نے مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کی' الٰہی میں تو تیرے نبی علیہ السلام کی زیارت سے محروم رہا ہوں' لیکن میرے سعید کو اس سعادت سے محروم نہ رکھنا' اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قریش مکہ کو توحید کی دعوت دی تو سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے پہلے مرحلے میں اسلام کی دعوت قبول کرنے والے لوگوں میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ وہ خود ہی نہیں بلکہ اس کی رفیقہ حیات فاطمہ بنت خطاب نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ یہ جلیل القدر خاتون عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بہن تھی' حضرت عمر ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے' لیکن ان کا رعب و دبدبہ سرزمین عرب میں مشہور تھا' ان کی پہلوانی کے چرچے چہار سو پھیلے ہوئے تھے' ایک دن وہ غیظ و غضب سے اپنی تلوار لے کر گھر سے اس لئے نکلے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا سر قلم کر دے تاکہ یہ گھر گھر میں جو اختلافات پیدا ہو چکے ہیں' ان کا یکسر خاتمہ ہو جائے۔ تلوار لئے ہوئے وہ مکہ کی گلی میں جا رہے تھے کہ راستے میں اس سے کسی نے پوچھا عمر کہاں جا رہے ہو؟ کہاں کے ارادے ہیں؟ کہنے لگے میں آج عبدالمطلب کے پوتے کا سر قلم کرنے جا رہا ہوں' جس کی وجہ سے گھر گھر میں فساد برپا ہو چکا ہے۔ اس نے کہا پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو' اس نے کہا کیوں میرے گھر کو کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا تیری بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید مسلمان ہو چکے ہیں۔ اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس نے کہا یہ ہو چکا ہے۔ وہیں سے اپنی بہن کے گھر کا رخ کیا' دروازے پر پہنچے' گھر کے اندر سے کچھ مشترکہ آوازیں آ رہی تھیں' جیسے چند افراد مل کر کچھ پڑھ رہے ہوں۔ دروازے پر دستک دی اور بآواز بلند کہا دروازہ کھولو۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی گرجدار آواز فضا میں گونجی' اندر حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ دونوں میاں بیوی کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر اوٹ میں چھپ گئے۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا۔ عمر بن خطاب بڑے غصے سے بولے اندر سے مجھے کیسی آوازیں آ رہی تھیں' اور ساتھ ہی گریبان پکڑ کر نیچے گرا لیا اور خود اس کے سینے پر بیٹھ گئے' فاطمہ بن خطاب نے جب اپنے خاوند کی یہ حالت دیکھی تو جوش و جذبے سے اسے چھڑانے کے لئے آگے بڑھی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کے بھی زوردار تھپڑ رسید کیا۔ لیکن وہ مرعوب ہونے کی بجائے گرج کر بولی' کیا تم ہمیں اس لئے مار دینا چاہتے ہو کہ ہم نے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا دامن پکڑ لیا ہے۔ سنو! میں ببانگ دہل کہتی ہوں: اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ.

لو مارو جتنا تم میں زور ہے' کر دو ہمیں قتل' ہمارے جسم کے ٹکڑے بھی کلمہ شہادت پڑھیں گے۔ نہیں ڈرتے ہم تیرے زور بازو سے' لگا لو جتنا زور لگانا چاہتے ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جب اپنی بہن کے تیور دیکھے تو قدرے نرم پڑ گئے اور سوچنے لگے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہ میری یہ بہن تو میرے سامنے کبھی اونچا بولی نہیں' آج یہ بے خطر بولے جا رہی ہے۔اس میں یہ جرأت کہاں سے آ گئی۔ ہوسکتا ہے یہ بہادری' یہ جرأت اس نئے دین کی وجہ سے ہو۔عمر دھیمے لہجے سے کہنے لگا' بہنا مجھے بھی وہ کتاب دکھاؤ جو تم پڑھتی ہو' سیدہ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا' اس طرح وہ کتاب تیرے ہاتھ میں نہیں دی جا سکتی' پہلے غسل کرو' پھر اسے ہاتھ لگانے دوں گی۔عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے غسل کیا' اس نے کتاب الٰہی کے اوراق اسے تھما دیئے' سورہ طٰہٰ کی آیات پڑھیں۔تو پکار اُٹھے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں' مجھے بھی حضرت محمد مصطفیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاؤ' میں یہ دین قبول کرنا چاہتا ہوں' یہ سنا تو خباب بن ارت رضی اللہ عنہ جو گھر کے ایک کونے میں چھپے ہوئے تھے سامنے آئے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خوشخبری سنائی کہ آپ کے لئے رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تھی' جو میں نے خود سنی۔آپ نے آج ہی یہ دعا کی تھی کہ الٰہی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا کر۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی دعا کو قبول کر لیا۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لے کر دارارقم پہنچے۔ جہاں رسول اللہ ﷺ خفیہ طور پر اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔جب دارارقم کے دروازے پر دستک دی' اندر سے آواز آئی کون؟ بتایا گیا عمر بن خطاب۔ایک دفعہ اندر موجود حاضرین میں سرسراہٹ پیدا ہوئی۔لیکن دروازہ کھول دیا گیا' حمزہ بن عبدالمطلب نے آگے بڑھ کر عمر بن خطاب کا گریبان پکڑ لیا' رسول اللہ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا: عمر کو چھوڑ دو۔چھوڑ دیا گیا وہ آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گئے۔رسول اللہ ﷺ نے پوچھا عمر کیا ارادے ہیں۔عرض کی اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔

کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے' حاضرین نے یہ منظر دیکھ کر زور دار انداز میں نعرۂ تکبیر بلند کیا۔

یہ آواز بیت اللہ میں موجود قریش مکہ نے بھی سنی' پھر اس کے بعد سیدنا عمر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بن خطاب رضی اللہ عنہ وہاں موجود ساتھیوں کو لے کر بیت اللہ میں آئے۔ وہاں پہنچ کر علی الاعلان سب کے سامنے عبادت کی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں نے بیت اللہ میں سب کے سامنے اللہ کی عبادت کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ہم مسلمانوں کو کھلے عام عبادت کرنے کا حوصلہ ہوا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے میں سیدہ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا بھی پورا پورا حصہ ہے۔

---

قبول اسلام کے وقت حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی عمر بیس سال تھی۔ غزوۂ بدر کے علاوہ تمام جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ غزوۂ بدر میں بھی اس لئے شریک نہ ہو سکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص کام کے لئے انہیں سرزمین شام کی طرف بھیجا ہوا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر میں کامیاب ہو کر مدینہ واپس پہنچے تو حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے باقاعدہ انہیں حصہ دیا' اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا اجر وثواب؟ آپ نے فرمایا: آپ کو اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کو اجر وثواب ملے گا۔ کیونکہ شام میں یہ اپنی مرضی سے نہیں گئے' وہاں خاص مہم کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی بھیجا تھا۔ اس لئے سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت سے بھی پورا حصہ ملا۔ اور اجر وثواب میں بھی انہیں برابر کا شریک قرار دیا گیا۔

---

جنگ یرموک میں رومی فوج کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی' جبکہ لشکر اسلام چوبیس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رومی فوج

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہماری طرف بڑے رعب و دبدبے سے بڑھ رہی تھی' فوج کے آگے آگے بڑے بڑے پادری صلیب کا نشان اٹھائے چل رہے تھے۔لشکر کی آوازیں فضا میں گونج رہی تھیں۔ جس سے ایک ارتعاش پیدا ہو رہا تھا۔ مسلمان اس رومی لشکر کے جاہ و جلال کو دیکھ کر خوفزدہ ہوئے' لیکن لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مجاہدین میں حوصلہ پیدا کیا۔ مجاہدین کے حوصلے بلند کرنے کے لئے انہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان سنایا:

﴿ اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰهَ يَنۡصُرۡكُمۡ وَ يُثَبِّتۡ اَقۡدَامَكُمۡ ﴾

''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا''۔

لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے مجاہدین سے کہا:

''اللہ کے بندو صبر کرو' بلاشبہ صبر ہی نجات اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ اپنے نیزے درست کر لو' ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاؤ' میرے حکم کا انتظار کرو جب میں حملہ کرنے کا حکم دوں تو یکدم دشمن پر یلغار کر دینا' تمہارے جوش و جذبے یقین محکم اور اتحاد کو دیکھ کر رومی فوج کے قدم اکھڑ جائیں گے''۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لشکر اسلام میں سے ایک مجاہد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں یہ کہنے لگا' بس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کا پختہ ارادہ کر لیا' اگر کوئی پیغام ہے تو دے دو میں ان تک لے جاؤں گا۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو بچشم خود دیکھا کہ وہ رومی فوج کی صفوں میں گھس گیا اور داد شجاعت دیتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے جوش و جذبے کو دیکھ کر میں جوش و ولولے سے میدان میں اترا جس سے میرے دل سے رومی فوج کا خوف ختم ہو گیا اور پوری لڑائی کے دوران جوش و جذبہ قائم و دائم رہا' یہاں تک کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ تعالیٰ نے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا۔

○

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات بھی تھے' جو بھی دعا کرتے اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت پاتی۔

○

- ✪ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بیس سال کی عمر میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔
- ✪ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت عمر کی ہمشیرہ سیدہ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی' انہوں نے بھی ساتھ ہی اسلام قبول کرلیا۔
- ✪ دونوں میاں بیوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا باعث بنے۔
- ✪ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق شام گئے ہوئے تھے۔ جب وہاں سے واپس مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت سے پورا حصہ عطا کیا اور اجر و ثواب میں برابر کا شریک قرار دیا۔
- ✪ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے والد محترم زید بن عمرو بن نفیل ساری زندگی دین ابراہیم کی تلاش میں سرگرداں رہے' اور اسی دوران انہیں قتل کر دیا گیا۔
- ✪ والد نے اپنے بیٹے سعید رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا کی:

''الٰہی! میں تو تیرے نبی علیہ السلام کی زیارت نہ کر سکا لیکن تو میرے بیٹے کو اس سعادت سے محروم نہ کرنا۔

- ✪ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو زندگی میں لسانِ رسالت سے جنت کی بشارت ملی۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



10

# سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنتی ہے۔ [فرمانِ نبوی ﷺ]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

بخاری اور مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنًا ۔ وَ اِنَّ اَمِيْنَنَا اَيَّتُهَا الْاُمَّةُ ۔ ابو عبيدة بن الجرّاح رضى الله عنه )). [بخاری، مسلم]

''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور ہمارا امین اے امت! ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے''۔

---

مسلم شریف میں ایک روایت ہے کہ یمن سے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے عرض کی کہ ہمارے ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیجئے جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے' آپ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

(( هٰذَا اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ )).

''یہ اس امت کا امین ہے''۔

---

مسند امام احمد' مجمع الزوائد' اور المعجم الاوسط طبرانی میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ ۔ وَ اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ابو عبيدة بْنُ الجرّاحِ )).

''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے''۔

المعجم الکبیر طبرانی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

(( لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْنٌ وَ اَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ اَبو عبیدۃ بن الجرّاحِ رضی اللّٰہ عنہ )).

''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے''۔

---

المعجم الکبیر طبرانی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے ہیں:

(( اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْنًا وَ اَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبو عبیدۃ بن الجرّاح )).

''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے''۔

---

تاریخ ابن عساکر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَا مِنْ أصحابی اِلَّا وَ قَدْ کُنْتُ قائلاً فیہ لابُدَّ ۔ اِلَّا ابا عبیدۃ بن الجرّاح رضی اللّٰہ عنہ )).

''میں اپنے صحابہ میں سے ہر ایک کے بارے میں کچھ نہ کچھ کہہ سکتا ہوں' سوائے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے''۔

---

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح الفہری القرشی ہے۔ لیکن وہ اپنی کنیت ابوعبیدہ سے مشہور و معروف ہوئے۔ کنیت نام پر غالب آ گئی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرزمین عرب میں تین شخصیات ایسی ہیں جن کے چہرے بڑے حسین ہیں' جو حسن اخلاق کے پیکر تھے' جن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی باتیں نہایت سچی ہیں، وہ آپ سے بات کریں تو قطعاً جھوٹ نہ بولیں اور لوگ ان سے بات کریں تو ان کو جھٹلائیں گے نہیں، وہ یہ ہیں:

❶ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

❷ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔

❸ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ۔

———O———

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد دوسرے روز ہی مسلمان ہو گئے تھے۔

ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے چار ساتھیوں کو اپنے ساتھ لے کر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی اور وہ چار خوش نصیب ساتھی درج ذیل تھے:

❶ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ۔

❷ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ۔

❸ حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ۔

❹ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ۔

یہی وہ بنیادی اینٹیں ہیں جن پر اسلام کا محل تعمیر کیا گیا۔

———O———

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شریک ہوئے، لیکن جنگ میں انہیں ایک حیرت انگیز صورت حال سے دو چار ہونا پڑا' جب پورے جوش و جذبے سے میدان جنگ میں اترے تو دشمن کے پرخچے اڑاتے ہوئے دائیں بائیں آگے پیچھے چکر لگانے لگے' ایک موقع پر یہ حیرت انگیز صورت حال پیش آئی کہ جس طرف بھی قدم بڑھاتے تو ایک شخص ان کے سامنے آ کھڑا ہوتا' آپ اس سے کنی کترا جاتے لیکن وہ مسلسل آپ کے سامنے آتا رہا' ایک دفعہ تو اس نے سارے راستے بند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر دیے' اب ان کے لئے کوئی چارہ کار باقی نہ رہا' انہوں نے اس کا سر قلم کر دیا۔ آپ یہ جان کر حیران رہ جائیں گے کہ میدان جنگ میں مسلسل ان کے سامنے آنے والا ان کا باپ تھا۔ آپ کی کوشش تھی کہ کسی طرح وہ ٹل جائے' لیکن جب وہ باز نہ آیا تو انہوں نے اپنے باپ کا کام تمام کر دیا۔ دراصل ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے باپ کی صورت میں شرک پر تلوار چلائی اور ان کی یہ ادا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی جس کی وجہ سے یہ آیات نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لا تَجِدُ قومًا يُومِنُونَ بِاللّٰهِ وَاليوم الآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حادَ اللّٰه و رَسُوْلَهُ وَ لَوْ كَانوا آباءَ هُمْ اَوْ اخوانهم او عشيرتَهُمْ اولئک کتب فی قلوبهم الإيمان و ايّدهم بروحٍ منه و يدخلهم جناتٍ تجری من تحتها الانهار خالدين فيها رضی الله عنهم و رضوا عنه اولئک حزب اللّٰه الا اِنَّ حزب اللّٰه هم المفلحون ﴾

[المجادله : ٢٢]

''تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں' وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں' جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے' خواہ وہ ان کے باپ ہوں' یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی' یا ان کے اہل خاندان' یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے' اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے' وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی' ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہوئے' یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں' خبردار رہو اللہ کا گروہ فلاح پانے والا ہے''۔

میدان بدر میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مشرک باپ پر تلوار چلا کر یہ ثابت کر دیا کہ اللہ اور رسول کے مقابلے میں راستے میں کوئی بھی آ جائے' اسے ہٹا دیا جائے گا۔ اس کی پرواہ نہیں کی جائے گی کہ راستے میں آنے والا کون ہے؟ باپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو' بیٹا ہو' بھائی ہو' یا کوئی اور قریبی رشتہ دار اللہ اور رسول کے مقابلے میں سب قریبی رشتے ہیچ ہیں۔ بہر صورت اللہ کے دین کو سر بلند کیا جائے گا۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا یہ کارنامہ اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آیا کہ اسے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں محفوظ کر دیا گیا' تا کہ قیامت تک لوگ اسے پڑھ کر عبرت حاصل کرتے رہیں۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ باپ کفر کی نمائندگی کرتے ہوئے خم ٹھونک کر سامنے آ گیا ہے اور ادھر ادھر ہونے کا نام نہیں لیتا تو انہوں نے کفر کو نیست و نابود کرنے کے لئے تلوار کے ایک ہی وار سے اسے ڈھیر کر دیا۔

———o———

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ امانت و دیانت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ ایک دفعہ نبی کریم رضی اللہ عنہ نے قریش کے ایک قافلے کی سرکوبی کے لئے اسلامی لشکر ترتیب دیا اور سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر نامزد کر دیا۔ اور زادِ راہ کے لئے کھجوروں کی ایک بوری عنایت کی' لشکر کے افراد زیادہ تھے' ان کی نسبت کھجوریں تھوڑی تھیں۔ آپ ہر فرد کو روزانہ ایک کھجور دیتے' وہ اسے کھا کر پانی پی لیتا اور دن بھر کے لئے اسی پر اکتفاء کرتا' یہ سارا سفر اسی طرح گزارا گیا۔ ان کی امانت و دیانت کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ اعتراف کیا۔

آپ نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔

———o———

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''میں اپنے صحابہ میں ہر کسی کے بارے میں کچھ نہ کچھ کہہ سکتا ہوں' سوائے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے''۔

———o———

ایک دفعہ یمن سے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینی تعلیم کے لئے ہمارے ساتھ کسی کو روانہ کریں تو آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

''یہ میری امت کا امین ہے۔ یہ تمہارے ساتھ دینی تعلیم دینے کے لئے جائے گا''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے''۔

ترمذی شریف میں حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کرامؓ کے بارے میں جنت کی بشارت دی' ان میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

———○———

غزوۂ اُحد میں جب مسلمانوں پر نازک وقت آیا' مجاہدین کے پاؤں اکھڑ گئے' چند صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے کے لئے آپ کے پاس رہ گئے' ان میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے۔ آپ کی خود کی کڑیاں آپ کے چہرہ مبارک میں پیوست ہو گئیں' جس سے آپ کا چہرہ لہولہان ہو گیا' تو اس موقع پر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کڑیوں کو اپنے دانتوں سے بڑی احتیاط کے ساتھ نکالا جس سے ان کے اگلے دو دانت نکل گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' یہ دو دانت نکل جانے کے باوجود حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بڑے خوبصورت دکھائی دیتے تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلیفۃ المسلمین کے چناؤ کے لئے سقیفہ بنوساعدہ میں اکٹھے ہوئے' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا' آپ ہاتھ آگے بڑھائیں تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں' کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے بارے میں سنا ہے' آپ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے''۔

چونکہ آپ امت کے امین ہیں' اس لئے اس عظیم منصب کے لئے میری نظر میں آپ سب سے بہتر ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا' یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں جس کو امامت کے فرائض سونپے بھلا میں اس سے بہتر ہوسکتا ہوں۔ اس منصب کے لئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سب سے بہتر ہیں۔ یہ کہا اور ان کی طرف آگے بڑھے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی' اس طرح سب صحابہ کرامؓ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے انہیں خلیفۃ المسلمین کے منصب پر فائز کر دیا۔

---

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پورے دور خلافت میں ان کے معاون رہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں عسکری تاریخ کے عظیم جرنیل حضرت خالد بن ولید کو معزول کر کے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو لشکر اسلام کا سپہ سالار بنا دیا۔ ان کی قیادت میں لشکر اسلام نے حیرت انگیز انداز میں پیش قدمی کی' یہ سرزمین شام میں جنگی حالات سے دوچار تھے کہ وہاں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی۔ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو خط دے کر قاصد کو بھیجا' اس میں یہ پیغام تھا: خط ملتے ہی میری طرف روانہ ہو جائیں' اگر دن کو خط ملے تو رات کا انتظار نہ کرنا اور اگر رات کو ملے تو دن کا انتظار نہ کرنا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ امیر المومنین مجھے کیوں بلا رہے ہیں' میرے ساتھ انہیں کیا ضروری کام ہے۔ انہوں نے خط کا جواب لکھا جس میں تحریر تھا کہ امیر المومنین مجھے پتہ ہے کہ آپ مجھے کیوں بلا رہے ہیں۔ آپ سے میری مؤدبانہ درخواست ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں رہنے کی اجازت دیں' میں اس مصیبت کی گھڑی میں انہیں چھوڑ کر نہیں آ سکتا۔

یہ خط جب امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو وہ یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پڑھ کر رونے لگے۔ وہاں موجود صحابہ کرامؓ نے پوچھا کیا بات ہے؟ آپ رو رہے ہیں؟ کیا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں وہ فوت تو نہیں ہوئے' البتہ موت اس کے بہت قریب پہنچ چکی ہے۔ تھوڑے ہی دن بعد وہ طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

---

- سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کا امین قرار دیا۔
- سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے جنت کی بشارت دی۔
- سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے میدان بدر میں اپنے مشرک باپ کو تہہ تیغ کیا۔ ان کے اس کارنامے کا تذکرہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا۔
- سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے میدان احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع پوری جوانمردی اور جان نثاری سے کیا۔
- سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے میدان اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں دھنسے ہوئے خود کے حلقوں کو اپنے سامنے کے دو دانتوں سے نکالا' جس سے ان کے دونوں دانت نکل گئے۔ دانتوں کے بغیر بھی ان کا چہرہ بہت خوبصورت دکھائی دیتا تھا۔
- سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن میں قرآن وحدیث کا معلم بنا کر بھیجا۔
- سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سرزمین شام میں طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر وفات پائی۔

وہ اپنے اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



11

# سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں کل رات جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ جعفر بن ابی طالب فرشتوں کے ساتھ محو پرواز ہے۔ [فرمانِ نبوی ﷺ]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

بخاری اور مسلم شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جعفر بن ابی طالب سے فرمایا:

(( اَشْبَهْتَ خَلْقِي وَ خُلُقِي )). [رواہ البخاری و مسلم]

''تم شکل وصورت اور اخلاق واطوار میں میرے مشابہ ہو''۔

---

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں مجھے بہت زیادہ بھوک لگی ہوئی تھی' میں قرآن مجید کی آیات کا حوالہ دے کر کھانا کھلانے کے لئے لوگوں کی توجہ مبذول کرا رہا تھا۔ مساکین کے حق میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ بہتر اور خیر خواہ تھے۔ وہ ہمیں پکڑ کر اپنے گھر لے جاتے اور ہمیں کھانا کھلاتے۔ ایسا بھی ہوا کہ آپ مٹکا لے کر ہمارے پاس آئے' اس میں گھی نہیں تھا' اسے ہمارے سامنے زمین پر مار کر توڑ دیا تو ہم نے مٹکے کے کناروں سے لگا ہوا گھی کھایا۔ [بحوالہ بخاری]

---

طبقات ابن سعد میں محمد بن اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا:

(( اَشْبَهَ خَلْقُكَ خَلْقِي وَ اَشْبَهُ خُلُقَكَ خُلُقِي، فَأَنْتَ مِنِّيْ وَ مِنْ شَجَرَتِي )).

''تیری شکل میری شکل سے اور تیری عادت میری عادت سے ملتی ہے' تو مجھ سے اور میرے شجرۂ نسب سے ہے''۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( اَشْبَهْتَ خَلْقِي وَ خُلُقِي وَ اَنْتَ مِنْ شَجَرَتِي الَّتِي اَنَا مِنْهَا )).

''تم شکل اور عادت میں میرے مشابہہ ہو اور تم میرے شجرۂ نسب سے ہو جس میں سے میں ہوں''۔

---

تاریخ ابن عساکر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اَسْمَحُ اُمَّتِي جَعْفَرٌ )).

''میری امت میں سب سے زیادہ فراخ دل جعفر بن ابی طالب ہے۔''

---

ابوداؤد اور مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِي الْجَنَّةِ )).

''میں نے جعفر بن ابی طالب کو دیکھا کہ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتا ہے''۔

---

المعجم الکبیر طبرانی اور مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( دَخَلْتُ الْجَنَّةَ الْبَارِحَةَ فنظرت فيها فاذَا جَعْفَرٌ يَطِيرُ مَعَ الْمَلَائكة وَ اِذَا حَمْزَةٌ مُتَّكِئٌ عَلى سرير )).

''میں کل رات جنت میں داخل ہوا تو اس میں اچانک دیکھا کہ جعفر فرشتوں کے ساتھ محو پرواز ہے اور حمزہ پلنگ پر ٹیک لگائے ہوئے ہے''۔

---

طبقات ابن سعد میں عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( يَطِيرُ بَجِنَا حَيْنِ مِنْ يَا قُوتٍ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ يَشَآءُ )).

''کہ وہ جنت میں یاقوتی دو پروں سے اڑ کر جہاں چاہتا ہے چلا جاتا ہے''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



---O---

المعجم الکبیر' المعجم الصغیر اور المعجم الاوسط میں ابو جحیفۃ سے مروی ہے کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سرزمین حبشہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور یہ فرمایا:

(( مَا اَدْرِی اَنَا بِقُدومِ جَعْفرٍ اَسَرُّ اَمْ بِفَتْحِ خَیْبَرَ )).

''میں نہیں جانتا کہ میں جعفر کی آمد پر زیادہ خوش ہوں یا خیبر کی فتح پر''۔

---O---

ہاشمی خاندان کا چشم و چراغ' ابو طالب کا فرزند ارجمند' علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بڑا بھائی' عنفوان شباب میں اپنے سینے کو اسلام کی کرنوں سے منور کرنے والا خوش نصیب نوجوان' فصاحت و بلاغت کے موتی بکھیرنے والا خوش گلو خطیب' شرکائے محفل کو اپنی گفتگو سے ورطۂ حیرت میں ڈال دینے والا بارعب سردار' حبشہ اور مدینہ منورہ کی جانب دو ہجرتوں کی سعادت حاصل کرنے والا جلیل القدر صحابی' تاریخ اسلام کا پہلا سفیر جس نے حبشہ میں قیام کے دوران سفارت کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔ جس کے رقت انگیز' معنی خیز اور دل آویز انداز گفتگو نے حبشہ کے حکمران نجاشی کے دل میں انقلاب پیدا کر دیا' جس کے ساحرانہ انداز بیان سے متاثر ہو کر حبشہ کے دو حکمران دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے' جس کا ایمان افروز خطاب سن کر نجاشی اور اس کے تمام درباری لرز اٹھے اور ان کی آنکھیں چھم چھم آنسو بہانے لگیں۔ جس کا ایک حکمران کے دربار میں جرأت مندانہ گفتگو سن کر قریش کا مشہور و معروف سیاستدان عمرو بن عاص دم بخود رہ گیا۔ جس کی مٹھاس بھری' ایمان افروز باتوں نے حبشہ کے حکمران نجاشی کا دل موہ لیا۔ جس نے عسکری قیادت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے اپنی تیز طراز گھوڑی کی ٹانگیں اس لئے کاٹ دیں کہ وہ دشمن کے کام نہ آ سکے۔ جس کا یہ کارنامہ عسکری تاریخ میں ایک بنیادی جنگی اصول کی حیثیت اختیار کر گیا۔

جس نے دوران جنگ قیادت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے آخر دم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تک لشکر اسلام کے جھنڈے کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ جس نے جہاد کرتے ہوئے دونوں بازو کٹوا کر لسانِ رسالت سے ذوالجناحین اور طیار کا لقب حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جس کے ماتھے کو رسول اللہ ﷺ نے چوما' جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہم شکل اور ہم عادت قرار دیا۔ شہادت کا جام نوش کرتے وقت جس کے جسم پر تقریباً نوے گہرے زخم لگے۔ جس نے زندگی بھر جود و سخا کو اپنا شعار بنائے رکھا' جس کی شعادت کی خبر سن کر رسول اللہ ﷺ آبدیدہ ہو گئے۔ جس نے دربارِ رسالت سے سفیر اوّل ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

آیئے! لسانِ رسالت سے جنت کی بشارت پانے والے لشکر اسلام کے عظیم جرنیل میدانِ خطابت کے شہنوار' جود و سخا کے پیکر' ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ' حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی سے راہنمائی حاصل کرتے ہوئے' اپنے تاریک دلوں کو ایمان کی شمع فروزاں کریں۔

———○———

ابوطالب کا اصل نام عبدمناف تھا' یہ قریش کے سردار عبدالمطلب کا لختِ جگر تھا' ان کے پاس مال و دولت کی فراوانی نہ تھی' اقتصادی حالات قدرے بہتر نہ تھے' تجارت پیشہ تھے لیکن یہ تجارت کو زیادہ فروغ نہ دے سکے۔

اس کے چار بیٹے تھے۔ بڑے بیٹے کا نام طالب تھا اسی مناسبت سے یہ ابوطالب کہلائے اور اسی کنیت سے مشہور ہوئے' دوسرے بیٹے کا نام عقیلؓ تیسرے کا جعفرؓ اور چوتھے بیٹے کا نام علیؓ تھا۔ ان چاروں کی عمر میں دس دس سال کا فرق تھا۔ ان کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد ان جلیل القدر صحابیات میں سے تھیں' جنہیں رسول اللہ ﷺ نے زندگی میں جنت کی بشارت دی تھی' جس کے کفن میں رسولِ اقدس ﷺ نے اپنی قمیض بھی شامل کر دی تھی۔ اس کے چاروں بیٹوں میں سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ حسین و جمیل تھے۔ یہ اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کی زیر کفالت پروان چڑھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مالی اعتبار سے بڑے آسودہ حال تھے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے بیس سال کی عمر میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔ یہ ہاشمی خاندان کے ایک خوبصورت جوان تھے۔ جو اسے دیکھتا وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ ایک روز رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(( اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَ خُلُقِيْ )).

''اے جعفر تم میرے ہم شکل بھی ہو اور ہم عادت بھی''۔

یہ غرباء' فقراء' مساکین اور حاجت مندوں کا بہت خیال رکھا کرتے تھے۔ یہ جود و سخا کے پیکر تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم انہیں ابو المساکین کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ ہم جب بھی ان کے پاس جاتے یہ کھلائے پلائے بغیر ہمیں واپس آنے نہ دیتے۔

ایک روز ہم انہیں ملنے گئے' اس گھر میں کھانے پینے کے لئے کچھ نہ تھا تو شہد کا مٹکا اٹھا لائے جس میں بہت تھوڑی مقدار میں شہد تھا۔ ہمارے سامنے لا کر اسے توڑ دیا۔ ہم نے شہد چاٹ کر اپنی بھوک کا مداوی کیا۔

---

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت اسماء بنت عمیس کے ساتھ ہونا قرار پائی۔ اس نے بھی ابتدائی مراحل میں ہی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔ یہ ام المومنین میمونہ بنت الحارث کی ہمشیرہ تھی۔ اور یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ام الفضل کی بھی ہمشیرہ تھی۔ یہ ماں کی جانب سے دس بہنیں تھیں۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بڑی دلیر' ذہین اور جرأت مند خاتون تھی۔ اس نے اپنے خاوند حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حبشہ میں قیام کے دوران ان کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے' جن کے نام عبداللہ' عون اور محمد رکھے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نبوت کا اعلان کئے ہوئے پانچ سال کا عرصہ بیت چکا' پہلے آپ نے دار ارقم میں خفیہ طور پر تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا' جب آپ منظر عام پر آئے' تو قریش مکہ کے لئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اعلانیہ اسلام کی تبلیغ سوہان روح بن گئی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ڈھیرے ڈھیرے لوگ اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں' بتوں کے پجاری ایک اللہ کی عبادت میں سر شار ہو کر' بت شکنی پر امادہ ہوتے جا رہے ہیں' تو ان کے دل میں خیال آیا کہ اگر صورت حال بدستور یہی رہی' تو ہماری معاشرے پر گرفت ڈھیلی پڑ جائے گی۔ عا!ے یہ کی چودھراہٹ ہمارے ہاتھوں سے جاتی رہے گی۔ تو انہوں نے دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھانے شروع کر دیئے۔ کسی کو تپتی ہوئی ریت پر گھسیٹا جاتا' کسی کو دہکتی ہوئی آگ کے انگاروں پر لٹایا جاتا' کسی کے بدن کو گرم لوہے سے داغا جاتا' اور کسی کو بے تحاشا مارا پیٹا جاتا۔ اس دور میں اسلام قبول کرنا اپنے آپ کو خطرات کے سپرد آنے کے مترادف تھا۔ نو آموزانِ اسلام کو مشرکین مکہ کی جانب سے اذیت ناک سزاؤں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے جان نثاروں کی حالت زار دیکھتے ہوئے فرمایا:

(( لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰی اَرْضِ الْحَبْشَةِ فَاِنَّ لَهَا مَلِكًا لا يُظْلَمُ عِنْدَهُ اَحَدٌ وَهِيَ ارض صِدْق حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فَرَجًا وَ خَرجتم فِيْمَا انتم فِيهِ )). [ سیرت ابن هشام ١/ ٣٤٣]

''تم سرزمین حبشہ چلے جاؤ' وہاں ایک ایسا حکمران ہے کہ اس کے ہاں کسی پر ظلم و ستم نہیں کیا جاتا' وہ سچائی اور امن کی سرزمین ہے' وہاں اللہ تعالیٰ تمہارے حالات بہتر کر دے گا۔ اور تم اس نازک ترین صورتِ حال سے بچ نکلو گے''۔

لہٰذا نبوت کے پانچویں سال اور ہجرت مدینہ سے آٹھ سال پہلے' فرزندانِ اسلام کا پہلا قافلہ جو صرف گیارہ مرد اور چار عورتوں پر مشتمل تھا' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حبشہ پہنچا۔ یہ لوگ رجب' شعبان اور رمضان تین ماہ وہاں رہے۔ انہیں وطن کی یاد بہت ستا رہی تھی' دل میں ہر دم یہی خیال رہتا کہ وہ کون سی گھڑی ہوگی جب ہم دوبارہ اپنے گھروں میں واپس ہوں گے؟ ہمیں کب اپنے پیارے وطن کی زیارت نصیب ہوگی' ہم کب اپنے رشتہ داروں سے مل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سکیں گے۔ وطن سے دور دیار غیر میں غربت کے دن کاٹنا کوئی آسان کام نہیں۔ ایک روز کسی نے انہیں بتایا کہ تمہارے وطن مکہ میں تو اسلامی انقلاب آ چکا ہے۔ لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہو رہے ہیں۔ حالات یکسر بدل چکے ہیں۔ ہر طرف امن و سکون کی فضا قائم ہو چکی ہے۔ اب کوئی کسی کو نہیں ستاتا۔ سب اسلام کے دامنگیر ہو کر شیر و شکر ہو چکے ہیں۔ یہ خبر سن کر حبشہ میں مقیم مہاجرین خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ جلدی سے رخت سفر باندھا اور اپنے محبوب وطن مکہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر پتہ چلا یہ ہوائی تو کسی دشمن نے اڑائی تھی۔ یہاں تو حالات پہلے سے بھی زیادہ سنگین ہیں۔ سرداران قریش پہلے سے بھی زیادہ بپھرے ہوئے ہیں۔ مسلمان پہلے سے بھی زیادہ خطرناک صورت حال سے دوچار ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے دوبارہ حبشے کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ حکم پا کر ۸۳ افراد پر مشتمل مہاجرین کا قافلہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حبشہ کی جانب روانہ ہوا۔ جب اتنی تعداد میں مسلمان ترکِ وطن کر کے حبشہ جا بسے اور وہاں پر امن فضا میں پر سکون زندگی بسر کرنے لگے تو سرداران قریش کو یہ بات ناگوار گزری' انہوں نے سوچا کہ نوخیز مسلمان اس طرح دوسرے ملک آباد ہونے لگے تو کسی دن یہ لوگ خطرہ بھی بن سکتے ہیں۔ لہٰذا اس کا سد باب کیا جائے۔ اور انہیں واپس لانے کی حکمت عملی اپنائی جائے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے سرزمین عرب کے جہاندیدہ سیاست دان' اور مشہور و معروف تاجر عمرو بن عاص کو اپنا نمائندہ منتخب کیا' اور اس کی مدد کے لئے عبداللہ بن ابی ربیعہ کو نامزد کیا گیا' انہیں قیمتی تحائف دے کر حبشہ روانہ کیا گیا' تاکہ یہ وہاں حکمران کو اپنا گرویدہ بنا کر مسلمانوں کو واپس لانے کی تدبیر کریں۔ جب یہ مہاجرین واپس مکہ آئیں تو انہیں ایسی عبرت ناک سزا دی جائے کہ دیکھنے والے انگشت بدنداں رہ جائیں' اس طرح آئندہ کسی کو بھی اپنے آبائی دین سے منحرف ہونے کی جرأت نہیں ہو گی۔ پھر بھی اگر کوئی باز نہ آیا' تو اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا' قریش کے دونوں نمائندے قیمتی تحائف لے کر حبشہ پہنچ گئے۔ یہ پہلے جا کر نجاشی کے وزراء'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مشیروں اور درباری علماء کو ملے' انہیں تحائف دے کر اپنی ہم نوائی کے لئے آمادہ کیا اور پھر نجاشی سے ملاقات کا وقت مانگا۔ جب انہیں شرف باریابی کا پروانہ ملا تو دربار میں حاضر ہوئے' انہوں نے آداب بجالاتے ہوئے اپنی معروضات پیش کیں۔

---

حبشہ کا حکمران نجاشی بڑا ذہین' فطین' رحم دل' عالم' فاضل اور عادل بادشاہ تھا۔ اگرچہ یہ نصرانیت کا پیروکار تھا' لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی رحم دلی کا چرچا سن کر اپنے جاں نثار مظلوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کے پاس بھیجنا زیادہ مناسب خیال کیا۔ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اختیار کرنے سے آٹھ سال پہلے' جبکہ آپ کو نبوت کا دعویٰ کئے ہوئے پانچ سال ہو چکے تھے۔ مکہ معظمہ میں مسلمانوں کے لئے بڑا ہی پر آشوب دور تھا۔ ان دنوں اسلام قبول کرنا اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ جس کے بارے میں مشرکین مکہ کو پتہ چل جاتا کہ یہ شخص دائرہ اسلام میں داخل ہو چکا ہے۔ اسے انتہائی ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا' اس نازک ترین دور میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جان نثاروں کو ظلم وستم کی چکی میں پستے ہوئے دیکھا تو انہیں حبشہ ہجرت کر جانے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ اس دفعہ ۸۳ افراد پر مشتمل مہاجروں کا قافلہ بحری راستے حبشہ کی طرف روانہ ہوا۔ ذہین و فطین اور حسین وجمیل فصیح البیان اور قادر الکلام ہاشمی نوجوان حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس قافلے کا سالار مقرر کیا گیا' سید المرسلین رحمت اللعالمین سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنا سفیر نامزد کرتے ہوئے حبشہ کے حکمران نجاشی کے نام درج ذیل خط دیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول الله إلى النجاشى الأصحم ملك الحبشه سلمٌ انت ، فانى احمد الله الذي لا اله الاّ هو الملك ، القدوس السلام ، المومن ، المهين و أشهد أنّ عيسٰى بن مَريم روح الله و كلمتهٗ القاها إلى مريم البتول الطيبته الحصينة فحملت بعيسٰى

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَخلقَهُ اللّٰه مِن روحِهٖ و نفخهٖ كَمَا خلق آدَمَ بِيَدِهٖ و نفخهٖ ، انّي ادعوك إلى اللّٰه وحده لا شريك لهٗ والمولاة لهٗ على طاعتهٖ ، و ان تؤمِن بالّذي جاءَ نِي فَإنّي رسول اللّٰه وقد بعثت اليك إبن عمي جَعفرًا وَ نفرًا مَعَهٗ مِن المسلمين فإذا جاءَ ك فاقِرهُم وَدَعِ التَّجيرَ فَإنّي اَدعُوكَ وَ جُنودكَ إلى اللّٰه فقد بَلَّغتُ و نصحتُ فا قبلو نصحِي.

والسلام من اتبع الهُدٰى

بحواله تاريخ الطبری ۲/ ۶۰۲

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے حبشہ کے حکمران نجاشی اصحم کے نام سلامت روی۔ تعریف ہے اُس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں' وہ بادشاہ' پاکباز' سلامتی وامن والا اور غالب' ہستی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور اس کا وہ حکم ہے جسے اُس نے پاکدامن مریم کی طرف القاء کیا' جس کی بناء پر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں حاملہ ہوئیں۔ اللہ نے اسے اپنی روح اور پھونک سے پیدا کیا۔ میں آپ کو اس ایک اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں اور اس سے دوستی و محبت کی بنیاد پر اس کی اطاعت اختیار کرنے کا پیغام دیتا ہوں۔ آپ میری اطاعت کریں اور وہ شریعت جو میں لے کر آیا ہوں اس پر ایمان لے آئیں۔ میں اپنے چچا کے بیٹے جعفر کو آپ کی طرف بھیج رہا ہوں' اس کے ساتھ فرزندان اسلام بھی ہیں۔ جب یہ آپ کے پاس پہنچیں تو اِن کی آؤ بھگت کرنا' ان کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آنا' ہر قسم کے ظلم وزیادتی سے اجتناب کرنا' میں تجھے اور تمام لشکروں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں' میں نے اپنا پیغام آپ تک پہنچا دیا' آپ کی خیر خواہی پیش نظر ہے' میری نصیحت کو ملحوظ خاطر رکھنا۔ جس نے ہدایت کا راستہ اختیار کیا اس کے لئے سلامتی اور امن ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس خط کے مندرجات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمسایہ ملک کے سربراہان سے تعلقات استوار کرنے کے لئے اور ان سے مفید کام لینے کے لئے کس طرح حکیمانہ انداز میں سفارتی طرز عمل کو اختیار کیا۔ مدینہ منورہ اسلامی ریاست قائم کرنے سے آٹھ سال پہلے آپ نے ایسی سیاسی حکمت عملی اپنائی جس سے آپ کی دعوت نہ صرف جزیرۂ عرب تک محدود رہی بلکہ بیرون ملک بھی اس کے اثرات سفارت اور ہجرت۔ کے ذریعے پہنچا دیئے گئے۔

سرداران قریش نے حبشہ کے حکمران نجاشی کو متاثر کرنے کے لئے ہزار جتن کئے۔ عمرو بن العاص جیسے مشہور و معروف تاجر' سیاستدان اور ذہین و فطین شخص کو قیمتی تحائف دے کر حبشہ بھیجا' کہ وہ نجاشی کو ہر صورت اپنے اعتماد میں لے لیں' اس کے حبشہ پہنچنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کا سفارتی خط اپنا کام کر چکا تھا' اس خط نے نجاشی کے دل میں مسلمانوں کے لئے نرم گوشہ پیدا کر دیا تھا۔

سرداران قریش نے حبشہ کے حکمران نجاشی کو اپنے دام تزویر میں لانے کے لئے عمرو بن عاص کو منتخب کیا' کیونکہ وہ عطریات کی تجارت کے لئے کئی دفعہ حبشہ جا چکے تھے۔ نجاشی کے ساتھ اُن کی جان پہچان بھی تھی' اور یہ بلا کے ذہین و فطین تھے۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ کو بھی ان کے ساتھ حبشہ بھیجا گیا تاکہ یہ دونوں بوقت ضرورت باہمی مشورہ کر سکیں۔ یہ وافر مقدار میں قیمتی تحائف لے کر حبشہ پہنچے۔ انہوں نے پہلے نجاشی کے وزراء مشیروں اور علماء سے بات کی' ہر ایک کو تحائف پیش کئے اور اُن سے اپنی آمد کا مقصد بیان کرتے ہوئے اپیل کی کہ جب ہم دربار میں سربراہ مملکت سے عرض داشت پیش کریں تو آپ ہماری حمایت کریں۔ ہر ایک نے حامی بھری' اور وعدہ کر لیا کہ آپ بے فکر رہیں ہماری طرف سے آپ کا بھرپور تعاون ہو گا۔ جیسا تم چاہو گے ویسا ہی ہو گا۔ بس آپ یوں سمجھیں کہ تیر نشانے پر لگ چکا ہے۔ قریش کے یہ دونوں نمائندے جب نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے' آداب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بجالانے کے بعد قیمتی تحائف پیش کیے۔ نجاشی نے پوچھا آیئے کیسے آنا ہوا؟ شاہی دربار کے آداب کو پیش نظر رکھتے ہوئے عرض گزار ہوئے کہ بادشاہ سلامت ہمارے ملک کے کچھ دیوانے آپ کی سرزمین میں وارد ہوئے ہیں۔ وہ اپنے باپ دادا کے دین سے منحرف ہو چکے ہیں۔ یہ بڑے ہی عجیب و غریب مزاج کے لوگ ہیں۔ انہوں نے ایک نیا دین اختراع کیا ہے' جسے نہ ہم جانتے ہیں اور نہ ہی آپ' ہمیں سردارانِ قریش نے اس لئے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ ان تخریب کاروں کو ہمارے سپرد کر دیں' تاکہ ہم انہیں اپنے وطن واپس لے جائیں' پھر ہم جانیں اور یہ' ان کی باتیں سن کر نجاشی نے دربار میں موجود اپنے وزراء' مشیروں اور علماء کی طرف دیکھا تو سب نے ادب و احترام سے سر جھکائے ہوئے عرض کیا' بادشاہ سلامت یہ ٹھیک کہتے ہیں' ہماری نظر میں بہتر یہی ہے کہ ان نووارد لوگوں کو واپس بھیج دیا جائے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ہمارے پرامن ماحول میں کہیں فساد ہی برپا نہ کر دیں۔

حبشہ کے حکمران نجاشی نے درباریوں پر غضب آلود نگاہیں ڈالتے ہوئے گرجدار آواز میں کہا: نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا! پہلے میں ان لوگوں سے پوچھوں گا کہ وہ کون سا دین اپنائے ہوئے ہیں۔ اس نے اپنے درباریوں سے کہا' کل انہیں یہاں دربار میں پھر لایا جائے۔

سرکاری ہرکارے نے جب نجاشی کا پیغام مہاجرین کو دیا تو وہ سب مل بیٹھ کر سوچنے لگے کہ اب ہمیں کیا موقف اختیار کرنا چاہئے۔ آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ نجاشی اگر ہمارے دین کے بارے میں پوچھے تو اسے صاف صاف بتا دیا جائے۔ کسی چیز کو چھپایا نہ جائے۔ اس کے نتیجے میں جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا' اور اس کے ساتھ گفتگو کا فریضہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سرانجام دیں گے۔ دوسرے دن مہاجرین کا قافلہ بے خوف و خطر اللہ کی یاد کو اپنے دل میں بسائے ہوئے' نجاشی کے دربار میں داخل ہوا' سلام کیا' حاضرین پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی' اور بیٹھ گئے۔ وہاں جبہ و دستار پہنے نصرانیت کے بڑے بڑے پوپ' کتابیں کھولے بڑی شان و شوکت سے بیٹھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوئے تھے' مکہ سے آئے ہوئے قریش کے دونوں نمائندے بھی وہاں موجود تھے' عمرو بن عاص نے موقع غنیمت جانتے ہوئے نجاشی سے کہا: بادشاہ سلامت دیکھئے یہ کتنے گستاخ لوگ ہیں' انہوں نے دربار میں داخل ہوتے وقت آپ کے ادب و احترام کو ملحوظ نہیں رکھا۔ غضب ہو گیا انہوں نے آپ کو جھک کر سلام ہی نہیں کیا' جو شاہی دربار کی ہمیشہ سے روایت چلی آ رہی ہے' یہ کتنے بے مروت' بے وفا اور احسان فراموش ہیں' آپ کے نمک خوار اور آپ ہی سے بیزار۔ حد ہو گئی' لاپرواہی' بے نیازی' اور گستاخی کی' ان کو تو عبرت کا نشان بنا دینا چاہئے۔ بادشاہ سلامت بھلا یہ لوگ اس قابل ہیں کہ انہیں اس پرامن ملک میں رہنے کی اجازت دی جائے۔

نجاشی نے عمرو بن عاص کی باتیں سن کر روایتی انداز میں اپنے سر کو جنبش دیتے ہوئے کہا: ہاں! پوچھتے ہیں کہ ان لوگوں نے یہ گستاخانہ انداز کیوں اختیار کیا؟ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے جھک کر سلام کیوں نہیں کیا؟ تو ہاشمی نوجوان سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: بادشاہ سلامت ہم ایک اللہ کے سوا کسی کے سامنے نہیں جھکتے۔

نجاشی نے یہ جواب سن کر کہا: یہ کون سا نیا دین ہے' جس نے تمہیں اپنی قوم سے الگ کر دیا ہے اور آپ نے ہمارے دین نصرانیت کو بھی اختیار نہیں کیا۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فصاحت و بلاغت کے موتی بکھیرتے ہوئے دوٹوک انداز میں کہا: بادشاہ سلامت! ہم لوگ جاہل تھے' بتوں کے پجاری تھے' مردار کھاتے تھے' ہر قسم کی بے حیائی کے مرتکب تھے' رشتوں کا ہمیں کوئی پاس نہ تھا' پڑوسیوں کے حقوق سے ناآشنا تھے' ہمارا طاقت ور طبقہ کمزور کو ہڑپ کر جایا کرتا تھا' پس ہم یونہی درندوں جیسی زندگی بسر کیا کرتے تھے' اللہ نے ہم پر اپنا کرم کیا' اس نے ہماری اصلاح کے لئے ہمیں میں سے ایک رسول بھیجا' جس کے حسب و نسب' صداقت و امانت اور اخلاق و کردار سے ہم اچھی طرح واقف تھے۔ اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے آشنا کیا' بت پرستی سے روکا' اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا۔ اس نے ہمیں صداقت و امانت اپنانے' صلہ رحمی اور پڑوسیوں کا خیال رکھنے کی تلقین کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس نے ہمیں حرام سے اجتناب کرنے' ناحق خون بہانے' بے حیائی کا ارتکاب کرنے' جھوٹ بولنے' یتیم کا مال کھانے' اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کر دیا' اس نے ہماری تربیت اس نہج پر کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں' اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں' اس نے ہمیں باقاعدگی سے نماز پڑھنے' زکوٰۃ ادا کرنے' اور روزے رکھنے کا حکم دیا' ہم اس پر ایمان لے آئے اس کی ساری باتوں پر صدق دل سے عمل پیرا ہو گئے' ہم ایک اللہ کی عبادت کرنے لگے' بتوں کی پوجا پاٹ سے باز آ گئے۔ ہمیں شرک کی آلودگی سے بچا لیا۔ ہم نے ہر اس چیز کو چھوڑ دیا' جو ہمارے لئے حرام کر دی گئی تھی۔ اور ہر اس چیز کو اختیار کر لیا جو ہمارے لئے حلال تھی۔ ہمارا یہ طرزِ عمل دیکھ کر ہماری قوم ہم سے برگشتہ ہو گئی' اس نے ہمیں ایسا کرنے سے روکا۔ ہم نہ رکے تو وہ ہماری جان کے درپے ہو گئے۔ ہمیں طرح طرح کے سزائیں دینے لگے۔ تاکہ ہم مجبور ہو کر اذیت ناک سزاؤں کی تاب نہ لاتے ہوئے۔ دوبارہ وہی روش اختیار کر لیں' جس پر ہم پہلے گامزن تھے' یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم اللہ کی عبادت چھوڑ کر بتوں کے پجاری بن جائیں' ہم پھر سے بدکاری کا راستہ اپنا لیں۔ جب انہوں نے ہمیں اذیت ناک صورت حال سے دوچار کیا' ہمیں ناقابل برداشت سزائیں دینا شروع کر دیں' تو ہم تنگ آ کر اپنے گھر بار چھوڑ کر آپ کے پاس چلے آئے' ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ اپنی روایتی فراخ دلی' ہمدردی' اور رحم دلی کا ثبوت دیتے ہوئے' ہمیں اپنے اس ملک میں رہنے کی اور آزادانہ طور پر دین اسلام پر عمل پیرا ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے۔

نجاشی نے پوچھا کیا آپ کے پاس اس نئے دین کا کوئی روحانی پیغام ہے۔

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا بالکل ہمارے پاس روحانی' ایمانی اور آسمانی پیغام ہے۔ نجاشی نے کہا ذرا وہ ہمیں بھی سنائیے۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے درد بھرے انداز میں سورہ مریم کی تلاوت شروع کر دی۔ ان کی دل سوز آواز میں انوکھا کلام سن کر دربار میں سناٹا چھا گیا۔ یہ رقت انگیز پیغام سن کر نجاشی کی آنکھوں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آنسو ٹپکنے لگے۔ علماء کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ جس سے ان کے سامنے پڑی ہوئی کتابیں بھیگ گئیں۔ ہر طرف سے آہوں اور سسکیوں کی آوازیں آنے لگیں۔ قریشی نمائندے یہ منظر دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے۔

دیکھا کہ ہر کوئی رو رہا ہے' آنسو بہا رہا ہے' اس پر کیف حالت میں دربار برخواست ہوا تو قریشی نمائندہ عمرو بن عاص اپنے ساتھی سے کہنے لگا ارے بھئی یہ کیا ہو گیا؟ میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟ یہ کیا جادو چل گیا؟ ہم تو اپنی قوم کو منہ دکھلانے کے قابل بھی نہ رہے۔ ہماری ساری محنت دھری کی دھری رہ گئی۔ ہم سردارانِ قریش کو واپس جا کر کیا جواب دیں گے؟ ہمارے پلے تو کچھ بھی نہ رہا۔ اب ہم کیا کریں؟ پھر خود ہی کہنے لگا' ہاں! میرے ذہن میں ایک نئی ترکیب آئی ہے۔ کل میں دوبارہ دربار میں حاضری دوں گا۔ اور بادشاہ سلامت کی خدمت میں ایک ایسا نکتہ پیش کروں گا جس سے حالات ہمارے حق میں بہتر ہو جائیں گے۔ جب اس نے دوسرے دن دربار میں حاضری دی' تو عمرو بن عاص آداب بجالاتے ہوئے نجاشی کی خدمت میں عرض گزار ہوا کہ بادشاہ سلامت دیکھئے' غضب ہو گیا' یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے۔ دیکھئے یہ لوگ کتنے بے دید ہیں؟

نجاشی نے یہ بات سن کر اپنا روایتی انداز اپناتے ہوئے کہا: اچھا ان سے یہ بات بھی پوچھ لیتے ہیں۔

دوسرے دن پھر مسلمانوں کو دربار میں بلایا گیا۔

نجاشی نے پوچھا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور یہ کہا: بادشاہ سلامت! ہم عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہی نظریہ رکھتے ہیں جو ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے۔

نجاشی نے پوچھا وہ کیا نظریہ ہے؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بولے: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اس کی روح اور وہ کلمہ ہیں جو اللہ نے پاکدامن مریم کی طرف القاء کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ بات سن کر نجاشی نے بڑے جوش کے ساتھ اپنا ہاتھ میز پر مارتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! عیسیٰ علیہ السلام بالکل وہی کچھ ہیں جو آپ نے بیان کیا۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔

اس کے بعد نجاشی نے مہاجرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: آپ میرے مہمان ہیں' آپ یہاں اطمینان سے زندگی بسر کریں گے۔ آپ کو ہماری طرف سے ہر قسم کی سہولت مہیا ہوگی۔ میں دل کی گہرائیوں سے آپ کی قدر کرتا ہوں۔ کوئی اگر آپ کو اپنے قبضے میں لینے کے لئے مجھے سونے چاندی کے پہاڑ بھی پیش کرے تو میں اسے ٹھکرا دوں گا۔ تم میرے سرکاری مہمان ہو۔ تمہارا کوئی یہاں بال بیکا بھی نہیں کر سکتا۔ تمہیں اگر کوئی کچھ کہے گا تو میں اس سے نپٹ لوں گا۔ اور پھر اپنے دربان سے کہا: ان قریشی نمائندوں نے جو تحائف مجھے دیئے ہیں۔ وہ سب انہیں واپس کر دو۔ مجھے ایسے تحائف قطعاً قبول نہیں جو میرے ضمیر کو خریدنے کے لئے پیش کئے گئے ہوں۔ میرے پاس اللہ کا دیا ہوا بہت کچھ ہے۔

پھر عمرو بن عاص سے مخاطب ہو کر گرجدار آواز میں کہا: اپنے تحائف پکڑو اور یہاں سے چلتے بنو۔

عمرو بن عاص یہ صورت حال دیکھ کر بہت پریشان ہوا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ اپنے ساتھی عبداللہ بن ابی ربیعہ سے کہا: چلو بھئی چلیں۔ پھر سر جھکا کر شرمندہ و پراگندہ حال دربار سے نکلے اور اپنے وطن کی راہ لی۔

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

---

جس طرح مسلمانوں کے حکمران کو امیر المومنین روم کے بادشاہ کو قیصر' ایران کے بادشاہ کو کسریٰ' ترکی کے بادشاہ کو خاقان' قبط کے بادشاہ کو فرعون' مصر کے بادشاہ کو عزیز اور یمن کے بادشاہ کو تبع کے لقب سے پکارا جاتا ہے' اسی طرح حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا ہے' جس نجاشی کے پاس پہلی دفعہ مسلمانوں کا مختصر سا قافلہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہجرت کر کے پہنچا تھا اس کا نام اُصحم بن ابجر تھا' اس کو تاریخ میں نجاشی اوّل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس نے بھی اپنے بیٹے کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مکہ معظمہ بھیجا تھا۔ اور خط کے ذریعے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کی اطلاع دی تھی۔ اس نے اپنے بیٹے کے ساتھ حبشہ کے چند چیدہ چیدہ افراد بھی بھیجے تھے۔ نجاشی اوّل اصحم بن ابجر کی وفات کے بعد اس کا بھتیجا اصحمۃ بن الجبر مسند اقتدار پر جلوہ افروز ہوا اسے نجاشی ثانی کہتے ہیں۔ یہ بھی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ذریعے نعمت اسلام سے سرفراز ہوا۔ اس کے والد ابجر کو حبشیوں نے قتل کر دیا تھا۔ اور اس کے بھائی اصحم کو اس غرض سے حکمران تسلیم کر لیا تھا کہ اس کے بارہ بیٹے ہیں۔ لہٰذا طویل عرصے تک وہ یکے بعد دیگرے مسند اقتدار سنبھالے رہیں گے۔ مقتول حکمران کا بیٹا اصحمۃ کم عمر تھا۔ حبشہ کے ارباب حل وعقد نے اسے جزیرۃ العرب میں آباد بنوضمرہ قبیلے کی ایک فرد کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا یہ قبیلہ مقامِ بدر کے قریب رہائش پذیر تھا۔ اصحمۃ کئی سال تک بدر کے قرب و جوار میں اپنے مالک کی بکریاں چراتا رہا' یہاں تک کہ اس نے عربی زبان میں عبور حاصل کر لیا' جب اس کا حکمران چچا قضائے الٰہی سے فوت ہوا تو حبشہ کے ارباب حل وعقد نے محسوس کیا کہ فوت ہونے والے حکمران کے تمام بیٹے نااہل ہیں' ان میں ایک بھی ایسا نہیں جو مسند اقتدار کو سنبھال سکے' باہمی مشورہ کیا کہ اصحمۃ کو ہر صورت واپس لایا جائے۔ ورنہ یہ ملک ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ قرب و جوار کی ریاستیں ہمیں ہڑپ کر لیں گی۔ پھر

ہماری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

لہٰذا اسے جزیرۃ العرب سے بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ واپس لایا گیا۔ اس طرح یہ حبشہ کی مسند اقتدار پر باعزت طریقے سے جلوہ افروز ہوا۔

اصحمۃ بڑے ذہین وفطین اور ان جملہ صلاحیتوں کے مالک تھے جو ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کامیاب حکمران میں ہونی چاہئیں۔ ان کے اقتدار سنبھالنے کے بعد حبشہ کے اقتصادی حالات بہتر ہو گئے' مالی استحکام' دفاعی قوت' اور رعایا کی خوشحالی کے اعتبار سے ملک کی شہرت چہار دانگ عالم میں پھیل گئی' جزیرۃ العرب اور دیگر ریاستوں کے تاجر قیمتی مال کی خرید و فروخت کے لئے حبشہ کا رخ کرنے لگے۔ یہاں عمدہ چمڑا' کشمش' گوند' عطریات' سونا' چاندی' یمنی چادریں' عدن کا کپڑا' اسلحہ اور مختلف معدنیات کی مصنوعات کی خرید و فروخت بڑی کثرت سے ہوتی' یہاں تاجروں کو خاطر خواہ فوائد حاصل ہوئے' عمرو بن عاص اسلام قبول کرنے سے پہلے اکثر و بیشتر حبشہ جایا کرتے تھے۔ اس طرح حبشہ کی اہم شخصیات کے ساتھ اس کا تعارف اور بے تکلفی پیدا ہو چکی تھی اسی لئے سرداران قریش نے مسلمان مہاجرین کو واپس لانے کے لئے اسے حبشہ بھیجا۔ تاکہ یہ اپنے تمام تر روابط اور تعلقات کو بروئے کار لائے۔ لیکن یہ اپنے منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرد و نواح کے حالات پر گہری نگاہ تھی۔ آپ نے ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ' ذہین و فطین اور معاملہ فہم نوجوان جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر نجاشی کے پاس بھیجا۔ اس نے نمائندگی کا حق ادا کرتے ہوئے حبشی حکومت کا رخ پھیر دیا۔ اسلامی اقدار ایسی فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کیا کہ حبشہ کا حکمران نجاشی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اور آخر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام قبول کر لیا۔

---

حبشہ کے اسی حکمران نے ام حبیبہ رملۃ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کا اہتمام کیا تھا اور اپنے پاس سے چار سو دینار حق مہر ادا کیا تھا۔ اور تمام مہاجرین کی اس خوشی میں دعوت بھی کی تھی۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہی مہاجرین میں موجود تھے۔ اور پھر نجاشی نے مہاجرین کو مدینہ منورہ پہنچانے کے لئے دو بڑی کشتیوں کا اہتمام بھی کیا تھا اور تمام مہاجرین کو بڑے اعزاز و اکرام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے ساتھ الوداع کیا۔ یہ قافلہ جب مدینہ منورہ پہنچا تو خیبر فتح ہو چکا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ چچا زاد بھائی سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ دیگر مہاجرین کے ساتھ موجود ہیں' آپ آگے بڑھ کر اس سے بغلگیر ہوئے' اس کا ماتھا چوما' اور یہ ارشاد فرمایا کہ آج معلوم نہیں کہ مجھے خیبر فتح ہونے کی زیادہ خوشی ہے یا اپنے بھائی جعفر کے مدینہ منورہ پہنچنے پر زیادہ خوشی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر سے ملنے والا مال غنیمت تقسیم کرتے وقت ان مہاجرین کو بھی شامل کیا' جو حبشہ سے مدینہ منورہ پہنچے تھے۔ حالانکہ وہ جنگ میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ میں طویل عرصے تک جلا وطنی کی زندگی بسر کرنے والے مہاجرین کی قدر افزائی کی۔ اور انہیں مال غنیمت میں برابر کا حصہ دار بنا کر یہ تاثر دیا کہ یہ بھی ہمارے شریک کار ہیں' یہ ہم سے الگ نہیں' اور ہم ان سے جدا نہیں۔ غزوۂ خیبر میں شریک ہونے والے بھی میرے حکم پر عمل پیرا ہوئے اور حبشہ میں غریب الوطنی کی زندگی بسر کرنے والوں نے بھی میری اطاعت و حکم برداری کو اپنا شعار بنایا۔ دونوں طبقے میرے مطیع و فرمانبردار ہیں' میں دونوں سے خوش ہوں۔

---

حبشہ قیام کے دوران حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے ہوئے۔ عبداللہ' عون اور محمد۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بڑے بیٹے عبداللہ کو ابن ذوالجناحین کہا کرتے تھے۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ابتدائی مراحل ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تو عدت پوری ہونے کے بعد یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقد میں آ گئیں۔ جب وہ فوت ہوئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تو عدت کے ایام گزر جانے کے بعد یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کے ہاں جو بیٹا پیدا ہوا اس کا نام یحییٰ رکھا گیا۔ ان کے بڑے بیٹے عبداللہ بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے' تو بچوں سے بڑی شفقت' محبت اور پیار سے ملتے' ایک روز آپ سفر سے واپس تشریف لائے' راستے میں مجھے دیکھا تو آپ نے اُٹھا کر سواری پر بٹھا لیا' ذرا آگے بڑھے تو حسن یا حسین کھیل رہے تھے' اسے بھی اٹھایا اور اپنی سواری پر بٹھا لیا۔ مدینہ منورہ میں آپ اس طرح داخل ہوئے کہ ہم آپ کے ساتھ سواری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ [بحوالہ مسلم]

---

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہاشمی خاندان کے نہایت حسین و جمیل نوجوان تھے' ان کو جو بھی دیکھتا تو دیکھتا ہی رہ جاتا۔ خود نبی کریم ﷺ نے اس کی شکل وصورت اور عادات واطوار کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

(( اَشْبَهْتَ خَلْقِي وَ خُلُقِي )).

''کہ تم شکل وصورت اور عادت واطوار کے اعتبار سے میرے مشابہ ہو''۔

---

۸ھ ہجری ماہِ جمادی الاوّل کو رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر ترتیب دیا جو صرف تین ہزار مجاہدین پر مشتمل تھا' آپ نے لشکر کی قیادت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا' اگر اسے شہید کر دیا جائے تو امیر لشکر جعفر بن ابی طالب ہوگا۔ اگر اسے بھی شہید کر دیا گیا تو امیر لشکر کے فرائض عبداللہ بن ابی رواحہ سرانجام دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے دعاؤں کے ساتھ اس لشکر کو الوداع کیا۔ مجاہدین جذبہ جہاد اور شوق شہادت سے سرشار ہو کر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔ لشکر اسلام نے سرزمین شام کے سرحدی علاقے بلقاء کے معان مقام کے قریب موتہ بستی میں پڑاؤ کیا' یہاں پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ شاہ روم قیصر دو لاکھ افراد پر مشتمل مسلح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فوج لے کر مقابلے کے لئے پیش قدمی کرتے ہوئے بلقاء کی مشارف نامی بستی میں خیمہ زن ہو چکا ہے۔ مجاہدین یہ صورتِ حال دیکھ کر حیران ہوئے' باہمی مشاورت کے بعد کہنے لگے ہم صرف تین ہزار ہیں' جبکہ دشمن فوج دو لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک مجاہد کو تقریباً ستر افراد کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بعض نے مشورہ دیا کہ ہمیں لڑائی شروع کرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو اس نازک ترین صورت حال سے آگاہ کر دینا چاہئے۔ پھر آپ کی طرف سے جو حکم ملے اس پر عمل کیا جائے۔ اس موقع پر حضرت عبداللہ بن رواحہ جذبہ ایمان سے سرشار ہو کر فرمانے لگے' میرے مجاہد بھائیو گھبرانے کی کیا بات ہے؟ ہمارے لئے ہر صورت میں کامیابی ہے۔ فتح پالی تو غازی بن کر لوٹیں گے۔ اگر شہید ہو گئے تو سیدھے جنت میں جائیں گے۔ ہمیں بے دریغ دشمن کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس لئے تو ہمیں یہاں بھیجا گیا ہے۔

مجاہدو! اب لڑے بغیر واپسی کا خیال دل سے نکال دو' تمہیں اس سے کیا غرض کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے یا کم' اللہ ہمارا حامی و ناصر ہوگا' فتح و نصرت اس کے قبضہ قدرت میں ہے' یہ باتیں سن کر مجاہدین کے حوصلے بلند ہوئے۔

لشکر اسلام کو اس طرح ترتیب دیا گیا کہ دائیں جانب قطبہ بن قتادہ کو سونپی گئی۔ بائیں جانب عبادہ بن مالک انصاری کو سپرد کی گئی۔ مقدمۃ الجیش کا کمانڈر زید بن حارثہ کو بنایا گیا۔ اس کے پیچھے متصل جعفر بن ابی طالب کو کھڑا کیا گیا' اور اس کے ساتھ عبداللہ بن رواحہ کو متعین کیا گیا۔ دونوں لشکر آپس میں ٹکرا گئے' گھمسان کا رن پڑا۔ تیروں' تلواروں اور نیزوں کی جھنکار' گھوڑوں کی ہنہناہٹ زخمیوں کی چیخ و پکار اور مجاہدین کے نعرۂ تکبیر سے میدانِ جنگ گونج رہا تھا۔ امیر لشکر زید بن حارثہ پر یکبارگی تیروں کی بوچھاڑ ہوئی تو جسم سے خون کے فوارے پھوٹنے لگے۔ آپ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے تو جعفر بن ابی طالب نے لشکر اسلام کا جھنڈا تھام لیا۔ اپنی تیز رفتار گھوڑی کی ٹانگیں کاٹ دیں کہ کہیں یہ دشمن کے کام نہ آ سکے۔ برق رفتاری سے لڑائی لڑنے لگے۔ جوش و جذبے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی علامت بنے ہوئے بار بار یہ کہہ رہے تھے۔ واہ واہ جنت اور اس کا قرب' صاف ستھرا اور ٹھنڈا مشروب' رومیوں کے لئے عذاب آ چکا' یہ کافر حسب و نسب کے اعتبار سے دور از شرافت ہیں' مجھ پر فرض ہے کہ جب ان سے ملوں تو ان کی گردنیں اڑاتا چلا جاؤں۔ یہ کہتے ہوئے بڑے جوش و جذبے کے ساتھ رومیوں کی گردنیں اڑا رہے تھے کہ موقع پا کر ایک رومی فوجی نے بڑے زور سے ان کے دائیں بازو پر تلوار کا وار کیا۔ جس سے ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ انہوں نے فوری طور پر جھنڈا اپنے بائیں ہاتھ میں تھام لیا۔ تھوڑی دیر بعد اس پر وار ہوا تو وہ بھی کٹ گیا۔ تو جھنڈا اپنے بازوؤں میں تھام لیا۔ اسے سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک دشمن نے آپ کی کمر پر تلوار کا زوردار وار کیا۔ جس سے ان کا جسم کٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ اس طرح امیر لشکر حضرت جعفر بن ابی طالب جام شہادت نوش کرتے ہوئے جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنگ موتہ میں میں بھی شریک تھا۔ ہم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا تو ان کا جسد خاکی خون میں لت پت شہداء کی لاشوں میں پڑا ہوا پایا۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے جسم پر تیروں' نیزوں اور تلواروں کے تقریباً نوے گہرے زخم لگے ہوئے تھے' اور یہ سب کے سب زخم سینے کے جانب تھے۔ پیٹھ پر کوئی زخم نہیں تھا۔ [بحوالہ بخاری شریف]

پھر شاہِ امم سلطانِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حضرت عبداللہ بن رواحہ نے لشکر اسلام کی قیادت سنبھالی یہ بھی دادِ شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے' اس کے بعد قیادت کے فرائض حضرت خالد بن ولید کے سپرد ہوئے۔ انہوں نے قیادت سنبھالتے ہی لشکر کی ترتیب فوری طور پر بدلنے کا حکم دیا۔ دائیں بائیں' آگے پیچھے مجاہدین برق رفتاری سے اپنی جگہیں بدلنے لگے تو یہ ہلچل دیکھ کر دشمن کے اوسان خطا ہو گئے۔ ان کے دلوں میں خوف و ہراس پیدا ہونے لگا۔ وہ سوچنے لگے کہ یکدم تبدیلی کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شاید کوئی نئی کمک پہنچ گئی ہے۔ ان کے قدم ڈگمگانے لگے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت خالد بن ولید کا یہ پہلا معرکہ تھا۔ جس میں انہوں نے دشمن پر تابڑ توڑ حملے کرتے ہوئے نو تلواریں توڑیں اور یہ جنگی تاریخ کا ایک منفرد اور انوکھا کارنامہ ہے۔ اس معرکے میں انہیں لسانِ رسالت سے ''سیف اللہ'' کا لقب ملا۔

وہ اس طرح کہ جب جنگ موتہ پورے شباب پر تھی تو اللہ رب العزت نے جنگ کا منظر اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ پر منکشف کر دیا۔ آپ نے اہل مدینہ کو مسجد نبوی میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ اطلاع ملتے ہی سب لوگ فوری طور پر مسجد میں جمع ہو گئے۔ آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ حمد و ثناء کے بعد آپ نے ایسے انوکھے اسلوب میں خطاب کا آغاز کیا' جیسے کہ آپ جنگ کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: لوگو! وہ دیکھو گھمسان کا رن پڑا ہوا ہے' مقابلہ بہت سخت ہے' لشکر اسلام کے مجاہدین اپنی جان کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ وہ دیکھو امیر لشکر زید بن حارثہ جام شہادت نوش کر گئے۔ اللہ اسے جنت نصیب کرے۔ میں اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔

اب لشکر اسلام کا جھنڈا ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ جعفر بن ابی طالب نے تھام لیا۔ اس کا دایاں ہاتھ کٹ گیا' اب بایاں ہاتھ کٹ گیا' اب جسم دو ٹکڑے ہوا اور زمین پر گر گئے۔ شہادت کا جام پی لیا۔ جنت میں اپنا مقام بنا لیا۔ میں اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔ اب لشکر اسلام کی قیادت عبداللہ بن رواحہ نے سنبھال لی۔ اس کے بعد آپ خاموشی کے ساتھ دیکھنے لگے۔ حاضرین کو یوں محسوس ہو رہا تھا' جیسے آپ بڑے غور سے کوئی منظر دیکھ رہے ہیں۔ پھر اچانک لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: لو وہ بھی شہید ہو گئے۔ اب مجھے یوں دکھائی دے رہا ہے کہ فرشتے ان تینوں شہداء کو سونے کی چارپائیوں پر رکھ کر جنت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

اب لشکر اسلام کی قیادت اللہ کی تلوار خالد بن ولید کے ہاتھ میں ہے۔ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لشکر اسلام کو دشمن کے نرغے سے بسلامت نکال کر واپس لوٹ رہے ہیں۔ آپ نے جنگ کی منظر کشی اس انداز میں کی کی جیسے آپ بچشم خود لڑائی کو دیکھ رہے ہیں۔

شاہِ امم سلطان مدینہ ﷺ کو اس جنگ کا کشف ہو گیا۔ لہٰذا آپ سینکڑوں میل دور لڑی جانے والی جنگ لمحہ بہ لمحہ روئیداد مدینہ منورہ میں موجود لوگوں کو سنانے لگے۔ خطاب سے فارغ ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالب کے گھر تشریف لے گئے۔

آپ نے دیکھا کہ اس کی بیوی اسماء بنت عمیس اپنے بچوں کو نہلا دھلا کر انہیں اجلے اور صاف شفاف کپڑے پہنا رہی ہے۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میں نے رسولِ اقدس ﷺ کو اپنے گھر میں قدم رنجا فرماتے ہوئے دیکھا تو میری خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ آپ اندر تشریف لے آئے۔ بچوں کو اپنے پاس بلایا۔ انہیں اپنی گود میں بٹھایا' سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے لگے میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ افسردہ ہے۔ آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں' میں گھبرا گئی' دل تھام کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ خیر تو ہے کیا ہوا؟ آپ نے آنسو بہاتے ہوئے ارشاد فرمایا: بچوں کا باپ شہید ہو گیا ہے۔

یہ بات سنتے ہی میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ میری حالت غیر ہونے لگی تو آپ نے مجھے تسلی دیتے فرمایا کہ اسماء گھبراؤ نہیں' میں نے جعفر بن ابی طالب کو دیکھا ہے کہ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ محو پرواز ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ آلِ جعفر کے لئے کھانا تیار کرو۔ کیونکہ وہ آج غم میں مبتلا ہے۔

ترمذی شریف میں یہ ایمان افروز روایت منقول ہے:

(( عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيْرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ )). [رواہ الترمذی]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''میں نے جعفر کو دیکھا کہ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہا ہے''۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

---

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اسماء بنت عمیس آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی' آپ نے ارشاد فرمایا: اے اسماء! جعفر جبریل اور میکائیل کے ہمراہ میرے پاس سے گزرا' اس نے مجھے بتایا کہ اس کی فلاں فلاں دن مشرکین سے لڑائی ہوئی۔ اس نے اسلام بھی کہا: اے اسماء! تم سلام کا جواب دو' اسے لڑائی کے دن سینے پر تہتر زخم لگے۔

اس نے جھنڈا دائیں ہاتھ میں پکڑا' وہ کاٹ دیا گیا' پھر جھنڈا بائیں ہاتھ میں پکڑا' اسے بھی کاٹ دیا گیا' پھر اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے میرے کٹے ہوئے ہاتھوں کے بدلے دو پر مجھے عطا کر دیئے' اب میں ان پروں کے ذریعے جنت میں جہاد چاہتا ہوں۔ جبریل اور میکائیل کے ہمراہ پرواز کرتا ہوں اور جنت کے پھل کھاتا ہوں۔ [بحوالہ مستدرک حاکم ۳/۲۱۰، ۲۱۱]

---

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر آئی تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے پہچان لیا کہ آپ کا چہرہ انور غمگین و افسردہ تھا۔ [بحوالہ مستدرک حاکم ۳/۲۰۹۔ اسد الغابہ ۱/۳۹۳]

اے شہداء کی فہرست میں اعلیٰ مقام پر فائز ہونے والے! اے دو ہجرتوں کی سعادت حاصل کرنے والے! اے میدانِ جہاد میں اپنے بازو قربان کر کے جنتی بازو حاصل کرنے کا اعزاز پانے والے! اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منظورِ نظر! اے ابوالمساکین کا لقب پانے والے! اے جود و سخا کے پیکر! اے جنگ مؤتہ میں قیادت کا حق ادا کرنے والے! اے سفیر رسول کا عالی مقام منصب حاصل کرنے والے! تجھ پر اللہ تعالیٰ رحمت کی برکھا برسے۔ اللہ تجھ سے راضی اور تو اپنے اللہ سے راضی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



12

# سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں نے تجھے دیکھا کہ تو اپنی صحیح ٹانگ سے جنت میں چل رہا ہے۔ [فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے سرزمین عرب کے باشندے خاندان قریش کے تابع تھے' پورے عرب کی سیاسی اور مذہبی قیادت قریش کے پاس تھی' بیت اللہ کا نگہبان بھی یہی خاندان تھا۔ سرزمین عرب میں یوں تو بے شمار بتوں کی پوجا پاٹ کی جاتی تھی لیکن تین بت زیادہ بڑے اور مشہور تھے۔ مکہ کے باشندے عزیٰ کے پجاری مدینہ منورہ کے باشندے مناۃ کی پوجا پاٹ کرتے تھے اور طائف کے باشندے ''لات'' کی پوجا کرتے تھے۔

بعض لوگوں نے اپنی انفرادی عبادت کے لئے بت بنا کر اپنے گھروں میں سجا رکھے تھے۔

مدینہ منورہ میں قبیلہ بنو سلمہ کے سردار عمرو بن جموع بن زید الخزرجی الانصاری اجتماعی طور پر مدینہ منورہ میں موجود تمام بتوں کے نگران تھے' لیکن اس نے اپنی عبادت کے لئے نہایت عمدہ لکڑی کا بت بنا کر اپنے گھر کے ایک کمرے میں سجا رکھا تھا۔ بت کی پوجا پاٹ کرتے ہوئے اس کی عمر ساٹھ برس ہو چکی تھی۔ عمرو بن جموح کے چار بیٹے تھے۔

1. معاذ بن عمرو۔
2. معوّذ بن عمرو۔
3. خلاد بن عمرو۔
4. عبدالرحمان بن عمرو۔

عمرو بن جموح کی بیوی کا نام ہند بنت عمرو بن حرام تھا' اس کی بیوی اور ساری اولاد مبلغ اسلام حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر چکی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھی۔ عمرو بن جموع کے علاوہ سارے گھر والے اسلام قبول کر چکے تھے۔ لیکن یہ ابھی مناۃ بت کی پوجا پاٹ میں ہی الجھا ہوا تھا۔ اس کے دل کی آنکھیں کس طرح کھلیں؟ اسے اپنے معبود مناۃ کی بے بسی کا کیسے علم ہوا؟ اس نے اسلام قبول کرنے کی سعادت کیسے حاصل کی؟ یہ بھی ایک دلچسپ داستان ہے۔

## اسلام قبول کرنے کی روئیداد

عمرو بن جموح کو مبلغ اسلام حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے خطرہ محسوس ہونے لگا۔ کیونکہ اس مکی نوجوان کی تبلیغ سے قبیلہ اوس اور خزرج کے بیشتر سرکردہ افراد بت پرستی چھوڑ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے' یہاں تک کہ قبیلہ اوس کا سردار سعد بن معاذ اپنے قبیلے کے بیشتر افراد کے ہمراہ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکا تھا' اسی طرح عمرو بن جموح کے اپنے قبیلے بنوسلمہ کے بہت سے افراد اپنا آبائی دین چھوڑ کر دین اسلام قبول کر چکے تھے' یہاں تک کہ اس کا مخلص دوست عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ اس طرح اس کا بیٹا معاذ بن عمرو حلقہ بگوش اسلام ہو چکا تھا۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ ایک دن بنوسلمہ کے لوگ جب بیدار ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جن بتوں کی وہ پوجا پاٹ کرتے ہیں' انہیں دائیں بائیں سے چھیدا ہوا ہے۔ ان کے اعضاء توڑے ہوئے ہیں۔ بلاشبہ یہ بنوسلمہ کے ان نوجوانوں کی کاروائی تھی جو دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ جو اپنے رب پر ایمان لا چکے تھے' اور وہ نوجوان یہ تھے:

1. معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ۔
2. معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ۔
3. عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ۔
4. ثعلبۃ بن عنتمہ رضی اللہ عنہ۔

عمرو بن جموح کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں اس کے بیٹے اپنے آباء واجداد کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دین کو چھوڑنے کے جرم میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ کہیں ہمارے بتوں کی بے حرمتی انہیں ناقابل تلافی نقصان نہ پہنچا دے۔ ہر وقت دل کو یہی کھٹکا لگا رہتا کہ میری اولاد کہیں اپنے آبائی دین سے منحرف نہ ہو جائے۔ کہیں مکی نوجوان کی چکنی چپڑی باتیں ان پہ اثر انداز نہ ہو جائیں۔ کہیں یہ اس کے چنگل میں نہ پھنس جائے۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا: اپنی اولاد کا خیال رکھنا' ان پر کڑی نگاہ رکھنا' کہیں یہ ہمارے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ مکی نوجوان کی باتوں کی لپیٹ میں نہ آ جائے۔ اس نے کہا: ذرا اپنے بیٹے معاذ سے وہ باتیں تو سنیں جو وہ مکی نوجوان مصعب بن عمیرؓ سے سن کر آیا ہے۔ بیوی کی یہ بات سنتے ہی عمرو بن جموح نے کان کھڑے کئے اور گرجدار آواز میں بولا کیا کہا؟ اس پر بھی اثر ہو گیا ہے؟

بیوی نے بڑے دھیمے انداز میں کہا' نہیں ایسی کوئی بات نہیں دوسرے لوگ اس کی باتیں سن رہے تھے تو یہ بھی راہ چلتے سننے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ بات سننے سے کیا ہوتا ہے۔ اس نے بھی سوچا بات تو یہ ٹھیک کہتی ہے۔ میں اپنے قبیلے کا سردار ہوں' صاحب عقل ہوں' بات سننے میں کوئی حرج ہے۔

اس نے اپنے بیٹے معاذ کو بلایا اور اس سے کہا: مجھے بھی وہ کچھ بتاؤ جو تم مکی نوجوانوں سے سن کر آئے ہو۔ تو اس نے پڑھنا شروع کر دیا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

﴿ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن ○ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ ○ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ ﴾

شروع اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے۔

''تمام تر شکر اللہ کے لئے ہے جو کائنات کا رب ہے۔ رحمان اور رحیم ہے۔ روز جزا و سزا کا مالک ہے۔ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت دے''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عمرو بن جموح نے بڑے غور سے دل لگا کر یہ نیا' انوکھا اور عجیب وغریب کلام سنا تو اس کے رگ وریشہ پر اثر انداز ہوتا چلا گیا۔ کہنے لگا بخدا یہ کلام تو بڑا حسین' دلفریب اور دلنشین ہے۔

بیٹے معاذ سے پوچھا کیا مکی نوجوان سارا کلام اسی طرح کا سناتا ہے؟ بیٹے نے کہا: ابا جان بالکل اسی قسم کا نہایت دلچسپ اور دلربا کلام سناتا ہے۔ کیا آپ اس کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ دیکھئے ابا جان! آپ کی قوم کے بیشتر افراد اس کے گرویدہ ہو چکے ہیں۔ عمرو بن جموح نے کہا نہیں' ابھی نہیں' مجھے اس معاملے میں ذرا سوچ لینے دیں۔ پھر اس نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور اس کے پیروکاروں کی طرف پیغام بھیجا کہ یہ کیا نیا گورکھ دھندا شروع کر رکھا ہے؟ انہوں نے کہا اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کی خدمت میں پہنچ کر یہ دلنشین کلام آپ کو بھی سنانے کے لئے تیار ہیں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے' آ جائیں۔ قبیلے کے نو آموز مسلمان حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس کے پاس پہنچ گئے۔ اور مبلغ اسلام حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نہایت عمدہ انداز میں سورہ یوسف کی تلاوت شروع کر دی جس سے حاضرین مجلس پر وجد طاری ہو گیا۔ پھر انہوں نے عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ سے پوچھا' سنایئے کیا خیال ہے' کہنے لگا ابھی مجھے اپنی قوم کے چیدہ چیدہ افراد سے مشورہ کرنا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے قبیلے کا سردار تھا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں سے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اپنے اس کمرے میں داخل ہوا جہاں اس کا بت مناۃ آویزاں تھا۔

اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ میرے سوہنے مناۃ جی آپ جانتے ہیں' جو کچھ مجھ سے یہ لوگ چاہتے ہیں' کیا آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں؟ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ مناۃ بت کے سامنے اپنی یہ التجاء کرنے کے بعد کمرے سے باہر نکل گیا۔ رات کے سناٹے میں جب عمرو بن جموح جب گہری نیند میں خراٹے لینے لگا تو معاذ بن عمرو' اس کا دوست معاذ بن جبل اور بنو سلمہ کے چند دیگر نوجوان دبے پاؤں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کمرے میں داخل ہوئے اور انہوں نے چپکے سے مناۃ کو اٹھایا اور مدینہ منورہ کے اس بے آباد کنویں میں لے جا کر پھینک دیا' جس میں لوگ گندگی پھینکا کرتے تھے۔ صبح کے وقت معمول کے مطابق جب عمرو بن جموح پوجا پاٹ کے لئے مناۃ کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ اسے دکھائی نہ دیا' اپنے معبود مناۃ کو غائب دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی۔ اور سر پر ہاتھ مارتے ہوئے واویلا کرتے ہوئے کہنے لگا یہ ہمارے معبود کے ساتھ کیا ہو گیا؟ ہم لٹ گئے' ہم مارے گئے' ہم تباہ و برباد ہو گئے' ہمارے پلے کچھ نہ رہا۔ لیکن اس کا چیخنا چلانا سب بیکار گیا۔ کوئی وہاں ہو تو جواب دے۔ رونے دھونے کے بعد اس نے مناۃ کی تلاش شروع کر دی' گھر کا کونہ کونہ چھان مارا' کہیں اس کا سراغ نہ ملا' پھر اس کی تلاش میں گھر سے باہر نکلا۔ ایک گڑھے میں دیکھا تو وہاں مناۃ گندگی کے ڈھیر میں منہ کے بل پڑا تھا۔ وہاں سے اسے اٹھایا گھر لایا' اسے غسل دیا' نئے کپڑے پہنائے' خوشبو لگائی اور پھر اس کمرے میں آویزاں کر کے کہنے لگا: اللہ کی قسم اگر مجھے پتہ چل جائے کہ کس نے تیرے ساتھ یہ بدسلوکی کی ہے تو میں اسے رسوا کن سزا دوں گا۔

دوسری رات جب عمرو بن جموح نیند کی آغوش میں چلا گیا تو معاذ بن عمرو کے ہمراہ مسلمان نوجوان پھر گھر میں داخل ہوئے۔ چپکے سے مناۃ کو اٹھایا اور لے جا کر ایک دوسرے گڑھے میں پھینک دیا' یہ گڑھا پہلے کی نسبت بڑا تھا اور اس میں بھی لوگ گندگی پھینکا کرتے تھے۔ صبح ہوئی' عمرو بن جموح پوجا پاٹ کے لئے کمرے میں داخل ہوا تو مناۃ کو وہاں سے غائب پایا۔ چیختے چلاتے ہوئے پھر اس کی تلاش شروع کی تو تلاشِ بسیار کے بعد اسے ایک دوسرے گڑھے میں منہ کے بل گندگی میں لتھڑا ہوا پڑا دیکھا۔ وہاں سے اٹھایا گھر لا کر اسے غسل دیا۔ کپڑے پہنائے اور خوشبو لگائی' اور کمرے میں آویزاں کر دیا۔ اور اس کے گلے میں تلوار لٹکا دی۔ اور کہنے لگا میرے سوہنے مناۃ جی مجھے تیرے دشمن کا پتہ نہیں چل رہا۔ آج یہ تلوار تیرے گلے میں لٹکا رہا ہوں' اب اگر دشمن تجھے اٹھانے کے لئے آ جائے تو اس تلوار سے اس کا کام تمام کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دینا۔ اگر مجھے پتہ چل جاتا تو میں اس سے نپٹ لیتا۔ تلوار لٹکا کر اس نے سمجھا کہ اب دشمن اس کے قریب نہیں آ سکے گا۔ اگر آیا تو بچ کر نہیں جا سکے گا۔ واقعی شرک انسان کی عقل کو ماؤف کر دیتا ہے۔ تیسری رات جب عمرو بن جموح گہری نیند سو گیا تو بیٹے نے اپنے ساتھیوں کو اطلاع دے دی' وہ دبے پاؤں گھر میں داخل ہوئے' چپکے سے مناۃ کو اُٹھایا' باہر گلی میں ایک کتا مرا ہوا پڑا تھا' اسے مناۃ کے ساتھ نتھی کر دیا اور تلوار بھی گلے میں لٹکتی رہنے دی اور اسے لے جا کر پھر تیسرے گڑھے میں پھینک دیا' یہ گڑھا پہلے دونوں گڑھوں کی نسبت زیادہ بڑا اور گندگی سے بھرا ہوا تھا۔ صبح ہوئی' عمرو بن جموح حسب معمول کمرے میں داخل ہوا تو آج پھر اس کا معبود مناۃ کمرے میں نہ تھا۔ اس کی تلاش شروع کی تو بالآخر وہ گڑھے میں گندگی کے ڈھیر میں اوندھے منہ پڑا تھا۔ غور سے دیکھا تو تلوار اس کے گلے سے لٹک رہی تھی اور ساتھ ایک مردہ کتا بھی نتھی تھا یہ اس حالت میں دیکھ کر اسے یہ کہتے ہوئے وہیں رہنے دیا کہ مناۃ اگر تجھ میں کوئی دم خم ہوتا تو اپنے دشمن کا مقابلہ کرتا' تلوار تیرے پاس تھی' اور مزید برآں یہ مردہ کتا تیرے ساتھ نتھی ہے۔ جب تو اپنا دفاع نہیں کر سکتا تو ہمارے کام کیسے آ سکتا ہے۔ بس اب تو یہیں رہ' تیرا یہی ٹھکانہ ہے۔ میرا بیٹا اور دیگر اس کے ساتھی ٹھیک ہی کہتے ہیں' واقعی وہ سچے ہیں' ان کا دین سچا ہے اور اس کے بعد اس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔

---

اسلام قبول کرنے سے حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یکسر انقلاب آ گیا۔ جہالت کی تاریکیوں سے اسلام کی روشنیوں کی طرف سفر اس کے لئے پر لطف ثابت ہوا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کا دل پہلے کی نسبت منور ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے اسلام قبول کرنے سے بنو سلمہ کے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ سب سے زیادہ خوشی کا اظہار ان کے جگری دوست عبداللہ بن عمرو بن حرام نے کیا۔ زمانہ جاہلیت میں اس کے ساتھ بڑے گہرے تعلقات تھے۔ اسے اس سے پہلے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہو گئی تھی۔ اس کی ہمشیرہ ہند بنت عمرو اس کی بیوی تھی۔ وہ اور اس کی اولاد بھی خفیہ طور پر مسلمان ہو گئے تھے۔ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے اہل خانہ کی خوشیاں دوبالا ہو گئیں۔ گھر میں شادمانی کے دیپ جلنے لگے۔

---

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بہت زیادہ لنگڑا کر چلتے تھے' اور بڑھاپا بھی تھا' لیکن اس کے چاروں بیٹے جہاد کے لئے پوری طرح تیار تھے۔ جنگ بدر کا اعلان ہو گیا' حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے بھی جہاد میں شریک ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ بیٹوں نے عرض کی ابا جان! آپ بوڑھے ہیں اور پھر آپ معذور بھی ہیں' جنگ جوانوں کا کام ہے۔ آپ گھر میں ہی رہیں۔ یہ سن کر بڑے رنجیدہ ہوئے' بیٹوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوا دیا' آپ نے بھی یہی فرمایا کہ آپ یہیں گھر پہ رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پا کر مدینہ منورہ میں رک گئے۔ لشکر روانہ ہو گیا۔ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کو رکنے کا حکم دیا' تا کہ اسے ترتیب دیا جا سکے' کہیں ایسا نہ ہو کہ راستے میں ہی دشمن سے مقابلہ کرنے کی نوبت آ جائے۔ جب لشکر کو ترتیب دینے کے لئے روکا گیا تو خلاد بن عمرو کو کوئی ضرورت محسوس ہوئی' اجازت لے کر وہ گھر گئے۔ ابا جان سے ملاقات ہوئی تو اس نے لشکر اسلام کا حال پوچھا۔ اسے بتایا گیا کہ لشکر کو ترتیب دینے کے لئے کچھ دیر اسے روکا گیا ہے۔ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ اس جنگ میں لشکر اسلام کو کامیابی میسر آئے گی''۔

لشکر اسلام مقام بدر پر پہنچا' دونوں فوجوں میں گھمسان کا رن پڑا' عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کے بیٹے معاذ بن عمرو نے ابوجہل کی پنڈلی پر تلوار کا وار کر کے اس کی ٹانگ کاٹ دی' وہ گھوڑے سے نیچے گر گیا۔ عکرمہ بن ابی جہل نے جب اپنے باپ کا حشر دیکھا تو اس نے آگے بڑھ کر معاذ پر حملہ کیا جس سے اس کا بازو کٹ گیا' وہ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طرح کہ بازو کی ہڈی کٹ گئی' لیکن جلد رہ گئی' جس کی وجہ سے بازو لٹک گیا۔ یہ بازو جب جہاد میں رکاوٹ ثابت ہونے لگا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے از خود اپنے بازو کو الگ کر دیا' اور انتہائی جوش و جذبے سے جہاد میں مصروف رہے۔

عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا کہ اس کے بیٹے نے قریش کے سردار ابو جہل کو قتل کر دیا ہے تو اس کی خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ اس نے اللہ کا شکر ادا کیا' جس نے اس کے بیٹوں کو جذبہ جہاد سے آشنا کیا ہے' اور جہادی کارنامے سرانجام دینے کی توفیق عطا کی ہے۔ غزوہ بدر کو بپا ہوئے پورا ایک سال بیت گیا' قریش مکہ نے منصوبہ بنایا کہ مسلمانوں سے بدر کی شکست کا بدلہ لیا جائے اور وہ اس طرح کہ وہاں جا کر ان کے ساتھ دو دو ہاتھ کئے جائیں۔ اس لئے انہوں نے بھرپور تیاری کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف پیش قدمی کی۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش مکہ کی پیش قدمی کے بارے میں اطلاع مل چکی تھی' آپ نے بھی جہاد کے لئے اعلان کر دیا اور مسلمانوں کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ سے باہر نکل آئے۔ اس موقع پر حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے بھی جہاد میں شریک ہونے کا شوق ظاہر کیا۔ بیٹوں نے روکا کہ آپ معذور ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا:

(( اَما اَنْتَ فقد عذرك اللّٰه فلا جهاد عليك )).

''آپ معذور ہیں' آپ پر جہاد فرض نہیں''۔

لیکن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی۔ ان کا شوق دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹوں سے فرمایا:

(( لَا عليكم ان لا تمنعوه لعل اللّٰه يرزقه الشهادة )).

''اسے نہ روکو ہوسکتا ہے کہ اللہ اسے شہادت نصیب فرما دے''۔

یہ حکم سن کر حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔ بیوی کے پاس گئے' سلام کہا' اپنا ہتھیار لیا اور یہ ارشاد فرمایا:

واللّٰه انیَ لا رجو ان أطأ بعرجتی هٰذِهٖ فی الجنة.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں جنت میں لنگڑاتا ہوا داخل ہوں''۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی:

اللّٰھم ارزقنی الشھادۃ ولا تردّنی الٰی اھلی خائبًا.

''الٰہی! مجھے شہادت عطا کرنا اور مجھے اپنے گھر ناکام واپس نہ کرنا''۔

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ جہاد میں شرکت کی اجازت ملنے پر شاداں و فرحاں اپنے مجاہد بیٹوں کے ہمراہ جنگ احد میں شرکت کے لئے چوکڑیاں بھرتے ہوئے روانہ ہوئے' ان کے نسبتی برادر عبداللہ بن عمرو بن حرام آگے چل رہے تھے' ان کا غلام ابو ایمن ساتھ تھا' بیٹے بھی دائیں بائیں اور پیچھے جذبہ جہاد سے سرشار جارہے تھے۔ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کا قد لمبا تھا لیکن لنگڑا کر چلتے تھے۔ لڑائی شروع ہوئی دوران جنگ کا پانسہ پلٹا مسلمان مشکلات کا شکار ہوئے۔ داد شجاعت دیتے ہوئے عبداللہ بن عمرو بن حرام جام شہادت نوش کر گئے۔ غلام ابو ایمن شہید ہو گیا۔ بیٹا خلاد جام شہادت نوش کر گیا' عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے' اس کی بیوی ہند کو پتہ چلا' آگے بڑھی لاشوں کو اونٹ پر لادا' مدینہ منورہ کی طرف چل پڑی' راستے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی' اس نے حال پوچھا۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ و سلامت ہیں' ان کے ہوتے ہوئے بڑی سے بڑی مصیبت بھی ہمارے لئے معمولی ہے۔

انہوں نے پوچھا کہ اونٹ پر کیا ہے؟ بتایا شہداء کی لاشیں ہیں' میں چاہتی ہوں کہ انہیں مدینہ منورہ میں دفن کروں۔ یہ میرے خاوند عمرو بن جموح' میرے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حرام' اور بیٹے خلاد کی لاشیں ہیں۔ یہ کہتے ہوئے اونٹ کو ہانکا' لیکن اس نے مدینہ منورہ کی طرف قدم نہ اٹھایا' جب اس کا رخ اُحد کی طرف کیا گیا تو وہ تیزی سے چلنے لگا' یہ صورت حال دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ کو چھوڑ دیں' یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے' یہ اسی طرف چلے گا جس طرف اسے چلنے کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حکم ملے گا۔ بالآخر شہداء کو میدان اُحد میں دفن کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہما کو ایک قبر میں دفن کیا جائے' کیونکہ یہ دنیا میں ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے۔ لہٰذا ان دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

انہیں اسی حالت میں کہ زخموں سے خون بہہ رہا تھا' دفن کر دیا گیا' اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هولَآءِ إِنَّهُ من جَرِيحٍ يُجرَحُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا وَ يَبْعَثه اللّٰه يوم القيامة يُدْمِي جرحُهُ اللونُ لَونُ دَمٍ والرِيحُ رِيحُ مِسْكٍ )). [البدايه والنهايه ۳ / ۵۴۲]

''میں ان لوگوں کا گواہ ہوں کہ اللہ کی راہ میں کوئی زخم بھی لگے تو قیامت کے دن اس کو اس حالت میں اٹھائے گا کہ زخم سے خون بہتا ہوگا' جس کا رنگ خون کا ہوگا اور اس سے خوشبو کستوری کی آتی ہوگی''۔

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد اگرچہ تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہے' البتہ جتنی زندگی اسلام کی حالت میں انہوں نے گزاری وقابل رشک تھی۔ اسلام قبول کرنے سے زمانہ جاہلیت کی تمام میل کچیل اتر چکی تھی' دل آئینے کی طرح صاف شفاف ہو چکا تھا۔ وہ بڑے نرم دل' ہمدرد اور سخی تھے۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے بنوسلمۃ سے پوچھا تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے کہا: ہمارا سردار جدّ بن قیس ہے' لیکن وہ بڑا بخیل ہے۔ آپ نے فرمایا بخل سے بڑھ کر بھی کوئی بیماری ہوسکتی ہے' تمہارا سردار گھنگھریالے بالوں والا سفید رنگ عمرو بن جموح ہے۔

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بڑے سخی تھے۔ انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنا مال اور اولاد کھپا دیئے۔ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

(( والذی نفسی بیدہٖ ، اِنَّ منکم لَمَنْ لَو اَقْسم عَلَی اللّٰہ لأبرَّہٗ منھم عمرو بن الجموح )). [الاستیعاب ١/ ٤٩٧]

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں اگر وہ اللہ پر قسم ڈال دیں تو وہ اسے پورا کر دے' ان میں سے ایک عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ ہے''۔

سیر اعلام النبلاء میں حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی کرامت کا ذکر کیا گیا ہے۔ علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کو ایک ساتھ ایک قبر میں دفن کیا گیا تھا' چھیالیس سال کے بعد وہاں سیلاب آیا' جس سے ان کی قبر بہہ گئی' دونوں لاشیں ظاہر ہو گئیں' انہیں دفن کرنے کے لئے دوسری جگہ قبر بنائی گئی' دیکھنے والے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دونوں لاشیں اس طرح تروتازہ معلوم ہو رہی تھیں' جیسے آج ہی دفن کی گئی ہوں' زخموں سے خون بھی تازہ معلوم ہو رہا تھا' ایک لاش نے اپنے زخم پر ہاتھ رکھا ہوا تھا' ہاتھ کو ہٹایا گیا لیکن وہ ہاتھ پھر اسی جگہ پلٹ آیا' جس جگہ زخم پر وہ پہلے تھے حالانکہ ان کی شہادت اور سیلاب کے درمیان چھیالیس سال کا طویل وقفہ تھا۔

شہداء کی لاشوں کو جب بھی کبھی ایک جگہ سے دوسری جگہ بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس غرض سے قبر کھودی گئی تو اس سے کستوری کی خوشبو آنے لگی۔ یہ شہداء کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اعزاز و اکرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ میدان احد میں شہداء کی قبروں پر جاتے اور دعا کرتے' یہ زندگی بھر ان کا معمول رہا۔ بلاشبہ شہداء نے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضا حاصل کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



﴿ اُولٰئِکَ جَزَآؤُھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۳۶]

---

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( نِعم الرّجُلُ عَمرو بن الجَموحِ )).

''عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بہت بہتر آدمی ہے''۔ [بحوالہ تاریخ اسلام ذہبی المغازی ۲۱۶]

---

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو جلد از جلد جنت میں جانے کا شوق تھا۔ جنگ بدر میں حضرت عمرو بن جوح رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے گلہ کیا کہ تم نے مجھے جنگ بدر میں جنت میں جانے سے روکا' لیکن جنگ اُحد میں یہ بیٹوں کے روکنے سے بھی نہ رکے' اصرار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت لے ہی لی' اور پھر جام شہادت نوش کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنت میں میرا یہ لنگڑا پن ختم ہو جائے گا' آپ نے فرمایا:

''تم جنت میں صحیح چلنے لگو گے''۔

سیر الاعلام النبلاء اور الاصابہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مذکور ہے۔ آپ نے فرمایا:

(( کأنی أنظر الیك یمشي فی الجَنّةِ برِجُلِكَ هٰذِهٖ صحیحة فی الجنة )). [سید الاعلام النبلاء ۱/ ۲۵۴. الاصابه ۲/ ۵۲۳]

''میں تیری طرف دیکھتا ہوں کہ تو اسی ٹانگ سے جنت میں صحیح چل رہا ہے''۔

ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ھند سے کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



((یَا هِندُ، قد ترافقوا فی الجنة جمیعًا عمرو بن الجموح، و ابنك خلّاد و اخوك عبداللّٰه)). قالت هند: یا رسول اللّٰه ادع اللّٰه عنی ان یجعلنی مَعَهُم.

''اے ہند! اللہ تعالیٰ نے عمرو بن جموح' تیرے بیٹے خلاد اور تیرے بھائی عبداللہ کو جنت میں اکٹھا کر دیا ہے۔ ھند نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان کے ساتھ ملا دے''۔

---

- حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب افراد میں سے ہیں' جنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا حاصل ہوئی۔
- حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔
- حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرو بن جموح ان لوگوں میں سے ہے جو اگر اللہ پر قسم ڈال دیں تو ان کی لاج رکھ لیتا ہے۔
- حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔
- حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے بنوسلمہ کا سردار تھا۔
- حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل' ہمدرد اور سخی تھے۔
- حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے اپنا مال اور اولاد اللہ کی راہ میں خرچ کیے۔
- حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے خلاد' اپنے غلام ابوایمن اور اپنے نسبتی برادر عبداللہ بن عمرو بن حرام کے ساتھ جنگ اُحد میں جام شہادت نوش کیا۔
- حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام کو ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- جب چھیالیس سال بعد سیلاب کی وجہ سے ان دونوں کی قبر اکھڑ گئی تو دوسری جگہ دفن کرنے کے لئے اہتمام کیا گیا' لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دونوں لاشیں بالکل تروتازہ تھیں۔
- حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کے بعد جلد از جلد جنت میں جانے کا بہت شوق تھا۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



13

# سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اے هند! اللہ تعالیٰ نے تیرے خاوند عمرو بن جموح' تیرے بیٹے خلاد بن عمرو اور تیرے بھائی عبداللہ بن عمرِو بن حرام کو جنت میں اکٹھا کر دیا ہے۔ [فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عمرو بن حرام تھا' اور والدہ کا نام رُباب بنت قیس تھا۔ یہ قبیلہ بنوسلمۃ کے چشم و چراغ تھے' اور مدینہ منورہ میں رہائش پذیر تھے' اس کی بنوسلمہ قبیلے کے سردار عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کے ساتھ بڑی گہری دوستی تھی۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے یہ دونوں مناۃ بت کے پجاری تھے۔ پھر ان کی آپس میں رشتہ داری بھی تھی' وہ اس طرح کہ عبداللہ کی ہمشیرہ ھند کی شادی عمرو بن جموح کے ساتھ ہوگئی۔

عبداللہ بن عمرو اور اس کی والدہ کے کان میں یہ بات پڑ چکی تھی کہ مکہ میں عبدالمطلب کے پوتے نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے۔ اس وقت مدینہ منورہ کا نام یثرب تھا' یہاں سے بارہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے مکہ معظّمہ پہنچے ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کے لئے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو یثرب بھیجا' وہ اہل یثرب کو اسلام کی دعوت دینے لگے۔ آہستہ آہستہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ پہلے پہل تو اکا دکا لوگوں نے اسلام قبول کیا اور پھر اس کے بعد یثرب کے بیشتر سردار اور نوجوان دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ جن نوجوانوں نے اسلام قبول کیا' ان میں عبداللہ بن عمرو کا بیٹا جابر بھی شامل تھا۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام کی نو بیٹیاں تھیں اور صرف ایک بیٹا تھا جسے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا' اس وقت اس کی عمر صرف ۱۴ برس تھی۔ اس کے والد نے ایک سال بعد اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ہوا اس طرح کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پوری توجہ سے اہل یثرب کو اسلام کی تبلیغ کرتے رہے جس کے نتیجے میں اوس اور خزرج کا کوئی گھر باقی ایسا نہ رہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جس میں کوئی نہ کوئی مسلمان نہ ہوا ہو۔ ان کی محبت کا پھل سامنے دکھائی دینے لگا۔ جب حج کا موسم آیا تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ حج کی غرض سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ ستر سے کچھ زائد افراد شریک سفر تھے۔ اس قافلے میں جابر بن عبداللہ اور اس کا والد عبداللہ بن عمرو بھی شامل تھا۔ عبداللہ بن عمرو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اوس اور خزرج کے بارے میں خوب اچھی طرح جانتے تھے۔ وہ لوگ جب حج کے لئے آتے' اپنے سر منیٰ میں نہیں منڈاتے تھے بلکہ وہ اس غرض کے لئے مناۃ کے پاس جاتے کہ ہاں اس کے چرنوں میں بیٹھ کر اپنے سر منڈاتے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس طرح ہم مناۃ کی تعظیم بجالاتے ہیں۔ اسی سفر میں عبداللہ بن عمرو کو اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ یہ روئیداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حج سے فارغ ہو کر ہماری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔ عبداللہ بھی ہمارے ساتھ تھا ہم نے اسے کہا: اے جابر کے والد' دیکھئے کتنا سنہری موقع ہے' اللہ نے ہماری راہنمائی کے لئے ایک رسول بھیج دیا ہے جو ہمیں توحید کی دعوت دیتا ہے' ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی ہماری طرح اسلام قبول کر کے جہنم کی آگ سے بچ جاؤ اور جنت میں جانے کا استحقاق پیدا کرلو۔ اسے ہماری بات پسند آئی تو اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اور اسے بھی نقیب مقرر کر دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے غسل کیا' اپنے پرانے کپڑے اتارے اور وہ نئے کپڑے پہنے جو اسے براء بن معرور نے مہیا کئے تھے۔

یثرب سے آئے ہوئے تقریباً ستر افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے مکہ معظمہ سے باہر پہاڑ کی ایک گھاٹی کی طرف روانہ ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے چچا عباس بن عبدالمطلب بھی تھے' ان سے تبادلہ خیال ہوا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن سنایا اور جنت کی نعمتوں کا ذکر کیا' ان سب نے بیک زبان ہو کر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تاکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ کی ہر گھڑی میں مدد کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مبارک رات میں بارہ نمائندے مقرر کئے اور ان میں عبداللہ بن عمرو بن حرام کو قبیلہ خزرج کا نقیب مقرر کیا' اس رات عبداللہ بن عمرو بن حرام کے بھاگ جاگ اُٹھے۔

---

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ غلبہ دین کے لئے سرگرم ہو گئے' ہر لحہ انہیں یہی فکر دامنگیر رہتی کہ سب لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ انہوں نے سب سے پہلے اپنے گہرے دوست عمرو بن جموح کو اسلام قبول کرنے کی دعوت پیش کی۔ اور اسی طرح ہر ایک کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ جب عمرو بن جموح نے اسلام قبول کیا تو عبداللہ بن عمرو بن حرام کو بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اسے آپ کا قرب نصیب ہوا۔ نبی کریم ﷺ اس کی بہت قدر کیا کرتے تھے۔ جب جہاد کا آغاز ہوا تو عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ مجاہدین کی صف اوّل میں شامل ہوئے۔ جنگ بدر کے لئے جو مجاہدین مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے ان کی اقتصادی حالت بہت پتلی تھیں۔ مجاہدین کے پاس سواریاں بہت کم تھی۔ ایک اونٹ پر رسول اللہ ﷺ' حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت مرثد رضی اللہ عنہ سوار تھے اور ایک اونٹ پر عبداللہ بن عمرو بن حرام' قطبہ بن عباد سوار تھے' بیشتر کے پاؤں میں جوتے نہیں تھے' بعض کے پاس لباس پورا نہیں تھا' بعض کے پاؤں میں جوتا بعض کے پاؤں میں جوتا نہیں تھا' بعض کو بھوک لگی ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان مجاہدین کی حالت زار کو دیکھ کر یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمْ حُفَاۃٌ فَاحْمِلْھُمْ اَللّٰھُمَّ اِنَّھُم عراۃٌ فاکسھم وَ جیاعٌ فَاَشْبِعْھُمْ وَ عَالَۃً فَأغنِھِمْ مِن فَضْلِكَ.

''الٰہی وہ پیدل ہیں' انہیں سواری مہیا کر دے۔ الٰہی وہ برہنہ ہیں انہیں لباس پہنا دے۔ الٰہی وہ بھوکے ہیں' انہیں پیٹ بھر کر کھانا عطا کر۔ اور وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کنگال ہیں' اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے''۔

جنگ بدر شروع ہوئی' دونوں لشکر آپس میں ٹکرائے' مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فتح عطا کی۔ دشمن کے ستر سر کردہ افراد مارے گئے' ستر گرفتار کر لئے گئے' باقی میدان میں اپنا ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں کو اس میدان سے کافی زیادہ مقدار میں مال غنیمت ملا۔ واپسی پر ہر مجاہد کے پاس سواری تھی اور بعض کے پاس ایک کی بجائے دو سواریاں تھیں۔ تمام مجاہدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے مالدار بن گئے۔ مجاہدین بدر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ یہ اپنے بیٹے جابر کو اپنی والدہ اور بہنوں کے پاس چھوڑ گئے تھے۔ ایک سال بعد قریش مکہ نے بدر کا بدلہ لینے کے لئے مدینہ منورہ کی طرف پھر پیش قدمی کی۔ اس دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین اسلام کو لے کر مدینہ منورہ سے باہر نکلے' اُحد پہاڑ کے دامن میں دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا' اس لشکر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب راستے سے منافقین اپنے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول کی قیادت میں مجاہدین کا ساتھ چھوڑ کر واپس مدینہ منورہ کی طرف مڑ گئے تو عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ نے انہیں بہت سمجھایا کہ تم اس طرح نہ کرو' تمہارے لئے ایسا کرنا اچھا نہیں۔ لیکن منافقین نے ان کی ایک نہ مانی' بلکہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت واپس ہو گئے۔ مشرکین تین ہزار کی تعداد میں سلطنت مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے پورے تیار ہو کر نکلے تھے' ان کے ساتھ ان کی عورتیں بھی جوش و جذبہ دلانے کے لئے ساتھ تھیں۔ بدر کی شکست کا بدلہ لینا بھی ان کے پیش نظر تھا۔ منافقین نے راستے سے ہی واپس ہو کر مسلمانوں کے لئے نازک ترین صورت حال پیدا کر دی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے منافقین کے کردار کو ان الفاظ میں طشت از بام کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اَوِادْفَعُوْا قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعْنٰكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴾ [آل عمران : ١٦٧]

''تا کہ جان لیں وہ لوگ جنہوں نے نفاق کیا' جب ان سے کہا گیا آؤ اللہ کی راہ میں جنگ کرو' یا کم از کم اپنے شہر کی مدافعت ہی کرو تو کہنے لگے اگر ہمیں علم ہوتا کہ آج جنگ ہوگی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے' یہ بات جب وہ کہہ رہے تھے اس وقت وہ ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے' وہ اپنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں' اور جو کچھ وہ دلوں میں چھپاتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے''۔

جنگ اُحد میں مسلمانوں کو بھاری جانی' مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا' میدانِ جنگ میں سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب' سیدنا مصعب بن عمیر' سیدنا عمرو بن جموح' سیدنا سعد بن ربیع اور سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام جامِ شہادت نوش کر گئے۔ کافروں نے شہداء کا بری طرح مثلہ بھی کر دیا تھا۔ یعنی ان کے ناک کان بھی کاٹ دیئے تھے۔ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام کا تو بڑی بے دردی سے مثلہ کیا ہوا تھا۔ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو ان کے لمبے قد کی وجہ سے پہچانا گیا اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو اس طرح پہچانا گیا کہ ان کا رنگ سرخ وسفید تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شہداء کو دفن کرتے وقت یہ ارشاد فرمایا:

(( زملّوهم بجراحِهِمْ فَاِنِّي اَنَا الشهيد عليهم ما من مسلم يكلم فى سبيل اللّٰه اِلا جاء يوم القيامة يسيل دمًا اللّون لون الزعفران والريح ريح المسلك )). [طبقات ابن سعد ٣/ ٥٦٢]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''ان کے زخموں پر چادر ڈال دو' میں ان پر گواہ ہوں' کوئی مسلمان جس کو اللہ کی راہ میں زخم لگایا جاتا ہے' وہ قیامت کے دن اس صورت میں آئے گا کہ اس کا خون بہتا ہوگا' اس کا رنگ زعفران کا ہوگا اور خوشبو کستوری کی ہوگی''۔

شہداء اُحد نے جام شہادت نوش کر کے اپنے اللہ سے بڑے نفع کا سودا کیا' وہ اللہ کی رضا حاصل کرتے ہوئے جنت میں چلے گئے۔

---

ھند بنت عمرو کا خاوند عمرو بن جموح' اس کا بیٹا خلاد اور اس کا بھائی عبداللہ بن عمرو بن حرام تینوں شہید ہو گئے' اس نے تینوں کی لاشوں کو اونٹنی پر لادا' مدینہ منورہ میں دفن کرنے کے ارادے سے چل پڑی۔ لیکن اونٹنی نے چلنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب پتہ چلا تو آپ نے یہ اعلان کروا دیا کہ جو اپنے شہداء کو مدینہ منورہ دفن کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں وہ واپس پلٹ آئیں۔ شہداء اُحد کو اسی میدان میں دفن کیا جائے جہاں انہوں نے جام شہادت نوش کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اپنی نگرانی میں دفن کرانے لگے۔

جس شہید کو قرآن زیادہ زبانی یاد ہوتا اسے پہلے لحد میں اتارا جاتا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

ان دونوں کو دفن کرتے وقت آپ نے ارشاد فرمایا:

(( اِدْفنوا هٰذَين المتحابين فى الدنيا فى قبرٍ وَاحِدٍ )).

''دنیا میں دو محبت کرنے والوں کو ایک ہی قبر میں دفن کریں''۔

---

رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کی دلی قدر کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( جَزى اللّٰه عنا الانصار خيرًا لا سيما عبدالله بن عمرو بن حرام و سعد بن عبادة )). [الاصابة]

''ہماری طرف سے انصار کو اللہ بہتر بدلہ دے اور خاص طور پر عبداللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو''۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کو شہادت کا بڑا شوق تھا' کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے شہداء کے فضائل و مناقب سن رکھے تھے۔ انہیں خواب بھی اسی نوعیت کے آتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں مبشر بن عبدالمنذر کو دیکھا' اس نے مجھ سے کہا تم بھی ہمیں ملنے والے ہو' میں نے کہا آپ نے تو میدان بدر میں جام شہادت نوش کر لیا تھا' اب آپ کہاں ہیں؟ اس نے بتایا کہ اب ہم جنت میں ہیں' جہاں دل چاہتا ہے سیر کرتے ہیں' اب ہم یہاں جنت میں زندہ ہیں۔

اس خواب کا تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا:

''اے ابو جابر اس خواب کی تعبیر شہادت ہے''۔

یہ خواب آنے کے بعد تو انہیں یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے جنت اسے دکھائی دے رہی ہے۔ جب میدان اُحد کی طرف تیار ہو کر نکلے تو اپنے بیٹے جابر کو یہ وصیت کی:

اِنّی اَرْجو اَنْ اَكُوْنَ فِی اَوَّلِ مَن يُصابُ غَدًا فَاُوصيكَ بناتي خيرا.

''مجھے امید ہے کہ کل سب سے پہلے میں جام شہادت نوش کروں گا' میری بیٹیوں سے حسن سلوک سے پیش آنا''۔ [سیر الاعلام النبلاء ۱/ ۳۲۷]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میرے ابا جان شہید ہو گئے تو میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر رونے لگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجھے منع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنے لگے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع نہیں کیا' میری پھوپھی رونے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( تبکیه او لا تبکیه ما زالت الملائکة تظلّلهٗ بأجنحتها حتّٰی رفعتموهُ )). (سیر اعلام النبلاء ۱/ ۳۲۵)

''تم اس پر روؤ یا نہ روؤ فرشتے اس پر سایہ فگن رہیں گے یہاں تک کہ تم اس کو اٹھالو گے''۔

البدایہ والنہایہ میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ نصف صدی گزر جانے کے بعد بھی ان کی قبر سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ ان کا بیٹا جابر بن عبداللہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے ابا جان کو قبر میں دیکھا وہ یوں محسوس ہو رہے تھے جیسے گہری نیند سوئے ہوئے ہوں۔ لاش بالکل تروتازہ دکھائی دے رہی تھی' رنگت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر زخم آیا تھا' ان کا ہاتھ زخم کے اوپر تھا' جب ہاتھ ہٹایا گیا تو دوبارہ ہاتھ پھر اسی جگہ جا کر ٹک گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں جب حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان پر بہت زیادہ قرض تھا۔ قرض خواہوں نے سختی سے مطالبہ کیا تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے قرض خواہوں سے کہا یا تو وہ میرے باغ کی کھجوریں لے لیں یا میرے ابا جان کا قرض معاف کر دیں۔ انہوں نے ان دونوں میں سے کوئی تجویز قبول نہ کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں میرے باغ میں سے کچھ بھی نہ دیا۔ آپ نے مجھے فرمایا کل آپ کے پاس آئیں گے۔ دوسرے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں تشریف لائے' کھجور کے درختوں کے درمیان چل پھر کر برکت کی دعا کی' اللہ نے پھل میں اتنی زیادہ برکت پیدا کی کہ [illegible] اتار کر بھی پھل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



باقی بچ گیا۔

---

غزوۂ اُحد کے متصل بعد غزوۂ حمراء الاسد وقوع پذیر ہوا۔ اس غزوے میں حضرت جابر بن عبداللہ نے شریک ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ کیونکہ غزوۂ اُحد میں ان کے ابا جان نے اپنے بیٹے کو یہ وصیت کی تھی کہ بیٹا تم اپنی بہنوں کے پاس رہنا۔ اس لئے اپنے باپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے یہ غزوۂ اُحد میں شریک نہ ہو سکے۔ لیکن انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا تھا کہ جہاد میں صبح یا شام کے وقت شریک ہونا دنیا بھر کی دولت سے بہتر ہے۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ غزوۂ حمراء الاسد میں وہی شرکت کریں گے جنہوں نے غزوۂ اُحد میں شرکت کی' لیکن صرف جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

---

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے جابر کیا بات ہے آپ مجھے غمگین دکھائی دے رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ابا جان شہید ہو گئے' وہ مقروض تھے اور وہ عیالدار بھی تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جابر میں آپ کو آج ایک راز کی بات بتاؤں' اللہ تعالیٰ ہر ایک سے پردے کے پیچھے بات کرتا ہے لیکن اللہ نے تیرے ابا جان سے روبرو بات کی اور اس سے کہا مجھ سے مانگو میں تجھے عطا کروں گا۔ اس نے کہا: الٰہی! مجھے دنیا میں دوبارہ بھیج تاکہ میں ایک اور مرتبہ جام شہادت نوش کر سکوں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا یہ میں اٹل فیصلہ کر چکا ہوں کہ دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجا جائے گا۔ تو اس نے کہا: میرے پروردگار یہ بات ان تک پہنچا دے جو میرے پیچھے دنیا میں ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ، فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ، يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ [آل عمران : ١٦٩]

''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو' وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں' اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں' جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے' اس پر وہ خوش و خرم ہیں' اور مطمئن ہیں کہ جو اہل ایمان ان کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں' اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں ان کے لئے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے' وہ اللہ کے انعام اور اس کے فضل پر شاداں و فرحاں ہیں اور اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا''۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد تقریباً تین سال زندگی بسر کی۔ لیکن میدان اُحد میں جام شہادت نوش کر کے حیات جاودانی حاصل کر گئے۔

———○———

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بیٹے جابر رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت کیا کرتے' اس کا بہت خیال رکھتے' اس کے ساتھ نہایت شفقت کے ساتھ پیش آتے۔ ایک دفعہ ان کے والد کو جنتی قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ نے عمرو بن جموح' خلاد بن عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہم کو جنت میں اکٹھا کر دیا ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ تمام شہداء اُحد کو اجتماعی طور پر جنت کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بشارت دی۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی:

﴿ ولا تحسبنّ الذين قُتِلُوا في سبيل الله امواتًا بل احياءٌ عند ربهم يرزقون ﴾

''جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں انہیں مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں' اپنے رب کے ہاں انہیں رزق دیا جاتا ہے''۔

تمام شہداء اُحد کو جن میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں' اُحد پہاڑ کے دامن میں دفن کیا گیا' جس پہاڑ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا و نُحِبُّهُ وهو على بابٍ من ابواب الجَنَّةِ )).

[البدایہ والنہایہ ٤/ ٩]

''اُحد ایک پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور وہ ایک دروازہ ہے جنت کے دروازوں میں سے''۔

---

- حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کو بیعت عقبہ میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔
- حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ ان بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کی مبارک رات مقرر کیے۔
- حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد تین سال زندہ رہے۔
- حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کو جنگ بدر میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔
- حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ نے جنگ اُحد میں جام شہادت نوش کیا۔
- حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کو اُحد پہاڑ کے دامن میں حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن کیا گیا۔
- حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ جب شہید ہوئے تو ان پر بہت زیادہ قرض تھا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے بیٹے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے باغ میں جا کر برکت کی دعا کی جس کا اثر یہ ہوا کہ سارا قرض اتار کر بھی پھل باقی بچ گیا۔

اللہ ان سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



14

# سیدنا حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں جنت میں داخل ہوا' وہاں تلاوت کی آواز سنی' میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا یہ حارثہ بن النعمان ہے۔ میں نے کہا: نیک شخص ایسا ہی ہوتا ہے' وہ اپنی والدہ کا فرمانبردار تھا۔ [فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ

حضرت حارثہ بن نعمان بن نفع النجاری مبلغ اسلام سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ اپنی والدہ کے بڑے فرمانبردار تھے۔ جب والدہ نے اسلام قبول کیا تو اس کی خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ ان کی والدہ کا نام جعدہ بنت عبید تھا۔ اس کے بعد اس کا پورا خاندان حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے تبلیغ اسلام کے لئے دن رات محنت کی جس کے نتیجے میں قبیلہ اوس اور خزرج کے بیشتر افراد حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ جب حج کا موسم آیا تو حضرت مصعب بن عمیر ستر مسلمان مردوں اور دو عورتوں کا قافلہ لے کر حج کے لئے مکہ معظمہ گئے۔ وہاں عقبہ مقام پر ان سب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اور یہ عہد و پیان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئیں تو ہر طرح سے ان کا تعاون کیا جائے گا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب افراد کو لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے اور تبلیغ اسلام میں مصروف ہو گئے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں بڑی شدت سے انتظار ہونے لگا۔ وفورِ شوق سے لوگ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر روزانہ آپ کا انتظار کرتے' جب انہیں دھوپ ستاتی تو واپس ہو جاتے۔ ہر روز کا یہ معمول بن گیا تھا۔ دلوں میں شوق تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد از جلد تشریف لے آئیں۔ جب مدینہ منورہ میں یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے چل پڑے ہیں تو مدنی مسلمانوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔ تقریباً پانچ سو افراد استقبال کے لئے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے۔ بچیاں خوشی سے گیت گانے لگیں۔ پھر وہ مبارک دن بھی آ گیا۔ استقبال کرنے والے پانچ سو خوش نصیب افراد میں حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رسول اللہ ﷺ جب اونٹنی پر سوار مدینہ منورہ میں داخل ہوئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ ہر ایک مدنی مسلمان کی دلی خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ اس کے گھر قیام فرمائیں، جس گھر کے سامنے آتے تو گھر والا عرض کرتا تشریف لائیں۔ آپ کے لئے ہر طرح کی سہولت میسر ہو گی۔ لیکن آپ مسکراتے ہوئے شکریہ ادا کرتے اور فرماتے میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے، یہ وہیں بیٹھے گی جہاں اسے حکم ہوگا، یہ اللہ کے حکم کی پابند ہے۔ آپ فرماتے:

(( خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَامُورَةٌ )).

''تم اس کا راستہ چھوڑ دو یہ حکم کی پابند ہے''۔

رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی قصواء اس جگہ آ کر بیٹھی جہاں آج مسجد نبوی بنی ہوئی ہے۔ آپؐ اونٹنی سے اترے اور ایک درخت کے سائے تلے بیٹھ گئے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا گھر بالکل قریب ہے، آپ میرے گھر میں قیام کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کے گھر قیام پذیر ہوئے اور وہاں اتنی مدت تک رہے جب تک مسجد نبوی کے ساتھ آپ کے حجرے تعمیر نہیں ہو گئے۔ میزبان رسول اللہ ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا اصل نام خالد بن زید بن کلیب تھا۔ یہ قبیلہ خزرج کی شاخ بنو نجار سے تھا۔ یہ بیعت عقبہ، بدر، اُحد، بیعت رضوان غرضیکہ تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔

اس نے ایک سو پچاس احادیث بیان کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ ۵۲ ہجری میں سرزمین روم کے مرکزی شہر قسطنطنیہ میں شہید ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ آج بھی ان کی قبر استنبول ترکی میں مشہور و معروف ہے۔

---

رسول اللہ ﷺ نے انصار مدینہ کے رویے کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک موقع پر ان کے حق میں یہ فرمایا:

(( یَعلم اللّٰه اَنَّ قَلْبِی یُحِبُّکُمْ )).

''اللہ جانتا ہے کہ میرا دل تم سے محبت کرتا ہے''۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے حق میں یہ دعا کی:

وَفِي کُلِّ دور الأنصار خيرٌ.

''انصار کے تمام گھروں میں بہتری ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تقریباً سات ماہ قیام پذیر رہے۔ اس دوران حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں اکثر و بیشتر حاضر ہوتے رہے' اس کے والہانہ انداز کو دیکھ کر آپ کے دل میں ان کے بارے میں محبت و پیار اور شفقت کے جذبات پیدا ہو گئے تھے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام کے دوران ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور ابورافع کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دے کر مکہ معظّمہ بھیجا اور فرمایا کہ وہاں سے بیٹی فاطمہ اور ام کلثوم اور اہلیہ سودہ بنت زمعہ کو لے آئیں۔ آپ کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہو چکی تھی' وہ اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی تھیں' جبکہ دوسری بیٹی زینب کی شادی ابوالعاص بن ربیع کے ساتھ ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی اہلیہ کو مکے میں ہی روک لیا۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ام ایمن اور بیٹے اسامہ کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند عبداللہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر افراد خانہ کو لے کر روانہ ہوئے۔ یہ مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے گھر قیام پذیر ہوئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت اختیار کر کے مدینہ منورہ میں مستقل طور پر قیام پذیر ہو گئے۔ مکہ معظّمہ کو خیر باد کہہ دیا تو قریش مکہ کے دلوں میں یہ خوف طاری ہوا کہ کہیں مسلمان اپنی قوت جمع کر کے ہمارے لئے خطرہ نہ بن جائیں۔ ادھر انصار مدینہ نے پختہ عزم کر رکھا تھا کہ ہم رسول مقبول علیہ السلام اور دیگر مہاجرین کا اسی طرح دفاع کریں جس طرح ہم اپنی عورتوں اور بچوں کا دفاع کرتے ہیں۔ وہ ہر وقت مسلح رہتے' رات کو بھی ہتھیار اپنے پاس لے کر سوتے۔ انہیں اندیشہ تھا کہ کسی وقت بھی کوئی ناگوار صورتِ حال پیدا ہو سکتی ہے۔ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بھی ہر وقت مستعد رہتے اور دل کھول کر مہاجرین کی مدد کرتے۔ اور ہر طرح سے ان کی سہولتوں کا خیال رکھتے۔ انصار کی یہ دلی خواہش تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایک دفعہ اشارہ کریں' پھر دیکھیں کہ ہم آپؐ کے اشارے پر کس طرح قربانی پیش کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۸ رمضان ۲ ہجری کو پتہ چلا کہ قریش کا سردار تجارتی قافلہ لے کر سرزمین شام سے واپس آ رہا ہے۔ تو اپنے تین سو سے زائد جاں نثار صحابہ کرام کو لے کر مقام ''عشیرۃ'' پر پہنچ گئے' ابوسفیان کو اطلاع ہو گئی' اس کے پاس تقریباً پچاس ہزار دینار کا ساز وسامان تھا۔ اس نے مکہ معظّمہ میں اطلاع پہنچا دی' اور انہیں صورتِ حال سے آگاہ کر دیا۔ وہ یہ خبر سن کر آگ بگولہ ہو گئے' اور وہ کہنے لگے ہم مسلمانوں کو تہس نہس کر دیں گے۔ ان کا نام ونشان مٹا دیں گے۔ سارے عرب میں ہمارا چرچا ہوگا۔ ہمارے رعب و دبدبہ کی سرزمین عرب میں دھاک بیٹھ جائے گی۔ اس کے بعد کسی کو ہمارا راستہ روکنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ ان کے دل میں یہ خیال تھا کہ کامیابی ہمیشہ افرادی کثرت سے ہوتی ہے۔ اور ہمارے پاس افراد بھی زیادہ ہیں اور ہمارے پاس وسائل بھی مسلمانوں کی نسبت کہیں زیادہ ہیں۔ اور شیطان نے اَن کو اور زیادہ ورغلایا۔ قرآن حکیم نے ان کے طرزِ عمل کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

﴿ وَ اِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



النَّاسِ وَ اِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتٰنِ نَکَصَ عَلٰی عَقِبَیْهِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴾ [الانفال : ٤٨]

''ذرا خیال کرو اس وقت کا جب کہ شیطان نے لوگوں کو ان کے کرتوت ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے تھے اور ان سے کہا تھا کہ آج کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور یہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں مگر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو وہ الٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا کہ میرا تمہارا ساتھ نہیں ہے۔ میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم لوگ نہیں دیکھتے۔ مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے اور اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے''۔

قریش کا لشکر تقریباً ایک ہزار افراد پر مشتمل تھا' اور تھے بھی سب مسلح اور سوار۔ جبکہ مسلمانوں کے پاس صرف ستر اونٹ تھے ایک اونٹ پر تین تین چار چار افراد سوار تھے' ہتھیار بھی بہت کم تھے' لشکر بھی تقریباً تین سو سے کچھ زائد افراد پر مشتمل تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے انتہائی دردِ دل سے فتح و نصرت کی بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا جو کسی کو قتل کرے گا' اس کا ساز و سامان اسے ملے گا اور جو کسی کو گرفتار کرے گا وہ اسے کے سپرد کر دیا جائے گا۔ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے میدانِ بدر میں انتہائی جوش و جذبے کا مظاہرہ کیا۔ آگے بڑھ کر عتبہ بن غزوان کے بھتیجے مشرکین کے مشہور و معروف شہسوار عثمان بن عبد شمس کو گرفتار کر لیا اور اس کو بیڑیوں میں جکڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے کارنامے پر بڑی خوشی کا اظہار کیا' انہیں جبیر بن مطعم نے فدیہ دے کر چھڑایا۔ جبیر بن مطعم نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد یہ حدیث کے بہت بڑے عالم بنے۔ اس طرح حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو فدیے کی رقم بھی ملی اور اجر و ثواب بھی ملا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ تمام غزوات میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کی۔ جب بنو قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے وفائی کی تو آپ اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر لے کر ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔ لشکر میں سوار بھی تھے اور پیادہ بھی۔ اس موقع پر حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے اطلاع دی کہ بنو قریظہ مسلح ہیں' اور وہ لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنت البقیع کے آخر میں واقع مقام صورین میں پہنچے۔ ان مجاہدین میں حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام کو ہتھیار بند ہونے کا حکم دیا۔ اور ساتھ ہی یہ پوچھا کہ تم نے کسی کو یہاں سے گزرتے دیکھا ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہاں دحیہ کلبی ریشمی لباس پہنے ہوئے گزرے ہیں' اس نے ہمیں ہتھیار تھامنے کا حکم دیا ہے' اور ہم نے ہتھیار پکڑ لئے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام رساں آیا ہے۔ حارثہ بن نعمان بیان کرتے ہیں کہ ہم نے دو صفیں بنا لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ یہ دحیہ کلبی کی شکل میں دراصل جبریل علیہ السلام تھے۔ سبحان اللہ

———○———

غزوہ حنین میں ایک وقت ایسا آیا کہ مجاہدین کے پاؤں اکھڑ گئے' صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چند صحابہ کرام میدان میں ڈٹے رہے' ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے والوں میں حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب مجاہدین کو آوازیں دے رہے تھے کہ اے بیعت رضوان میں حصہ لینے والو' اے فتح مکہ میں شریک ہونے والو' اے خیبر میں فتح کے جھنڈے گاڑنے والو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر میدان میں کھڑے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا آپ فرما رہے ہیں:

''اے انصار اللہ! اے انصار رسول اللہ! میں میدان میں ثابت قدم کھڑا ہوں''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میدان حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا' وہ سیدنا ابوبکر صدیق' سیدنا عمر بن خطاب' سیدنا عباس بن عبدالمطلب ان کا بیٹا فضل بن عباس' سیدنا علی بن ابی طالب' ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب' ربیعہ بن حارث' اسامہ بن زید' ایمن بن عبید الخزرجی اور حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہم تھے۔

سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے جبریل علیہ السلام کو غزوہ حنین کے دوران دوسری مرتبہ دیکھنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے آپ حضرت جبریل علیہ السلام سے کھڑے باتیں کر رہے تھے' اور وہ اس وقت انسانی شکل میں تھے۔ حارثہ بن نعمان نے سلام کہا' بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارثہ سے پوچھا' کیا تم جانتے تھے کہ وہ شخص کون تھا؟ عرض کی کہ نہیں میں اسے نہیں جانتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وہ جبریل علیہ السلام تھے' اس نے بھی آپ کے سلام کا جواب دیا ہے''۔

[بحوالہ مجمع الزوائد ۹/۳۱۳]

---

حضرت جبریل علیہ السلام کا کسی کو سلام کا جواب دینا یہ اس کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ یہ دراصل رضائے الٰہی کی نوید ہے۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جبریل علیہ السلام کو اپنی زندگی میں دو دفعہ دیکھا۔ ایک دفعہ جب ہم بنوقریظہ کی سرکوبی کے لئے جا رہے تھے تو دحیہ کلبی کی صورت میں نمودار ہوئے اور انہوں نے ہمیں ہتھیار بند ہونے کی تلقین کی اور دوسری مرتبہ غزوۂ حنین کے دوران وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محو گفتگو تھے' انہوں نے میرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یہ کون ہے' تو آپ نے انہیں بتایا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہے۔ ماشاء اللہ! یہ کتنا بڑا اعزاز ہے۔

---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رسول اللہ ﷺ کے اس دنیائے فانی سے کوچ کر جانے کے بعد خلفائے راشدین کے ساتھ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے پورے اخلاص کے ساتھ تعاون کیا۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا جب محاصرہ کر لیا گیا تو حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین آپ اگر حکم دیں تو ہم چشم زدن میں بلوا کرنے والوں کو یہاں سے بھگا دیں' آپ نے مسکراتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کو مار بھگانے کی اجازت نہ دی۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ جعدۃ بنت عبید بن ثعلبہ النجاریہ بڑی عالم فاضل اور دانشور خاتون تھی۔ اس نے اپنی دونوں بہنوں عفراء اور خولۃ کے ساتھ مل کر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے بڑے فرمانبردار تھے۔ ان کی فرمانبرداری کو معاشرے میں بطور مثال بیان کیا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ بھی اس خاندان کی دلی قدر کیا کرتے تھے۔ کبھی کبھار ان کے گھر تشریف لے جاتے اور وہاں کھانا تناول کرتے۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی بیوی ام خالد بنت خالد بن یعیش النجاریۃ بھی بڑی عالم فاضل خاتون تھی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا تھا۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمان بڑے ہونہار تھے۔ دونوں صحابی تھے اور دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک کا نام عودہ دوسری کا نام عمرۃ اور تیسری کا نام ام ہشام تھا۔ سب نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ام ہشام کو تو بیعت رضوان میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی سے دو بیٹیاں تھیں۔ ایک کا نام ام کلثوم اور دوسری کا نام امۃ اللہ تھا۔ انہوں نے بھی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔ غرضیکہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کا پورا خاندان نعمت اسلام سے سرفراز ہوا۔

---

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل کرنے کا بڑا دلی شوق تھا۔ اس کی ہر دم یہ کوشش ہوتی کہ میں ایسے کام کروں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے خوش رہیں۔ مسجد نبوی کے قریب اس کی ملکیت میں کافی تعداد میں گھر تھے۔ آہستہ آہستہ وہ سب گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی رہائش کے لئے وقف کر دیئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی ہوئی' گھر کا مسئلہ سامنے آیا تو حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ان کی رہائش کے لئے بھی اپنا گھر پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا: حارثہ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا کرے تم نے ہماری بہت خدمت کی' اب تو شرم سی محسوس ہوتی ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ میری طرف سے قبول کر لیتے ہیں وہ میرے نزدیک زیادہ بہتر ہوتا ہے' اس کی نسبت جو میری ملکیت رہتا ہے۔ میرا سارا مال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا' اور یہ کہا:

> "حارثہ تم واقعی سچ کہتے ہو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس دنیائے فانی سے کوچ کیا تو آپ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ پر خوش تھے"۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جنت کی بشارت بھی ملی۔

مسند امام احمد میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ قِرَأَةً فقلت من هذا ؟ فقيل حارثة بن النعمان فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم كذالكم البِرُّ ، و كَانَ بَرًّا بِأُمِّهٖ رضی اللّٰہ عنہ )). [مسند امام احمد]

''میں جنت میں داخل ہوا تو تلاوت سنی' میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا یہ حارثہ بن نعمان ہے۔ میں نے کہا یہی تو نیکی ہے وہ اپنی والدہ کا بڑا فرمانبردار تھا''۔

---

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ
''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے جنت میں رزق کی کفالت لے لی ہے جنہوں نے غزوہ حنین کے دوران ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ ان کا اور ان کے اہل خانہ کا جنت میں رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے''۔

میدانِ حنین میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے والوں میں حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ بلکہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ یہ کون ہے تو آپ نے فرمایا: ''یہ حارثہ بن نعمان ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے حق میں برکت کی دعا کی تھی۔

---

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے مہاجرین سے بے پناہ محبت کی اور اپنی ذات پر ان کو ترجیح دی۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آخری عمر میں بینائی ختم ہوگئی تھی۔ ۵۱ھ میں انہیں یہ محسوس ہوگیا تھا کہ اب چل چلاؤ کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اب ان دوستوں سے ملنے کا وقت آ گیا ہے جو پہلے اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ اسی سال وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



★ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیشتر مکانات ازواج مطہرات کی رہائش کے لئے وقف کر دیئے تھے۔

★ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے جنت کی بشارت ملی۔

★ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے بڑے فرمانبردار تھے۔

★ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹے پانچوں بیٹیاں دونوں بیویاں اور والدہ محترمہ سبھی اسلام کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔

★ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں حضرت جبریل علیہ السلام کے دو دفع دیکھنے کی سعادت حاصل کی۔

ایک دفعہ مدینہ منورہ میں بنو قریظہ کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے اور دوسری دفعہ غزوہ حنین کے دوران۔

★ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو جنت میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

★ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے اور انہیں اپنی ذات پر ترجیح دیتے تھے۔

★ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی والدہ بڑی عالم فاضل اور دانشور خاتون تھی۔

★ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے ۵۱ ہجری میں وفات پائی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# 15

# سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس راستے سے ایک جنتی شخص داخل ہوگا تو عبداللہ بن سلام
داخل ہوئے۔ [فرمان نبوی ﷺ]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنے سے پہلے نام حصین بن سلام بن حارث تھا اور اس کی کنیت ابو یوسف تھی اور بنو قینقاع قبیلے کا چشم و چراغ تھا' یہ بنو خزرج کا حلیف قبیلہ تھا۔ حصین بن سلام توراۃ کا عالم تھا۔ اس نے تورات میں یہ پڑھا تھا کہ مکہ میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ دل میں ہر وقت یہی خیال رہتا تھا کہ نئے نبی کی زیارت کا کب شرف حاصل ہوگا۔ کہتے ہیں کہ ایک دن مجھے پتہ چلا آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے ہیں اور وادی قباء میں قیام پذیر ہیں۔ سیر أعلام النبلاء' الاستیعاب اور السیرۃ الحلبیۃ میں یہ الفاظ مذکور ہیں:

لَـمَّـا قَدِمَ النَّبِیُّ اِنْجَفَلَ النَّاسُ عَلَیْهِ وَکُنْت فِیْمَن اِنحَفَلُوْا فَلَمَّا رَأیْتَهٗ ان وَجْهَهٗ لَیْسَ بوجه کذّابٍ.

''جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو لوگ بھاگ کر آپ خدمت میں حاضر ہوئے' ان بھاگ کر حاضر ہونے والوں میں میں بھی تھا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا''۔

مزید تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منور میں تشریف آوری کے بارے میں سنا کہ آپ قباء میں عمرو بن عوف کے ہاں ٹھہرے ہوئے ہیں تو میں نے جب یہ خبر سنی اس وقت میں درخت پر بیٹھا کھجوریں توڑ رہا تھا اور میری پھوپھی درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے یہ خبر سنتے ہی زور سے اللہ اکبر کہا۔ میری پھوپھی نے جب مجھ سے نعرۂ تکبیر سنا تو اس نے کہا حصین تجھے کیا ہوگیا ہے؟ اتنی خوشی تجھے اس صورت میں نہ ہوتی کہ حضرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



موسیٰ بن عمران تشریف لے آتے۔ میں نے کہا پھوپھی یہ بھی اللہ کے سچے نبی ہیں' جس طرح موسیٰ علیہ السلام اللہ کے سچے نبی تھے۔ اس کو سچا دین دے کر اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اس نے میری بات سن کر کہا: واقعی یہ بات درست ہے۔ میں نے کہا ہاں میں بالکل صحیح کہتا ہوں۔ پھوپھی نے کہا: پھر تو ٹھیک ہے۔ اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے گیا۔ حصین بن سلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہی اسلام قبول کر لیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے پہلی بات جو اس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی وہ یہ تھی کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

(( اَفْشُـو السَّلام واطعموا الطعام و صلوا الارحام ، وَ صَلُّوا بالليل والنَّاسُ نِيام تَدْخُلُوا الجَنَّةَ بِسَلام )). [الاستيعاب ٢/ ٣٧٤]

''سلام پھیلاؤ' کھانا کھلاؤ' صلہ رحمی کرو' رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو نماز پڑھو اور جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ''۔

جب حصین بن سلام نے اسلام قبول کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام عبداللہ بن سلام رکھ دیا۔

الاستیعاب میں یہ مذکور ہے:

(( فَلَمَّا اَسْلَمَ سَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهُ وَ سَلَّمَ عَبْدُاللّٰهِ )).

''جب اس نے اسلام قبول کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا''۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے' اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کا نام حصین بن سلام تھا۔ اسلام کی نعمت سے سرفراز ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر گھر آئے' اہل خانہ کو اسلام کی دعوت دی' سب نے دعوت کو قبول کرتے ہوئے اسلام قبول کرنے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دیکھ کر انہیں بہت خوشی ہوئی کہ تمام اہل خانہ مسلمان ہو چکے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا اسلام قبول کرنا یہودیوں سے چھپائے رکھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہودیوں کو اچھی طرح جانتا ہوں یہ بڑی افتراء پرداز قوم ہے۔ آپ اس طرح کریں کہ مجھے اپنے گھر میں کہیں چھپالیں' پھر یہودیوں کو بلا کر میرے بارے میں پوچھیں کہ میں ان کے نزدیک کیسا ہوں' اگر انہیں میرے مسلمان ہونے کا پتہ چل گیا تو وہ مجھ پر طرح طرح کے الزامات عائد کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کیا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو چھپا دیا' پھر یہودیوں کے سرکردہ افراد کو بلایا اور ان سے پوچھا حصین بن سلام کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ کیسا آدمی ہے؟ انہوں نے بیک زبان ہو کر کہا:

وہ ہمارا سردار' ہمارے سردار کا بیٹا ہے' اور ہمارا عالم' فاضل ہے۔ کیا بتائیں بڑی خوبیاں ہیں اس میں۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے میرے بارے میں اظہار خیال کر دیا تو میں ایک کونے سے چپکے سے نکل کر ان کے سامنے آ گیا اور ان سے کہا: اے یہودیو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ یہ رسول علیہ السلام تمہارے پاس لائے ہیں اسے قبول کر لو۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ تم نے تورات میں ان کا نام اور ان کے اوصاف دیکھے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ میں ان پر ایمان لاتا ہوں۔ ان کو سچا مانتا ہوں۔

انہوں نے یہ سنتے ہی پینترا بدلا اور کہنے لگے تو جھوٹ بولتا ہے۔ پھر انہوں نے مجھ پر طرح طرح کے الزامات عائد کئے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ یہودی بڑے افتراء پرداز ہیں۔ بڑے جھوٹے' مکار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور دغا باز ہیں' یہ پرلے درجے کے بدمعاش ہیں' میں نے ان کے سامنے بہانگ دہل اپنے اور اپنے اہل خانہ کے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

میری پھوپھی خالدہ بنت حارث بھی مسلمان ہوگئی اور اس نے اسلام کے تقاضوں کو خوب اچھی طرح پہچان لیا۔

یہودیوں کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغض' کینہ اور عداوت کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اس سلسلے میں محمد بن اسحاق ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب کا بیان نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد اور چچا کو ساری اولاد سے زیادہ پیاری تھی' جب بھی یہ دونوں باہر سے آتے تو مجھے خصوصی توجہ سے نوازتے لیکن جس دن ان کو پتہ چلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے وادی قباء میں پہنچ چکے ہیں تو یہ دونوں ان کو دیکھنے کے لئے گئے' جب واپس آئے تو ان کے چہرے اترے ہوئے تھے' تھکے ماندے محسوس ہو رہے تھے' انہوں نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی' غم میں مبتلا تھے۔ میں نے سنا کہ میرا چچا میرے ابو سے باتیں کر رہا ہے' اس نے پوچھا کہ یہ وہی شخص ہے۔ ابو نے کہا: ہاں وہی ہے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ وہی نبی ہیں؟ اس نے کہا: مجھے یقین ہے۔ اس نے کہا کہ پھر کیا خیال ہے؟ ابو نے کہا ساری عمر اس سے بغض اور عداوت رکھوں گا' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دلوں میں بغض اور عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ سلام بن مشکم اور کنانہ بن حوریا جیسے یہودی علماء نے اپنے تئیں یہ کوشش کی کہ یہودیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عداوت رکھنے سے باز رکھا جائے۔ انہیں یہ سمجھایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ ان پر ایمان لے آؤ۔ ان کی باتیں مانو۔ لیکن ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ وہ بڑے تنگ دل اور انتہاء درجے کے کمینے لوگ تھے۔

○

جس دن حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہودیت کو چھوڑا تو انہیں اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا ذرا برابر بھی غم نہیں ہوا۔ بلکہ راہ ہدایت مل جانے کی دلی خوشی ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن سلام اسلام قبول کرنے سے پہلے بہت بڑے تورات کے عالم تھے، اور اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے دن رات قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر غور و خوض پر توجہ دی اور بہت جلد قرآن مجید کے علم میں مہارت پیدا کر لی۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ وارفع مقام کا یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید کی درج ذیل آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی:

﴿ قُلْ كَفٰى بِاللّٰه شهيدًا بَينى و بينَكُمْ ومن عنده علم الكتاب ﴾

[الرعد : ٤٣]

''میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے اور اس شخص کی بھی جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔''

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام میں بڑا اہم اور بلند درجہ حاصل تھا۔

---

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اپنے دو بھتیجوں سلمہ اور مہاجر کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے کہا:

''تم دونوں اس حقیقت کو جانتے ہو کہ تورات میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تم میں اولاد اسماعیل میں سے ایک نبی بھیجنے والا ہوں جس کا نام احمد ہوگا۔ جو اس پر ایمان لے آیا وہ ہدایت پا جائے گا اور جو ایمان نہ لایا وہ ملعون ہوگا''۔

یہ بات سن کر سلمہ تو ایمان لے آیا لیکن مہاجر نے ایمان قبول کرنے سے انکار کر دیا تو قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ ومن يرغب عن ملة ابراهيم الا من سفه نفسَهٗ ، ولقد اصطفيناهُ في الدنيا و انه في الآخرة لمن الصالحين ﴾ [البقرة : ١٣٠]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اب کون ہے جو ابراہیم کے طریقے سے نفرت کرے جس نے خود اپنے آپ کو حماقت و جہالت میں مبتلا کر لیا ہو اس کے سوا کون یہ حرکت کر سکتا ہے' ابراہیم تو وہ شخص ہے جس کو ہم نے دنیا میں اپنے کام کے لئے چن لیا تھا اور آخرت میں اس کا شمار صالحین میں ہوگا''۔

---

بعض اوقات حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس استفادے کے لئے بیٹھتے اور آپ سے سوالات کرتے تاکہ ایمان و یقین میں مزید اضافہ ہو۔

ایک دفعہ مجلس میں بیٹھے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے تین سوال کروں گا۔ ان کا جواب صرف نبی ہی دے سکتا ہے۔ میرا پہلا سوال یہ ہے کہ قیامت کی پہلی نشانی کون سی ہوگی؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ اہل جنت سب سے پہلی چیز کون سی کھائیں گے؟ تیسرا سوال یہ ہے کہ بچہ ماں یا باپ کا ہم شکل کس صورت میں ہوتا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کے تین سوالوں کے جواب ابھی ابھی جبریل علیہ السلام نے مجھے بتائے ہیں۔ پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ قیامت کی پہلی نشانی یہ ہے کہ ایک آگ پیدا ہوگی جو مشرق سے مغرب کی طرف جائے گی۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اہل جنت سب سے پہلے مچھلی کا جگر کھائیں گے۔ اور تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ میاں بیوی میں جس کا مادہ منویہ غالب آ جائے بچہ اسی کا ہم شکل ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہ سن کر پکار اٹھے:

اشهد ان لا اله الا اللّٰه و انك رسول اللّٰه.

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اسلام کو سراہتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(( وَ اَنْتَ عَلَى الْإِسْلَام حَتّٰى تَمُوْتَ )). [تهذيب الاسماء و للغات ١/ ٣٥]

''آپ اسلام پر مرتے دم تک قائم رہیں گے''۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد دل لگا کر عبادت کرنے لگے اور دنیاوی جاہ وجلال سے کنارہ کش ہو گئے۔

ایک دن لکڑیوں کا گٹھا کمر پر اٹھائے ہوئے بازار سے گزر رہے تھے۔ کسی نے پوچھ لیا کہ آپ کو اللہ نے مستغنی نہیں کیا۔ فرمایا: مجھ پر اللہ کا بڑا فضل وکرم ہے' ہر طرح کی فراوانی ہے۔ میں اپنی کمر پر ایندھن اٹھا کر اپنے دل سے فخر ومباہات اور نخوت کے جذبات کو کچل رہا ہوں۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے:

(( لَا يدخل الجنة من كان فى قلبِهِ مثقال حَبّةِ خردلٍ مِن كبرٍ )).

[سير اعلام النبلاء ٢/ ٤١٩]

''وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا جس کے دل میں رائی کے ذرے کے مطابق بھی تکبر ہو گا''۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں علم وتقویٰ کے اعتبار سے بڑے بلند مقام پر فائز تھے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے تورات کے بہت بڑے عالم تھے' اور یہودی اسے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور سردار ابن سردار اور جید عالم فاضل سمجھتے تھے۔ اور اسلام قبول کرنے کے بعد یہ قرآن وسنت کے جید عالم بنے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بڑی فصیح و بلیغ بات کرتے تو یوں معلوم ہوتا جیسے الفاظ کے موتی پرو رہے ہیں' طبقات ابن سعد میں ان کی گفتگو کا نمونہ ملتا ہے' جب امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی جا چکی تو یہ تشریف لائے اور فرمانے لگے میرے ساتھیو آپ نمازِ جنازہ میں تو مجھ سے سبقت لے گئے لیکن مرحوم کی تعریف میں سبقت نہیں لے جا سکتے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کر کے فرمایا:

(( نِعمَ اَخُو الاسلام اَنتَ یَا عُمَرَ جوادً بالحق بخیلًا بالباطل ، تَرضَی حین الرضی ، و تغضب حین الغضب عفیف الطرف ، طَیّبُ الظرفِ ، لم تکن مداحًا و لا مغتابًا )). [طبقات ابن سعد ٣/ ٣٦٩]

''اے عمر! تو اسلام کا بہترین بھائی تھا۔ حق کے لئے سخی اور باطل کے لئے بخیل تھا۔ تو خوشی کے وقت خوش ہوتا اور ناراضگی کے وقت ناراض ہوتا۔ تو پاک دامن اور پاکیزہ ظرف تھا۔ نہ تو کسی کی بلاوجہ تعریف کرتا اور نہ ہی غیبت''۔

---

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت سے پیش آیا کرتے۔ ان کے دل میں ان کا بہت احترام تھا وہ یہ فرمایا کرتے تھے:

(( نِعم الرَّجُلُ مِن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم )).

[السیدۃ الحلبیہ ٢/ ٣٢٦]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے بہت بہتر آدمی تھا''۔

---

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حلال و حرام کے بارے میں صحابہ سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام ان کی چارپائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے اردگرد کھڑے رونے لگے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ساتھیو! تم روتے کیوں ہو؟ انہوں نے کہا: علم کے اُٹھ جانے کے غم میں آنسو بہا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: علم اور ایمان قیامت تک قائم و دائم رہیں گے۔ کتاب و سنت کے علم کو جو دل سے چاہے گا حاصل کر سکے گا۔ اپنی ہر بات کو پرکھنے کے لئے قرآن حکیم کو کسوٹی بناؤ۔ علم، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے حاصل کرو۔ اگر تمہیں وہ نہ ملیں تو علم کے حصول کے لئے چار شخصیات اور ہیں، عویمر، عبداللہ بن مسعود، سلمان فارسی اور عبداللہ بن سلام جو پہلے یہودی تھے پھر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں یہ سنا ہے کہ وہ دس جنتی صحابہ میں سے ایک ہے۔ عالم کے پھسلنے سے ڈرو۔ حق جہاں سے بھی ملے لے لو اور باطل جو بھی لے کر آئے اسے مسترد کرو خواہ اسے لانے والا کوئی بھی ہو۔ [بحوالہ مسند امام احمد۔ سیر اعلام النبلاء ۱/ ۴۵۹۔ ۲/ ۴۱۸]

---

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا آپس میں بڑا پیار تھا۔ ایک دن سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے پیار بھرے انداز میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے پیارے بھائی، ہم میں سے جو پہلے فوت ہو جائے دوسرا اس کے بارے میں خواب میں دیکھے۔ انہوں نے پوچھا کیا ایسے ہو سکتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں اس لئے کہ مومن کی روح آزاد ہوتی ہے اور کافر کی روح قیدی ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں سویا ہوا تھا مجھے خواب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ملے۔ میں نے پوچھا کیا حال ہے۔ انہوں نے بہت اچھے انداز میں کہا، بس ایک بات کا خصوصی خیال رکھنا:

و عَلَيكَ بالتوكل فنعم الشئ التوكل.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''توکل کو لازم پکڑو' بہترین چیز توکل ہے''۔
اس بات کو تین مرتبہ دھرایا۔ [بحوالہ طبقات ابن سعد ۴/۹۳]

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جس طرح میدان علم کے شہسوار تھے اسی طرح وہ میدان جہاد کے بھی شہسوار تھے۔ ان کا شمار فاتحین میں ہوتا ہے۔ انہوں نے بیت المقدس اور نہاوند کی فتح میں حصہ لیا۔ یہ آخری دم تک مدینہ منورہ میں رہائش پذیر رہے۔ [بحوالہ الاعلام زرکلی]

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے پچیس احادیث مروی ہیں ان سے ابوہریرہ' انس بن مالک' عبداللہ بن معقل' اور ان کے دونوں بیٹوں یوسف اور محمد اور تابعین میں عطاء بن یسار وغیرہ نے روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ [بحوالہ تہذیب الاسماء واللغات ۱/۲۷۱]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ کی خدمت میں ثرید کا بھرا پیالہ پیش کیا گیا آپ نے ثرید کھایا اور کچھ اس پیالے میں باقی رہ گیا۔ آپ نے فرمایا: اس راستے سے ایک جنتی شخص داخل ہوگا اور وہ یہ باقی ثرید کھائے گا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے بھائی عمیر بن ابی وقاص کو باہر چھوڑ آیا تھا۔ میرے خیال میں آیا کہ وہ اس راستے سے داخل ہوگا لیکن کیا دیکھا کہ عبداللہ بن سلام داخل ہوئے اور پیالے سے باقی ثرید کھایا۔ [بحوالہ فتح الباری ۷/۱۳۰]

علامہ ذہبی نے اپنی مشہور و معروف کتاب سیر اعلام النبلاء میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ لکھا ہے:

الإمام الحبر المشهود بالجنة، حليف الانصار من خواص اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم. [سير الاعلام النبلاء ۲/ ٤١٣]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''امام' عالم' جس کے جنتی ہونے کی گواہی دی گئی' انصار کا حلیف' نبی کریم ﷺ کے خاص صحابہ میں سے''۔

———○———

حافظ بن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ان الفاظ میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

عبدالله بن سلام رضی الله عنه احد احبار اليهود وهو ممن شهد له رسول الله صلى الله عليه وسلم بالجنة. [البدايه والنهايه ٧/ ٢٧]

''عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہودیوں کے ایک عالم اور وہ ان میں سے ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے''۔

———○———

علامہ ابن عبداللہ اپنی مشہور و معروف کتاب الاستیعاب میں لکھتے ہیں:

وشهد رسول الله صلى الله عليه وسلم بعبدالله بن سلام بالجنة.

[استيعاب ٣/ ٣٧٤]

''رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کی گواہی دی''۔

———○———

★ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔

★ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا نام اسلام قبول کرنے سے پہلے حصین بن سلام تھا اور ان کی کنیت ابو یوسف تھی۔

★ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے وادی قباء میں تشریف لائے تو وہاں پہنچ کر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

★ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں کو دعوت دی تو وہ بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسلمان ہو گئے۔

- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی پھوپھی جعدہ بنت عبید نے بھی اسلام قبول کر لیا۔
- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔
- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بڑے عالم فاضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔
- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فصاحت و بلاغت سے آراستہ بڑی جچی تلی بات کیا کرتے تھے۔
- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ۴۳ ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



16

# سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جو کوئی کسی جنتی شخص کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ اسے یعنی مالک بن
سنان کو دیکھ لے۔ [فرمانِ نبوی ﷺ]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ

حضرت مالک بن سنان بن عبید الانصاری رضی اللہ عنہ مشہور و معروف عالم فاضل جلیل القدر صحابی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد محترم تھے۔

حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کی بیوی کا نام انیسہ بنت عمرو بن قیس تھا۔ یہ پہلے نعمان بن عامر کی بیوی تھی اس سے قتادہ بن نعمان پیدا ہوئے اور صحابہ کرام میں وہ مشہور و معروف ہوئے۔

جب نعمان فوت ہوئے تو انیسہ کی شادی مالک بن سنان سے ہوئی اور اس کے ہاں ابو سعید خدری اور فریعہ نے جنم لیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا اصل نام سعد بن مالک تھا' اور کنیت ابو سعید تھی۔ کنیت نام پر غالب آ گئی اور اسی کنیت سے صحابہ کرام میں جانے پہچانے جاتے تھے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کی بیٹی فریعہ نے اسلام قبول کیا اور بیعت رضوان میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی۔ اس کا خاوند بھاگ جانے والے غلاموں کی تلاش میں نکلا اور اسے قتل کر دیا گیا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ مجھے اپنے قبیلے خدرۃ میں جانے کی اجازت دی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ فرمایا تھا:

(( اُمكثي في بيتكِ حتى يبلغ الكتاب اجَله )). [الإصابة ٤/ ٣٧٥]

''اپنے گھر میں رہو' یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے''۔

---

حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کے دو بھائی تھے۔ حارثہ بن سنان اور ثابت بن سنان۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حارثہ کی دو بیٹیاں تھیں' رُباب بنت حارثہ' اور ربیع بنت حارثہ۔ انہوں نے بھی اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اسی طرح ثابت بن سنان کی بھی دو بیٹیاں تھیں' خلیدۃ بنت ثابت اور ام ثابت بنت ثابت۔ یہ بھی مسلمان ہوئیں اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ غرضیکہ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کا سارا کنبہ مدینہ منورہ میں آباد تھا۔ اور سارے کنبے کو اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

جب رسول اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے والہانہ انداز میں آپ کا استقبال کیا۔ آپ اپنے چھوٹے بیٹے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو لے کر اکثر و بیشتر رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے' جس کی وجہ سے باپ اور بیٹے کو علم نبوی کے صاف شفاف سرچشمے سے علمی طور پر سیراب ہونے کا موقع نصیب ہوا۔

مالک بن سنان اسلام قبول کرنے سے پہلے مدینہ منورہ میں یہودیوں سے اکثر و بیشتر سنا کرتا تھا کہ وہ تورات کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کے ظہور کا تذکرہ کرتے اور آپ کے اوصاف بیان کرتے۔ یہ سن کر ان اوصاف کو اپنے ذہن میں محفوظ کرتے جاتے اور دل میں دن بدن شوق بڑھتا جاتا کہ کاش ان کا ظہور میری زندگی میں ہو جائے تاکہ ان کی زیارت کی سعادت نصیب ہو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ابا جان مالک بن سنان سے سنا' وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بنوعبدالاشھل کے پاس گیا۔ وہاں ایک یوشع نامی یہودی سے میں نے سنا' وہ یہ کہہ رہا تھا:

''ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے جس کا نام احمد ہوگا اور وہ حرم سے ظاہر ہوگا''۔

اس سے خلیفہ بن ثعلبہ نے مذاق کے انداز میں پوچھا وہ کیسا ہوگا؟ اس نے کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"اس کا قد نہ چھوٹا ہوگا اور نہ زیادہ لمبا' اس کی آنکھوں میں سرخی ہوگی' وہ چادر لپیٹے گا' گدھے پر سواری کرے گا' کندھے پر تلوار لٹکائے گا' اور اس شہر میں ہجرت کر کے آئے گا"۔

مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں سن کر میں اپنے قبیلے خدرہ کے پاس آیا۔ میں یہ باتیں سن کر بڑا حیران تھا۔ میں نے اپنی قوم کے ایک شخص کو یہ باتیں سنائیں کہ یوشع یہودی یہ باتیں کرتا ہے۔ اس نے مجھے بتایا یثرب کے تمام یہودی یہی کہتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مزید بیان کرتے ہیں کہ میرے ابا جان مالک بن سنان فرماتے ہیں کہ میں بنوقریظہ کے پاس گیا' وہاں زبیر بن باطا یہودی اس نئے نبی کے ظہور کے بارے میں باتیں کر رہا تھا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو میرے ابا جان نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی اور ساتھ ہی یہ تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیں' تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"کاش کہ زبیر بن باطا نے اسلام قبول کر لیا ہوتا تو یہودیوں کے سب سردار بھی اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام کی نعمت سے سرفراز ہو جاتے"۔ (بحوالہ دلائل النبوۃ اصبہانی ۹۲/۱)

حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' دونوں باپ بیٹا جلیل القدر صحابہ کرام میں سے تھے۔ دونوں کو علم و عمل میں کمال حاصل تھا۔

———O———

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں یہ اطلاع ملی کہ قریش مکہ پوری تیاری سے مدینہ منورہ پر یلغار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے خط کے ذریعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کر دیا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ نے مشورے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ رائے تھی کہ ہمیں مدینہ میں مورچہ بند ہو کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ بعض کی رائے یہ تھی کہ ہمیں مدینہ منورہ سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہئے' اگر ہم مدینہ میں رہے تو دشمن ہمیں بزدل سمجھے گا۔ اس موقع پر حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے بڑے ادب واحترام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لئے دونوں صورتیں بہتر ثابت ہوں گی۔ اگر میدان میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابی عطا کی تو پھر بھی بہتر اور اگر ہم جام شہادت نوش کر گئے تو یہ بھی ہمارے حق میں بہتر ہوگا۔ [بحوالہ مغازی الواقدی ۱/ ۲۱۱]

مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ لہٰذا دشمن کے مقابلے کے لئے مقام بدر کا رخ کیا گیا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب غزوۂ اُحد کے لئے مجاہدین کا انتخاب کیا جا رہا تھا' تو میرے ابا جان نے مجھے بھی اپنے ساتھ دربار رسالت میں پیش کر دیا' میری عمر اس وقت صرف تیرہ برس کی تھی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بچہ سمجھ کر واپس کر دیا۔ مجھے اس کا بڑا افسوس ہوا کہ جہاد میں شرکت کی سعادت سے محروم رہ گیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی عمر کی وجہ سے درج ذیل احباب کو بھی واپس کر دیا تھا' یہ بھی آگے چل کر مشہور و معروف جلیل القدر صحابہ کرام کے طور پر سامنے آئے جن کو بچہ سمجھ کر جنگ احد سے واپس کیا گیا ان کے نام یہ ہیں:

1. عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما۔
2. زید بن ارقم رضی اللہ عنہ۔
3. اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ۔
4. اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



5 زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

میدانِ اُحد میں دونوں لشکر آمنے سامنے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جنگی حکمت عملی کے پیش نظر پچاس تیز انداز مجاہدین کا ایک دستہ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک درے پر متعین کر دیا اور انہیں یہ حکم دیا کہ جنگ کی صورت حال کچھ بھی ہو تم یہیں ڈٹے رہنا۔ پہلے مرحلے میں گھمسان کا رن پڑا۔ مجاہدین نے زور دار حملہ کیا جس سے دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے' وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر درے میں متعین تیر اندازوں میں سے بیشتر یہ سمجھ کر نیچے میدان میں اتر کر مال غنیمت جمع کرنے میں شامل ہو گئے۔ خالد بن ولید نے جب یہ صورت حال دیکھی کہ درے میں خلا پیدا ہو چکا ہے۔ اس نے جنگی داؤ لگاتے ہوئے چکر کاٹ کر درے کے راستے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور عکرمہ بن ابی جہل اس کے ہمراہ تھا۔ یہ دونوں اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ پیچھے سے اچانک حملے کی مجاہدین تاب نہ لا سکے۔ مجاہدین کے پاؤں اکھڑ گئے۔ بہت سے صحابہ کرام میدانِ اُحد میں جام شہادت نوش کر گئے۔ رسول اللہ ﷺ بھی زخمی ہو گئے۔ صورتِ حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چار دشمنوں نے تو رسول اللہ ﷺ پر کاری ضرب لگانے کا عزم کر لیا تھا وہ چار بد بخت یہ تھے:

1 عبداللہ بن شہاب۔

2 عتبہ بن ابی وقاص۔

3 عمرو بن قمئہ۔

4 اُبی بن خلف۔

ان چاروں نے رسول اللہ ﷺ پر حملہ کر کے آپ کو زخمی کر دیا۔ آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ اس سے خون بہنے لگا۔ ان میں سے اُبی بن خلف گھوڑے پر سوار جب رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو آپ نے اسے نیزہ مارا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جس سے وہ لڑکھڑاتا ہوا گھوڑے سے گرا اور جہنم جا پہنچا۔

اس نازک ترین صورت حال میں جن صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے کی سعادت حاصل کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

1. ابو دجانہ انصاری رضی اللہ عنہ۔
2. مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ۔
3. علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔
4. مالک بن سنان رضی اللہ عنہ۔
5. قتادۃ بن نعمان رضی اللہ عنہ۔
6. عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔
7. حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ۔
8. ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ۔
9. سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ۔

اس موقع پر جب حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو زخمی حالت میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ آپ کی پیشانی مبارک سے خون بہہ رہا ہے، تو یہ آگے بڑھے اور آپ کا خون چوسا کہ شاید اس طرح خون بہنا بند ہو جائے۔ خون چوس کر وہ نگل گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے کلی کر دیں تو محبت بھرے انداز میں کہا: میں اب اسے باہر نہیں پھینکوں گا۔ یہ کہا اور آپ کا خون نگل لیا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( مَن مَسَّ دَمَهُ دَمِی لَم تَمُسَّهُ النَّارُ )). (انساب الشراف ۱/ ۳۲۱)

''جس کا خون میرے خون کو چھو جائے اسے آگ نہ چھوئے گی''۔

اس کے بعد مشرکین میں سے ایک سوار غراب بن سفیان کنانی آگے بڑھا اس نے حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ پر زوردار حملہ کیا جس کی وجہ سے آپ زخمی ہو کر گر پڑے اور تھوڑی دیر کے بعد جام شہادت نوش کر گئے۔ شہادت سے رسول اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ﷺ کا خون ان کے خون سے مل گیا جس کی وجہ سے ان کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔ اس معرکے میں تقریباً ستر صحابہ کرام شہید ہوئے۔ جنہیں میدان احد میں دفن کیا گیا۔ ایک ایک قبر میں دو دو تین تین شہداء کو دفن کیا گیا۔

جب رسول اللہ ﷺ میدانِ اُحد سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کی طرف چلے تو مدینے میں آپ کی واپسی کی خبر پہنچ چکی تھی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اگرچہ بچے تھے لیکن ہمیں آپ کی زیارت کا بہت زیادہ شوق تھا۔ ہم آپ کے استقبال کے لئے مدینہ منورہ سے باہر نکل آئے۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر آپ کے گھٹنوں کو بوسہ دیا۔ آپ نے مجھے بڑے محبت بھرے انداز میں فرمایا: تیرے باپ کی وجہ سے اللہ تجھے اجر و ثواب سے نوازے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ دوڑ کر اپنے گھر گئے' گھر والوں کو جا کر بتایا کہ ابا جی شہید ہو گئے' لیکن رسول اللہ ﷺ زندہ و سلامت ہیں' اور مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے ہیں۔ گھر والے یہ خبر سن کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سب اہل خانہ نے بیک زبان ہو کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ آپ کو دیکھ کر ہم سب غم بھول گئے ہیں۔ آپ ہیں تو سب ٹھیک ہے۔ آپ کے ہوتے ہوئے ہمارے لئے کوئی مصیبت تکلیف دہ نہیں۔

حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کے خاندان نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے سربراہ کے شہید ہو جانے کے حوالے سے کسی غم واندوہ کا اظہار نہیں کیا بلکہ رسول اللہ ﷺ کو زندہ و سلامت دیکھ کر شادمانی و مسرت کا اظہار کیا۔ اس طرح سارے خاندان نے بڑی عظمت کا ثبوت دیا۔ شہید کے خاندان کی مالی حالت بہت پتلی تھی۔ گھر میں کچھ کھانے کے لئے نہیں تھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میری امی جان نے مجھے حکم دیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور آپ کو گھر کی صورت حال بتاؤ۔ کہتے ہیں کہ میں گیا تو آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے پاس اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی مجلس میں بیٹھ گیا' آپ نے اس وقت یہ ارشاد فرمایا:

(( اِنَّهُ مَن يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰه وَ مَنْ يَسْتَعْفِف يُعِفَّهُ اللّٰه و مَن يتصبّر يصبرهُ اللّٰه )). [الاصابة ٢/ ٣٣]

''جو بے نیاز ہو جائے اللہ اسے غنی کر دیتا ہے' جو پاک دامنی کا مطالبہ کرے اللہ اسے پاک دامن کر دیتا ہے' اور جو صبر کا مظاہرہ کرے اللہ اسے صبر کی توفیق عطا کر دیتا ہے''۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ سے کوئی بات کئے بغیر ہی واپس چلا آیا۔ گھر آیا تو امی جان نے پوچھا تو میں نے ساری بات سنا دی۔

گھر کے حالات اور زیادہ بگڑ گئے' پھر امی جان نے مجھے آپ کے پاس بھیجا۔ میں پھر حاضر ہوا۔ اس دفعہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی مطالبہ نہ کیا۔ اسی طرح خالی ہاتھ واپس آ گیا۔

اس کے بعد ہمارے مالی حالات دن بدن بہتر ہونے لگے اور دنیا ہم پر اس طرح نچھاور ہونے لگی کہ مال و دولت کو سنبھالنا ہمارے لئے مشکل ہو گیا۔

---

حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع پر جنت کی بشارت دی۔

مجمع الزوائد میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( مَنْ خَالَطَ دَمِي دمَهُ لا تَمَسُّهُ النَّارُ )). [مجمع الزوائد ٨/ ٢٧٠]

''جس کے خون سے میرا خون مل جائے اسے آگ نہیں چھوئے گی''۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مالک بن سنان کی طرف اشارہ کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا:

(( مَنْ اراد ان يَنظر إلى رجل من اهل الجنة فلينظر إلى هذا فَاَشَارَ إلى مالك بن سنان )). [الاصابه ۳/ ۳۲۵]

''جس کا ارادہ ہو کہ کسی جنتی شخص کی طرف دیکھے تو اس کی طرف دیکھ لے اور آپ نے مالک بن سنان کی طرف اشارہ کیا''۔

حضرت ابوسعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَنْ اَحَبَّ ان يَنظُرَ إلى من خالط دمى دمَهٗ فلينظر إلى مالك بن سنان )). [حياة الصحابه ۱/ ۲۷۹]

''جس کو پسند آتا ہے کہ اس شخص کو دیکھے جس کے خون سے میرا خون مل گیا ہو تو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے''۔

---

اسی طرح میدانِ اُحد میں ابوسفیان نے بآواز بلند کہا: آج ہم نے جنگ بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ ہمارا ھبل زندہ باد۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم یہ اعلان کرو:

(( اللّٰه عَلٰى وَ اجَلّ )).

''اللہ ہی بلند و برتر ہے''۔

(( قتلانا فى الجنة و قتلاكم فى النار )).

''ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول جہنم میں''۔

ان مقتولوں میں حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جن کے جنتی ہونے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوید سنائی۔

سبحان اللّٰه و بحمده سبحان اللّٰه العظيم

---

★ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ اور اس کا بیٹا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جلیل القدر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علماء صحابہ میں سے تھے۔

- ★ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جنت کی بشارت پائی۔
- ★ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کا پورا کنبہ مسلمان ہو گیا۔
- ★ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے محبت بھرے انداز میں میدان اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے بہتا ہوا خون چوس کر نگل لیا۔
- ★ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے خون سے میرا خون مل گیا اسے آگ نہ چھوئے گی۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



17

# سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ تیری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ عکاشہ بن محصن نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ ؐ نے فرمایا: ''تم انہیں میں سے ہو''۔ [فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ

سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ بڑے خوبصورت نوجوان تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اس کو بھی بڑی سختیاں جھیلنی پڑیں۔ لیکن جوں جوں قریش کی طرف سے ظلم وستم ہوتا توں توں ایمان ویقین میں اضافہ ہوتا جاتا۔

سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے دوست عامر بن ربیعہ کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ العدویۃ بیان کرتی ہیں کہ میرا خاوند کسی کام سے گھر سے باہر گیا ہوا تھا اور میں ہجرت کے لئے زادِ سفر باندھ رہی تھی۔ اتنے میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمارے گھر آئے۔ چونکہ وہ ہمارے خاندان میں سے تھے لیکن مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اس کا رعب ودبدبہ بہت تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کیا تم لوگ اپنا گھر چھوڑ کر جارہے ہو؟ میں نے کہا کیا کریں، یہاں تمہارے ظلم وستم کی چکی میں پسنے سے کہیں بہتر ہے کہ کسی آزاد فضا میں جا کر بسیرا کریں، ہم تو یہاں تنگ آئے ہوئے ہیں۔ اس نے میری غصیلی باتیں سننے کے باوجود نرم لہجے سے کہا: اچھا اللہ تمہارے لئے بہتری پیدا کرے۔ یہ کہا اور چلا گیا۔ جب میرا خاوند واپس آیا تو میں نے اسے بتایا کہ آج عمر بن خطاب کا رویہ خلاف معمول بڑا ہی نرم تھا۔ میرے خاوند نے میری بات سن کر کہا: تیرے خیال میں یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو جائے گا، ایسا نہیں ہوسکتا۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں، اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔

دراصل عامر بن ربیعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے والد خطاب کا حلیف تھا اور اس نے اسے اپنا بیٹا بنا رکھا تھا۔ لوگ اسے عامر بن ربیعہ کی بجائے عامر بن خطاب کہا کرتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر اپنا فضل وکرم کیا اور اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا کردی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مسلمانوں پر سختیاں ناقابل برداشت ہوتی جا رہی ہیں۔ پہلے آپ نے انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا اور اس کے بعد مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم صادر فرمایا۔ مدینہ منورہ کی طرف انفرادی اور اجتماعی طور پر ہجرت کا آغاز ہو گیا۔ عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہجرت کا جب حکم ملا تو بنو غنم بن دودان اجتماعی طور پر ہجرت کے لئے تیار ہوئے۔ مرد اور عورتیں سبھی اس سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ انہوں نے اپنے گھروں کے دروازے بند کئے اور سفر پر روانہ ہو گئے۔ ان کے ساتھ عبداللہ بن جحش اس کا بھائی احمد بن جحش' عکاشہ بن محصن اور ابوسنان بن محصن بھی سفر پر روانہ ہو گئے۔ مکہ معظمہ میں اہل ایمان کے گھر خالی ہو گئے۔ ہوائیں خالی گھروں کے دروازوں اور کھڑکیوں سے اٹھکیلیاں کرنے لگیں۔ مکے میں گشت کرنے کے لئے عتبہ بن ربیعہ' عباس بن عبدالمطلب اور ابوجہل بن ہشام نکلے' چلتے ہوئے بنو جحش کے گھر پہنچے' دیکھا کہ دروازے اور کھڑکیاں کھلی ہیں' رہنے والا کوئی نہیں۔ اس موقع پر ابوجہل نے عباس بن عبدالمطلب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یہ سب کیا دھرا تیرے بھتیجے کا ہے اس نے ہمیں پارہ پارہ کر دیا ہے۔

مسلمان اکثر و بیشتر مدینہ منورہ ہجرت کر کے چلے گئے۔ چند دنوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر انصار اور مہاجرین کے درمیان دینی بھائی چارہ قائم کیا۔ مواخات کے اس نظام سے انصار و مہاجرین شیر و شکر ہو کر رہنے لگے۔ انصار نے بخوشی اپنی ملکیت کا آدھا حصہ مہاجرین کے سپرد کر دیا اور یوں بھائی بھائی بن کر رہنے لگے۔ اس طرح مدینہ منورہ میں اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی گئی۔

---

سیدنا عکاشہ بن محصن کی دلی خواہش تھی کہ کبھی ایسا موقع ملے کہ قریش مکہ سے دو دو ہاتھ کئے جائیں' جنہوں نے ہمیں اپنے گھروں سے نکلنے پر مجبور کیا۔ قریش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے تجارتی قافلے جو مکے سے شام کی طرف جاتے تھے وہ مدینہ منورہ کے قریب ہی سے گزرتے تھے۔ دل میں یہ تڑپ تھی کہ کبھی ان کا سامنا کیا جائے۔ لیکن اس کے لئے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت ضروری تھی۔ ایک دن ایسے ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ مہاجرین پر ایک قافلہ تیار کیا اور اس کا امیر عبداللہ بن جحش کو مقرر کیا اور وہ آٹھ مہاجرین درج ذیل تھے۔

1. ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ۔
2. عکاشہ بن محصن بن حرثان رضی اللہ عنہ۔
3. عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ۔
4. سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔
5. عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ۔
6. واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔
7. خالد بن بکیر رضی اللہ عنہ۔
8. سہل بن بیضاء رضی اللہ عنہ۔

ان آٹھ افراد کا حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر نامزد کیا اور اسے خط لکھ کر دیا اور فرمایا کہ یہ خط اس وقت کھولنا جب تم دو دن کا سفر طے کر چکو۔ جب سفر کرتے ہوئے دو دن گزر گئے تو خط کھول کر پڑھا گیا۔ اس میں لکھا تھا کہ آگے چلتے جاؤ جب طائف اور مکے کے درمیان نخلستان آئے اس میں پڑاؤ کرو۔ کسی ساتھی کو مجبور نہ کرنا۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے خط پڑھ کر سب کو سنا دیا اور ساتھ ہی یہ کہہ دیا کہ مجھے حکم ملا ہے کہ میں تم میں سے کسی کو مجبور نہ کروں جو کوئی ساتھ چلنا چاہتا ہے وہ چلے اور جو نہیں چلنا چاہتا میری طرف سے اسے اجازت ہے۔ وہ واپس جا سکتا ہے۔ اس موقع پر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا:

كُنَّا تَرغَبُ فِيمَا تَرغَبُ فِيه وَمَا مِنَّا اَحَدٌ الا وهو سَامِعٌ مطيع لرسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. [البدايه والنهايه ٣/ ٢٤٩]

''ہم وہی چاہتے ہیں جو آپ چاہتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سمع و اطاعت کا جذبہ رکھنے والا ہے''۔

جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط کھول کر پڑھا تھا وہاں سے حضرت عبداللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بن جحش رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سب ساتھی آگے کی طرف چل پڑے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق طائف اور مکہ کے درمیان واقع نخلستان میں پڑاؤ کیا۔ لیکن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ کی تلاش میں پیچھے رہ گئے۔ باقی افراد نخلستان میں گھات لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں چار افراد پر مشتمل ایک تجارتی قافلہ آیا جس کے پاس منقی' چمڑہ وغیرہ سامان تھا۔ اور وہ چار قریشی تاجر یہ تھے۔

❶ عبداللہ بن حضرمی۔ ❷ عثمان بن مغیرہ۔

❸ نوفل۔ ❹ حکم بن کیسان۔

جب ان تاجروں نے دیکھا کہ باغ میں اصحاب رسول بیٹھے ہوئے ہیں تو وہ گھبرا گئے۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے ان کی گھبراہٹ دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اپنا سر منڈا لو اس طرح وہ سمجھیں گے کہ یہ عمرہ کرنے والے ہیں کوئی خطرے کی بات نہیں تو حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے اپنا سر منڈا لیا' جس سے قریشی تاجر مطمئن ہو گئے۔ انہوں نے آپس میں باتیں کرتے ہوئے ایک دوسرے سے کہا: یہ لوگ تو عمرہ کرنے والے ہیں۔ انہوں نے اپنی اونٹنیوں کو باندھا اور کھانا تیار کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ان پر یلغار کر دی۔ ایک کو قتل کر دیا' دو کو گرفتار کر لیا اور ان میں سے ایک جان بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ ان تاجروں کا مال قبضہ میں لے لیا' مال و متاع اور دونوں قیدیوں کو مدینہ منورہ لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: میں نے تمہیں حملہ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی مال و اسباب غصب کرنے کا حکم دیا تھا' یہ تم نے کیا کر دیا؟ قریش مکہ اور یہودیوں کو واویلا کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا کہ مسلمانوں نے حرمت کے مہینے میں بھی لڑائی اور مال غصب کرنے کا اقدام کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف یہ حکم دیا تھا کہ نخلستان میں بیٹھ کر قریش مکہ کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی دیکھ کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے یہ ہم سے کیا ہوا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی اس وقت دور ہوئی جب درج ذیل آیات نازل ہوئیں:

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ﴾ [البقرہ: ۲۱۷]

''لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ماہِ حرام میں لڑنا کیسا ہے؟ کہو اس میں لڑنا بہت برا ہے۔ مگر اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکنا اور اللہ سے کفر کرنا اور مسجد حرام کا راستہ روکنا اور اللہ کی راہ سے روکنا' اور حرم کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا' اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ برا ہے۔ اور فتنہ خون ریزی سے زیادہ شدید تر ہے۔ وہ تو تم سے لڑے ہی جائیں گے حتیٰ کہ اگر ان کا بس چلے تو تمہارے دین سے تم کو پھیر لے جائیں۔ اور یہ خوب سمجھ لو کہ تم سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا اس کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو جائیں گے۔ ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم میں رہیں گے''۔

قرآن مجید کی ان آیات میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کے عمل کی تائید کی گئی کہ انہوں نے جو اقدام کیا بالکل درست کیا۔ ان آیات کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ساتھیوں سے خوش ہوئے تو ان کی جان میں جان آئی۔

---

رمضان ۲ ہجری میں قریش مکہ پوری تیاری کے ساتھ ایک ہزار کا لشکر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کے چچا عباس بن عبدالمطلب نے صورتِ حال سے آگاہ کر دیا تھا۔ باہمی مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ دشمن کا مقابلہ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر کیا جائے اور اس کے لئے مقام بدر کا انتخاب کیا گیا رسول اللہ ﷺ اپنے تقریباً تین سو تیرہ ساتھیوں کو بے سروسامانی میں لے کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور میدانِ بدر میں پہنچ کر پانی کے قریب پڑاؤ کیا۔ دونوں لشکر آمنے سامنے گھمسان کا رن پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجاہدین کو جوش و جذبہ دلانے کے لئے یہ اعلان کیا:

(( وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لا يقاتلهم اليوم رجل فيقتل صابرًا محتسبًا مقبلاً غير مدبرٍ اِلَّا ادخله اللّٰه الجنَّةَ )).

"قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ جو شخص بھی آج صبر، ثواب کی نیت سے، آگے بڑھنے والا، پیچھے نہ ہٹنے والے کی صورت میں لڑے گا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا"۔

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان سن کر تلوار پکڑی اور میدان جہاد میں کود گئے۔ دائیں بائیں دشمنوں کے پرخچے اڑانے شروع کر دیئے، اس دوران ان کی تلوار ٹوٹ گئی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے کیا حکم ہے؟ میری تو تلوار ٹوٹ گئی ہے۔ آپ نے لکڑی کی ایک ٹہنی اٹھا کر مجھے پکڑائی اور فرمایا: عکاشہ اس سے لڑو۔ میں نے جب اسے پکڑا تو وہ نہایت مضبوط اور سفید رنگ کی لشکارے مارتی ہوئی تلوار بن گئی وہ یہ معجزاتی تلوار پکڑ کر لڑنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی۔ اس تلوار کا نام عون رکھا گیا۔

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی اس معجزاتی تلوار کا تذکرہ البدایہ والنہایہ میں ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں:

انقطع سيفي يَومَ بدرٍ فأعطاني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عودًا فإذا هو سيف أبيض طويل، فقاتلتُ بِهِ حَتّٰى هزم اللّٰه المشركين. [البدايه والنهاية ٣/ ٢٩١]

''جنگ بدر میں میری تلوار ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے لکڑی عطا کی تو وہ سفید اور لمبی تلوار کا روپ دھار گئی۔ میں اس سے لڑا یہاں تک کہ اللہ نے مشرکوں کو شکست دے دی''۔

یہ تلوار زندگی بھر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے پاس رہی اور تمام جنگیں اسی سے لڑیں۔ پھر یہ نشانی کے طور پر عکاشہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے پاس رہی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا ایک معجزہ تھا جو جنگ بدر کے دوران رونما ہوا۔

اس تلوار کے ذریعے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے میدانِ جنگ میں جرأت و بہادری کے انمٹ نقوش چھوڑے۔ ان کے عسکری کارنامے کو سراہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہم میں ایک سرزمین عرب کا شہسوار ہے''۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی وہ کون ہے یارسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ''۔

---

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے اس معجزاتی تلوار کے ساتھ کئی معرکوں میں حصہ لیا اور عسکری اعتبار سے نمایاں کارنامے سرانجام دیئے۔

غزوۂ احد میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہا کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ لڑائی کے دوران رسول اللہ ﷺ کی تیراندازی کے دوران کمان کی تندی ٹوٹ گئی تھی۔ یہ اسے درست کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ لیکن تندی چھوٹی تھی پوری نہیں آ رہی تھی۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں کیا کروں؟ تندی چھوٹی ہے پوری نہیں آ رہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے زور لگا کر کھینچو پوری آ جائے گی۔ میں نے جب زور لگا کر کھینچی تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہی تندی اتنی لمبی ہوگئی کہ میں نے اسے تہری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر کے کمان پر کس دیا۔

ربیع الاول ۶ھ ہجری میں غزوہ ذی قرد سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اسد کے مشہور چشمے غمر کی طرف جانے کے لئے جو لشکر ترتیب دیا اس کا امیر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کو نامزد کیا۔

۶ھ ہجری میں بیعت رضوان میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حصہ لیا ان میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ شامل تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں اور منکرین زکوٰۃ کے خلاف لڑائی شروع ہوئی تو طلیحہ بن خویلد الاسدی کے خلاف جنگ کرنے کے لئے جس لشکر کو روانہ کیا گیا اس کا امیر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا اور اس میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اور یہ میدان جنگ میں حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اترے' اور جام شہادت نوش کر گئے۔ شہادت کے وقت حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی عمر ۴۴ سال تھی۔ اور یہ واقعہ ۱۲ ہجری کو وقوع پذیر ہوا۔

علامہ ذہبی اپنی مشہور و معروف کتاب سیر اعلام النبلاء میں حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

عُكاشة بن مُحصن رضي الله عنهُ السعيدُ الشهيد ابو محصن الأسدي حليفُ قُريشٍ من السابقين الاوّلين البدريين اهل الجنة.

[سير اعلام النبلاء ۱/ ۳۰۷]

"عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ خوش بخت' شہید' ابو محصن الاسدی قریشی کا حلیف تھا' پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھا' بدری اور جنتی تھا"۔

---

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے امتوں کو لایا گیا' کسی نبی کو میں نے دیکھا کہ اس کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چند لوگ ہیں' کسی کے ساتھ ایک یا دو آدمی اور کوئی نبی بالکل اکیلا ہے' کوئی بھی شخص اس کے ساتھ نہیں۔ پھر میرے سامنے لوگوں کا بہت بڑا گروہ لایا گیا' میں نے سمجھا کہ یہ میری امت ہے لیکن مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے۔ آپ افق پر دیکھیں میں نے دیکھا تو مجھے وہاں لوگوں کا ازدھام دکھائی دیا اور مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ تیری امت ہے۔ اور ان میں ستر ہزار ایسے افراد بھی ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ لوگ ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے کہ یہ صحابہ کرامؓ ہوں گے۔ بعض نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے ماحول میں آنکھ کھولی۔ آپ نے یہ باتیں سن کر پوچھا بھئی کیا باتیں کر رہے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ ہم یہ باتیں کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا بغیر حساب کے جنت میں جانے والے وہ لوگ ہوں گے جو نہ دم کراتے ہیں نہ تعویذ لیتے ہیں نہ بدشگونی پکڑتے ہیں بلکہ وہ اپنے رب پر کامل بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجئے کہ اللہ مجھے ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا: آپ انہیں لوگوں میں سے ہیں۔ ایک دوسرے شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے بھی دعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا۔ [بحوالہ شرح نووی' مسلم ۳/۹۲]

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے حق میں جنت کی بشارت دی' کہ یہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کے پورے کنبے کو پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کا بھائی ابو سنان بن محصن' اس کا بھتیجا سنان بن ابی سنان بن محصن' ان کا بھائی عمرو بن محصن' بہن ام قیس بنت محصن یہ تمام اہل ایمان میں سے تھے۔ ان سب پر اللہ کا خاص فضل و کرم تھا کہ انہیں ان لوگوں میں شامل ہونے کی توفیق عطا کی جو سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ حسن و جمال کے پیکر جلیل القدر صحابی تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بہت قدر کیا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ تمام بدری صحابہ کو بڑی اہمیت دیا کرتے تھے۔ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے بھی جنگ بدر میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کی تھی۔

جب انہوں نے جنگ بدر میں حصہ لیا' اُس وقت ان کی عمر ۳۴ برس کی تھی۔ جنگ کے دوران ان کی تلوار ٹوٹ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے ایک لکڑی اٹھا کر پکڑائی اور فرمایا اس سے لڑو' اس لکڑی کی چھڑی کو پکڑتے ہی وہ چمکدار تلوار کا روپ دھار گئی اور یہ تلوار جس کا نام عون رکھا گیا ان کے پاس آخر دم تک رہی۔ یہ ۱۲ھ ہجری' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شہید ہوئے۔

---

- حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ حسین وجمیل جلیل القدر صحابی تھے۔
- حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔
- حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کا پورا کنبہ اسلام کی نعمت سے سرفراز ہوا۔
- حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے ۳۴ سال کی عمر میں جنگ بدر میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی۔
- حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے ۴۴ سال کی عمر میں ۱۲ ہجری کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت طلیحہ بن خویلد اسدی کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔
- حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ امت محمدیہ کے ان ستر ہزار خوش نصیب افراد میں سے ہیں جنہیں بغیر حساب کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



18

# سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

[فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ

بخاری اور مسلم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

(( رائیتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَالحَسَنُ عَلَی عَاتِقِہٖ یَقُوْلُ : اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحِبُّہٗ فَاُحِبَّہٗ )).

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' اس حال میں کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کندھے پر تھے اور آپ فرما رہے ہیں الٰہی میں اسے پسند کرتا ہوں تو بھی اسے پسند کر''۔

---

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحِبُّ حَسَنًا فَاَحِبَّہٗ وَ اَحِبَّ فن یُحِبُّہٗ )).

[بخاری ۷/ ۷۱۔ مسلم ۲/ ۱۱۰]

''الٰہی میں حسن سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور ہر اس شخص سے محبت کر جو اس سے محبت کرتا ہے''۔

---

بخاری' مسند امام احمد' مستدرک حاکم' کنز العمال اور المعجم الکبیر طبرانی میں حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز عصر پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے اور آپ کے ہمراہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے' آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں' آپ نے آگے بڑھ کر اسے گود میں اٹھایا اور فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( بِأَبِی شَبِیهٌ بِالنَّبِی وَلَیس شَبِیهٌ بِعَلِی ))۔ [بحوالہ بخاری ۷/ ۷۷۔

مسند امام احمد ۱/ ۱۸۔ مستدرك حاكم ۲/ ۱٦۸۔ كنز العمال ٢٨٦٣٤]

''یہ بچہ تو ہو بہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم شکل ہے یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہم شکل تو نہیں یہ بات سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے''۔

---

مسند امام احمد' مجمع الزوائد اور المعجم الکبیر طبرانی میں حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے' جب آپ سجدے میں جاتے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ چھلانگ لگا کر آپ کی پیٹھ اور گردن پر چڑھ جاتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی آہستگی کے ساتھ سر اوپر اٹھاتے کہ کہیں وہ گر نہ جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جس طرح حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آتے ہیں کسی اور کے ساتھ ہم نے اس طرح پیش آتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: یہ دنیا میں میری خوشبو ہے' یہ میرا بیٹا سردار ہے' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو بڑے گرہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

[بحوالہ مجمع الزوائد ۹/ ۱۷۲۔ مسند امام احمد ۵/ ۲۷۔ المعجم الکبیر طبرانی ۲۵۹۱]

---

ترمذی میں حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اِنَّ ابنی هٰذا سَیِّدٌ یُصلِحُ اللّٰه علی یَدَیه بَینَ فئتَینِ ))۔

[بحوالہ ترمذی مناقب ۱۰، ۲۷۷]

''بلاشبہ میرا یہ بیٹا سردار ہے' اللہ اس کے ہاتھوں دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا''۔

---

المعجم الکبیر طبرانی میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



أشبهُ النَّاسِ بِالنَّبِيِّ مَا بين رأسِهِ إلى نَحرِهِ الحَسنُ.

[بحواله المعجم الكبير طبرانى ٩/ ١٧٦١]

''حسن رضی اللہ عنہ سر سے لے کر سینے تک سب لوگوں سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے''۔

---

مسند امام احمد اور المعجم الکبیر طبرانی میں عمیر بن اسحاق سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کہا کہ اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا انہوں نے پیٹ سے قمیص کا پلو اٹھایا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انہوں نے آپ کے پیٹ کو بوسہ دیا تھا' تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پیٹ کو چوما۔

[بحوالہ: مسند امام احمد ۱/ ۴۲۷۔ المعجم الکبیر ۱/ ۱۹۔ مجمع الزوائد ۹/ ۱۷۷]

---

المعجم الکبیر طبرانی' اور مجمع الزوائد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

((إنَّ ابني هذا سيدٌ وليُصلِحَنَّ اللّٰهُ بِهِ بَين فئتين من المسلمين عظيمتين)). [بحواله: مجمع الزوائد ٩/ ١٧٨. المعجم الكبير ٢٥٩٢]

''میرا یہ بیٹا سردار ہے' اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کی صلح کرائے گا''۔

---

مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے اس لئے محبت کرتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے لاڈ پیار کرتے دیکھا ہے۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی گود میں بیٹھا ہے اور معصومانہ انداز سے آپ کی داڑھی میں اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے خلال کر رہا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاڈ پیار سے اس کا منہ چوم رہے ہیں' اور آپ نے اس موقع پر یہ فرمایا:

(( اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحِبُّہٗ فَأَحِبَّہٗ )).

''الٰہی میں اس سے پیار کرتا ہوں تو بھی اس سے پیار کر''۔

---

مستدرک حاکم میں حضرت عروہ بن زبیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ چوما اور اسے اپنی گود میں لیا اور اسے لاڈ پیار کرنے لگے' ایک صحابی وہاں بیٹھا دیکھ رہا تھا' اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بھی ایک بیٹا ہے' وہ اب جوان ہو گیا ہے لیکن میں نے کبھی اس کو نہیں چوما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے شفقت کا جذبہ چھین لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں''۔ [بحوالہ مستدرک حاکم ۲/۱۷۰]

---

مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ ایک آدمی نے یہ منظر دیکھ کر کہا: ''بیٹے سواری بہت خوب ہے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا:

''سوار بھی تو بہت خوب ہے''۔ [بحوالہ: مستدرک حاکم ۲/۱۷۰]

---

مسند امام احمد اور ترمذی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ )).

''حسن اور حسین نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں''۔ [بحوالہ۔ مسند امام احمد ۲/۶۲]

---

مسند امام احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' آپ نے ایک کندھے پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھایا ہوا تھا اور دوسرے کندھے پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کبھی اس کو بوسہ دیتے اور کبھی اس کو ایسے ہی کرتے ہوئے آپ ہمارے پاس پہنچ گئے۔ ایک شخص نے کہا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کو ان دونوں سے محبت ہے؟'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِىْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِىْ )).

[بحوالہ : مسند امام احمد ۲/ ۲۸۸. تاریخ بغداد ۱/ ۱٤۱]

''جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض کیا اس نے میرے ساتھ بغض کیا''۔

---

مسند امام احمد' ترمذی' نسائی اور صحیح ابن حبان میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ آسمان سے ایک فرشتہ اتر کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جو اس سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا' اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سلام عرض کرنا چاہتا ہے' اور آپ کو یہ خوشخبری دینا چاہتا ہے:

(( اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَنَّ فاطمة سيدة نسآء اهل الْجَنَّةِ )). [بحوالہ : مسند امام احمد ٥/ ۳۹۱ . ترمذی ۱۰ / ۲۷۳ . مسند امام احمد ۲/ ۸٥]

''حسن اور حسین نوجوانان جنت کے سردار ہیں اور فاطمہ الزہراء خواتین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جنت کی سردار ہے''۔

---

بخاری شریف اور ترمذی میں عبداللہ بن عمران رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رِيْحَانَتَا يَ مِنَ الدُّنْيَا )).

[بحواله بخاری ۷/ ۷۹. ترمذی ۱۰/ ۲۷۴]

''کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میری دنیا میں دو خوشبوئیں ہیں''۔

---

مجمع الزوائد اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے' جب آپ سجدے میں جاتے تو حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں بچے کود کر آپ کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھتے' جب صحابہ کرام انہیں روکنا چاہتے تو آپ اشارے سے انہیں اپنے روکنے سے منع کر دیتے کہ انہیں رہنے دیجئے' جب آپ نماز کو پورا کر لیتے تو دونوں کو اپنی گود میں بٹھا لیتے اور فرمایا:

(( مَنْ اَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ هٰذَيْنِ وَ ضَمَّهُمَا اِلَيْهِ )).

[بحواله مجمع الزوائد ۹/ ۱۷۹. مستدرك حاكم ۲/ ۱۲۷]

''جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ ان دونوں سے بھی محبت کرے' پھر ان دونوں کو محبت بھرے انداز میں اپنے ساتھ ملا لیتے''۔

---

مجمع الزوائد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں بچے آپ کے پیٹ پر کھیل رہے ہیں' میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان دونوں سے پیار ہے؟ آپ نے فرمایا:

(( وَمَا لِي لا أُحِبُّهُمَا وهما رِيحَانَتَايَ )). [بحواله مجمع الزوائد ۹/ ۱۸۱]

''میں ان سے بھلا کیوں نہ پیار کروں یہ دونوں تو میری خوشبوئیں ہیں''۔

۳ ہجری ماہِ رمضان المبارک کی ۱۵ تاریخ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی نے آ کر اطلاع کی کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا۔ آپ یہ خبر سن کر اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر گئے' اور خوشی سے بیٹے کو اپنی گود میں لیا اور پوچھا کہ اس کا نام کیا رکھا ہے۔ بیٹی نے بتایا کہ ہم نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: نہیں اس کا نام حسن ہے۔ یہ نام واقعی سرزمین عرب میں بڑا انوکھا اور نرالا تھا۔ ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا گیا اور دو مینڈھے ذبح کئے اور سر کے بال اتروا کر ہم وزن چاندی اللہ کی راہ میں دی۔

رسول اللہ ﷺ اپنے اس لاڈلے کو دیکھنے کے لئے اکثر و بیشتر اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے' جب یہ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو بسا اوقات مسجد نبوی میں آ جاتے۔ رسول اللہ ﷺ اگر نماز میں مشغول ہوتے تو یہ معصومانہ انداز میں کھیلنا شروع کر دیتے' کبھی یہ آپ کی ٹانگوں کے درمیان سے گزرتے۔ کبھی جب آپ سجدے میں جاتے تو یہ پیٹھ پر سوار ہو جاتے۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر پیار بھرے انداز میں اسے اپنی گود میں بٹھا لیتے۔

رسول اللہ ﷺ کو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دونوں شہزادوں کے ساتھ بہت زیادہ پیار تھا' ایک دن آپ نے ان دونوں کو اپنی گود میں بٹھایا ہوا تھا' آپ نے ان کی طرف پیار بھرے انداز میں دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''یہ دونوں شہزادے میرے لئے دنیا کی خوشبو ہیں''۔

یہ دونوں نوجوانان جنت کے سردار ہیں' اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

''یہ میرا بیٹا سردار ہے' مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا''۔

آپ کی یہ پیشین گوئی اس وقت سچ ثابت ہوئی جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں مسند خلافت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا اور اس طرح امت کو خونریزی سے بچانے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو مصالحت سے روکنے کے لئے شر پسند عناصر نے بہت زور لگایا۔ لیکن آپ نے ایسا حکیمانہ انداز اختیار کیا کہ سب سازشی لوگ بے بس ہو گئے' اور ان کی تخریب کاری کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اس کے بعد آپ نے کوفہ کو خیر باد کہہ کر مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کر لی' تاکہ دوبارہ خلفشار جنم ہی نہ لے سکے' اور کسی کو اکسانے کا موقع ہی نہ ملے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس لحاظ سے بڑے خوش نصیب تھے کہ ان کو ہمہ جہتی سعادت نصیب تھی۔ آپ کے نانا حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کی نانی خواتین عالم کی سردار سیدہ خدیجہ طاہر رضی اللہ عنہا تھی۔ آپ کے والد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے جو فاتح خیبر تھے۔ اور جسے لسان رسالت سے جنت کی بشارت ملی تھی۔ آپ کی والدہ خواتین جنت کی سردار سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا تھی۔ اور آپ کے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے' جو نوجوانان جنت کے سردار تھے۔ غرضیکہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو ہر طرف سے سعادت ہی سعادت نصیب تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیائے فانی سے کوچ کیا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اس وقت عمر صرف آٹھ سال تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت شفقت اور ہمدردی کا رویہ اختیار کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت حسن رضی اللہ عنہ جہاں بھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ملتے تو وہ اس کے ساتھ اسی طرح محبت و شفقت سے پیش آتے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبت و شفقت سے پیش آیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بازار میں جا رہے تھے تو سامنے سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ عمر ابھی چھوٹی تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے گود میں اٹھا لیا۔ آپ نے فرمایا ماشاء اللہ یہ حسن و جمال اور شکل و شباہت میں اپنے نانا جیسا دکھائی دیتا ہے اور ساتھ ہی یہ کہا اس کی شکل اپنے ابا جان کی طرح تو نہیں ہے۔ یہ بات سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرانے لگے۔ یہ محبتیں اور مسکراہٹیں تو چشم فلک نے بار بار دیکھیں، قرآن حکیم نے "رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ" وصف بیان کر کے صحابہ کرام کی باہمی قربتوں، محبتوں اور شفقتوں کا حسین اور دلربا منظر پیش کیا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دونوں شہزادوں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ شفقت اور محبت کا سلوک کیا اور ان کے معقول وظیفے مقرر کئے۔ محض اس عظیم خانوادے سے نسبت قائم کرنے کے لئے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔

ظاہر ہے اس قسم کا رشتہ وہیں طے پاتا ہے جہاں باہمی طور پر محبت، الفت اور قربت کی فضاء قائم ہو۔ جہاں باہمی طور پر نفرت ہو وہاں بھلا اس نوعیت کی قرابت کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پانچ ہزار درہم ماہوار وظیفہ ملتا رہا۔

جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ جوان ہو چکے تھے۔ انہوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں طبرستان کے معرکے میں حصہ لیا۔

جب بلوا کرنے والوں نے امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے پر پہرہ دیا' اور کسی بھی بلوا کرنے والے کو دروازے کے راستے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ اس مزاحمت میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ زخمی بھی ہوئے۔ آخر کار بلوا کرنے والوں نے دروازے کے راستے گھر میں داخل ہونے سے مایوس ہو کر وہ دیوار پھلانگ کر گھر میں گھسے اور امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ظلم وستم کا نشانہ بناتے ہوئے شہید کر دیا۔ اس موقع پر ان کی بیوی نائلہ کے ہاتھ کی انگلیاں اپنے خاوند کو بچاتے ہوئے کٹ گئیں۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ بڑے سمجھدار' دانشمند' نرم طبیعت اور بردبار تھے۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ کے گورنر مروان بن حکم سے ملاقات ہوئی' اس نے بڑے گلے شکوے کئے اور تلخ لہجے سے گفتگو کی' لیکن خاموشی سے بیٹھے سنتے رہے۔ لیکن جب اس نے دوران گفتگو اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی ناک صاف کی تو صرف اتنا کہا: ''بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ یہ کام بائیں ہاتھ سے کرنا چاہئے''۔ مروان بن حکم یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا۔

جب سیدنا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو مروان بن حکم اس وقت بھی مدینہ منورہ کا گورنر تھا وہ ان کی وفات کی خبر سن کر بہت رویا' جنازے میں شرکت کی لیکن وہ مسلسل روئے جا رہا تھا۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: ''اب تم آنسو بہا رہے ہو ساری زندگی تم میرے بھائی کی مخالفت کرتے رہے''۔ تو اس نے یہ بات سن کر کہا: ''اللہ کی قسم تیرا بھائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بڑا عظیم انسان تھا''۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے بڑی دانشمندی کا ثبوت دیا اور اس طرح انہوں نے امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان کیا۔ بعض شر پسند عناصر نے مصالحت کے فیصلے کو سبوتاژ کرنے کی بہت کوشش کی' لیکن وہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

حجر بن عدی جو سبائی فتنے کا سرغنہ تھا' اس نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم مصالحت کا یہ فیصلہ واپس لے لو۔ انہوں نے اس بدبخت کی یہ بات سن کر اسے خوب جھاڑ پلائی' وہ مایوس ہو کر چھوٹے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' اسے جا کر کہنے لگا کہ تیرے بھائی نے بہت چھوٹی سی چیز پر اکتفا کر لیا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ اس کھوئی ہوئی ساکھ کو بحال کیا جا سکتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ کوفی عوام کی اب بھی اکثریت آپ کا ساتھ دے گی اور یہ خلافت دوبارہ تمہارے قبضے میں آ سکتی ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں سن کر ارشاد فرمایا:

''ہماری صلح ہو چکی ہے' ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں' اب یہ بیعت توڑی نہیں جا سکتی''۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جب امت مسلمہ کے مفاد کے لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے ان کے حق میں دستبرداری کا اعلان کیا تو بعض شر پسند عناصر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو یہ فیصلہ واپس لینے پر اصرار کیا' لیکن آپ نہ مانے تو ان ناعاقبت اندیشوں نے آپ پر حملہ کر دیا جس سے آپ کی ران پر بڑا گہرا زخم آیا' لیکن آپ اپنے اس فیصلے پر ڈٹے رہے' بلکہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی پوری زندگی دونوں شہزادوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں:

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو استقرار' امن' سکون میسر آیا' تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ان کے پاس دمشق جایا کرتے تھے' اور وہ ان کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتے اور انہیں کثیر عطیات سے نوازتے' یہ اُن کا ان شہزادوں کے ساتھ محبت اور شفقت کا عملی مظاہرہ تھا۔

ایک مرتبہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اسلامی سلطنت کے دارالخلافہ دمشق گئے' خلیفۃ المسلمین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خوش آمدید کہا اور مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس مرتبہ میں تمہاری خدمت اتنی کرنا چاہتا ہوں' جتنی آج تک کسی نے نہ کی ہو اور یہ کہتے ہی چالیس لاکھ درہم ان کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ یہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے شہزادوں کی قدر افزائی تھی' ان کے ساتھ محبت اور شفقت کا عملی مظاہرہ تھا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب فوت ہو گئے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پوری زندگی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تعلقات نہایت خوشگوار رکھے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آتے رہے۔ حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہر سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے اور وہ ان کی قدر افزائی کرتے ہوئے وافر مقدار میں عطیات ان کی خدمت میں پیش کرتے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کندھے پر تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا:

(( اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ )).

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر"۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحِبُّ حسنًا فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَن یُحِبُّه )).

"الٰہی میں حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں' تو بھی اس سے محبت کر اور تو اس سے بھی محبت کر جو اس سے محبت کرتا ہے"۔

بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا کی اور پھر مسجد سے باہر نکلے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بازار میں جا رہے تھے' وہاں دیکھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں' آپ نے آگے بڑھ کر اس کو اپنی گود میں اٹھا لیا اور فرمایا بخدا یہ تو ہو بہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہے' اس کی شکل وصورت اپنے باپ علی رضی اللہ عنہ سے تو نہیں ملتی حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر مسکرانے لگے۔

مسند امام احمد میں حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے' جب آپ سجدے میں جاتے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کی پیٹھ یا گردن پر سوار ہو جاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی احتیاط سے سجدے سے سر اٹھاتے تاکہ کہیں حسن رضی اللہ عنہ کو گر کر چوٹ نہ آ جائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ حسن رضی اللہ عنہ سے ایسا اچھا سلوک کرتے ہیں جو دوسرے سے نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ میری دنیا میں خوشبو ہے' یہ میرا بیٹا سردار ہے' مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی اس کے ذریعے دو مسلمان بڑے گروہوں کی آپس میں صلح کرائے گا"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



---O---

مسند امام احمد میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاڈ پیار سے ننھے بچے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا منہ چوم رہے ہیں۔

---O---

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے پیار کرتا ہوں' کیونکہ میں نے بچشم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پیار کرتے دیکھا ہے اور میں نے اس شہزادے کے بارے میں آپ کا یہ پیغام بھی سنا ہے:

(( اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحِبُّہٗ فَاُحِبَّہٗ )).

''الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں تو تو بھی اس سے محبت کر''۔

---O---

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھوں پر بٹھائے تشریف لا رہے تھے' کسی نے یہ منظر دیکھ کر کہا کہ سواری کتنی بہتر ہے تو آپ نے سن کر فرمایا: ''سوار بھی تو بہتر ہے''۔

مستدرک حاکم میں ایک روایت منقول ہے کہ لوگوں نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں چہ مہ گوئیاں کیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''عرب کے سر میرے ہاتھ میں تھے' وہ اس سے لڑتے جس سے میں لڑتا اور اس سے صلح کرتے جس سے میں صلح کرتا' میں نے صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے امت مسلمہ کو خونریزی سے محفوظ رکھنے کے لئے خلافت کو چھوڑا اور مصالحت کا طریقہ اپنایا''۔

یہ واقعی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا بہت اچھا فیصلہ تھا جس سے مسلمانوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی باہمی رنجشیں ختم ہوئیں اور اسلامی ریاست کی حدود تیزی سے پھیلنے لگیں' کاش کہ مسلمانوں کے درمیان انتشار پھیلانے اور دہشت گردی کو فروغ دینے والے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے طرزِ عمل کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے سے بڑے کے حق میں دستبردار ہونے کا حوصلہ پیدا کریں۔

---

دریائے فرات کے کنارے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکروں کے درمیان لڑی جانے والی جنگ صفین میں طرفین کے نوے ہزار افراد تہہ تیغ ہوئے' جبکہ اس سے پہلے جنگ میں دس ہزار افراد جام شہادت نوش کر چکے تھے' ایک لاکھ مسلمانوں کا دو معرکوں میں قتل ہو جانا بلاشبہ تاریخ اسلام کا بڑا ہولناک سانحہ ہے۔ جنگ صفین میں اتنی بڑی افرادی قوت کے خاتمے کے بعد فیصلہ اس معاہدے پر ہوا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شام پر حکومت کو تسلیم کر لیا' جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عراق پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکومت کو تسلیم کر لیا' حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حالات کی نزاکت کو بھانپ گئے تھے' اس لئے آپ اپنی زندگی میں اپنے بڑے بیٹے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:

''میری وفات کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جلدی مصالحت کر لینا اس کے امیر المومنین بن جانے میں کوئی مضائقہ نہیں' کیونکہ اگر تو نے میرے بعد اس سے تعلقات بگاڑے تو اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کرتے ہوئے بعض ساتھیوں نے کہا تھا کہ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان کر دیں تو آپ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا تھا کہ نہ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں نہ انکار' اگر اللہ تعالیٰ کو لوگوں کی بہتری مطلوب ہوئی تو میرے بعد کسی بہتر شخص کی قیادت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں لوگوں کو جمع کر دے گا"

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دلی خواہش تھی کہ لوگوں میں انتشار ختم ہو اور امت متحد ہو جائے ان کی اس دلی تمنا کو ان کے ہونہار فرزند ارجمند حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو کر پورا کیا۔

یہ ۴۱ھ ہجری کا واقعہ ہے کہ امت پھر سے ایک لڑی میں پروئی گئی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے درمیان تاریخ ساز صلح ہوئی اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو کر ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی' اس طرح انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وصیت پر عمل کرنے کی سعادت حاصل کی اور اپنے نانا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی سچ ہونے کا ثبوت مہیا کیا۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے' اللہ تعالیٰ ایک روز اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو متحارب گروہوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچ کر اپنے خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے صلح کا اعلان کر دیا۔

اس تاریخی صلح کے اعلان کا جواب دیتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو مخاطب ہو کر کہا:

"ابو محمد آپ نے آج جس بہادری' ہمدردی اور خیر سگالی کا مظاہرہ برسر عام کیا ہے' ایسا منظر پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا"۔

صلح کی تکمیل اور بیعت خلافت کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین کا اعزاز حاصل کرتے ہوئے دمشق کی طرف روانہ ہو گئے اس صلح کے بعد مسلسل بیس سال خلیفۃ المسلمین کے منصب پر فائز رہے' اور بڑی حکمت عملی سے تمام فتنوں کی سرکوبی کی اور پوری اسلامی سلطنت میں امن و امان قائم کیا۔ چنانچہ امت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے تمام داخلی اور خارجی تعمیری کام جو باہمی خلفشار کی وجہ سے رکے ہوئے تھے۔ دوبارہ تیزی سے شروع ہوئے اور ہر طرف خوشحالی کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکمرانی کے بنیادی ستون بردباری، تحمل مزاجی، فضل وکرم، عدم وانصاف اور جود وسخا تھے، جس کی وجہ سے وہ رعایا کے محبوب نظر بن گئے اور زندگی بھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور اس کے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہے، اقتصادی و مالی لحاظ سے ان شہزادوں کو کبھی کوئی پریشانی نہ آنے دی، وافر مقدار میں وظائف باقاعدگی سے ان کے پاس پہنچتے رہے۔ شرپسند عناصر نے بہت کوشش کی کہ دوبارہ ان کے درمیان اختلافات کی خلیج پیدا کر دی جائے لیکن وہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ شرپسند عناصر کی ریشہ دیوانیاں بڑھتی جارہی ہیں اور یہ اپنی حرکات سے باز ہی نہیں آرہے تو ایک دن آپ نے انہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ضرور مسند خلافت پر فائز ہوں گے۔ ہم پہاڑوں جتنا استحکام پیدا کر کے بھی اس کے خلاف لڑتے رہے تب بھی وہ غالب رہے گا۔ کیونکہ اللہ کے فیصلوں کو نہ ٹالا جا سکتا ہے اور نہ اس کی تقدیر میں کوئی تبدیلی پیدا کی جا سکتی ہے۔

شرپسند عناصر اس کوشش میں سرگرداں تھے کہ کسی طرح امت کا شیرازہ پھر بکھر جائے، انہوں نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو ورغلایا کہ آپ دونوں ہمارا ساتھ دیں، ہم دوبارہ آپ کو مسند خلافت پر بٹھائیں گے، لیکن انہوں نے ان شرپسند عناصر کا ساتھ دینے سے صاف انکار کر دیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے تو ان تمام تخریب کاروں کو منہ توڑ جواب دیتے ہوئے فرمایا:

"عقل کے اندھو ہم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ہے"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اب ہمارے لئے اس بیعت کو توڑنے کا کوئی جواز نہیں ہے''۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ ان کے جرأت مندانہ اور ہمدردانہ فیصلے سے امت مسلمہ کی پھر سے شیرازہ بندی ہوگئی۔ باہمی انتشار ختم ہوا اور پوری امت ایک نظم کے تحت کامیابی کے سفر پر گامزن ہوگئی۔

---

مجمع الزوائد میں رجاء بن ربیعہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ میں ایک روز مسجد نبوی کے اندر اس حلقے میں بیٹھا ہوا تھا جس میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے' اتنے میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے' اور اہل مجلس کو سلام کہہ کر آگے بڑھ گئے' سب نے سلام کا جواب دیا لیکن حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے فرمانے لگے:

(( هذا اَحَبُّ اهل الارض اِلى اهل السمآء )).

''یہ آسمانوں کے باشندوں کو زمین کے باشندوں میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے''۔

لیکن جنگ صفین کے بعد میرا ان کا کبھی آمنا سامنا نہیں ہوا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا' کیا ان سے جا کر نہ ملیں اور ان سے معذرت بھی کریں گے' انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اجازت طلب کی' پھر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو بلا لیا گیا۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے کہا: ''یہاں وہ یہ بات سنائیں جو آپ نے مجلس میں سنائی تھی''۔ انہوں نے دوبارہ اس بات کو دہراتے ہوئے کہا: ''واقعی حضرت حسن رضی اللہ عنہ آسمان کے باشندوں کو زمین کے باشندوں میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے''۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر واقعی یہ بات ہے تو پھر جنگ صفین میں ہمارے مقابلے میں کیوں اترے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھے''۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے جنگ صفین کے دوران اپنی تلوار کو نیچا رکھا' لڑائی سے الگ تھلگ رہا۔ میرے جانے کی اصل وجہ یہ تھے کہ میں ہر روز روزہ رکھا کرتا تھا اور رات بھر عبادت میں مصروف رہتا' تو میرے ابا جان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میرا بیٹا ہر روز روزہ رکھتا ہے اور رات بھر عبادت میں مصروف رہتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر مجھے ارشاد فرمایا:

''دیکھو ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن چھوڑ دیا کرو' رات کو نماز بھی پڑھو اور سویا بھی کرو' اور اپنے باپ کی اطاعت کو اپنا شعار بناؤ''۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے اپنے باپ کی اطاعت کا وعدہ کرلیا تھا' اس لئے جب وہ جنگ صفین میں شریک ہوئے تو مجھے بھی ان کے ساتھ جانا پڑا لیکن میں محتاط رہا۔ [بحوالہ مجمع الزوائد ۹/ ۱۴۶]

---

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ۵ ربیع الاوّل ۵۰ھ ہجری میں ۴۷ برس کی عمر میں وفات پائی اور جنت البقیع میں ان کی والدہ محترمہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون.

---

- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے نوجوانوں کا سردار قرار دیا۔
- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت لاڈ پیار کیا کرتے تھے اور انہیں اپنے لئے دنیا کی خوشبو قرار دیا۔
- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے امت مسلمہ کے دو بڑے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ اور خاتون جنت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نواسے، فاتح خیبر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فرزند ارجمند اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی تھے۔
- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیائے فانی سے کوچ کیا اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر صرف آٹھ برس کی تھی۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:
  ''الٰہی! میں اس سے پیار کرتا ہوں تو بھی اس سے پیار کر''۔
- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امت مسلمہ کی خیر خواہی اور باہمی اتحاد و اتفاق کے لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اپنی خلافت سے دستبردار ہونے کا اعلان کر دیا، جس کی وجہ سے امت پھر سے ترقی کی راہ پر گامزن ہو گئی۔
- حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ۵۰ھ ہجری میں ۴۷ سال کی عمر میں زہر کے اثر کی وجہ سے وفات پائی۔ یہ زہر ان کی ایک بیوی نے دیا تھا جس کے نام کو آپ نے ظاہر نہیں کیا۔

اللہ ان سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# 19

# سیدنا ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ جنت کے نوجوانوں کا سردار ہے۔ [فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ

طبقات ابن سعد اور مستدرک حاکم میں عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ابو سُفیان بین الحارثِ سَیِّدُ فِتیانِ اِھل الجَنَّةِ)).

[حواله طبقات ابن سعد ٤/ ٥٣. مستدرك حاكم ٣/ ٢٥٥]

''ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اہل جنت کے نوجوانوں کا سردار ہے''۔

---

المعجم الکبیر طبرانی میں ابوحبشہ البدری سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ غزوہ حنین کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ جس طرف بھی اٹھتی ہے اس طرف آپ دیکھتے کہ ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ دشمن سے برسر پیکار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا:

((اِنَّ ابا سفیانَ خَیر اھلی او من خیرِ اھلی)). [بحواله ٩/ ٢٧٤]

''ابوسفیان میرے خاندان کا بہترین شخص ہے''۔

---

ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے' وہ اس طرح کہ اس کا باپ حارث بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ بن مطلب کا بھائی تھا' اور یہ تقریباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عمر تھے' اور آپ کے رضائی بھائی بھی تھے' وہ اس طرح حلیمہ سعدیہ عرب کے رواج کے مطابق پہلے ابوسفیان کو دودھ پلانے کے لئے مکہ معظمہ سے اپنے پاس وادی میں لے گئی تھیں اور جب دودھ پلانے کی مدت ختم ہوگئی تو انہیں والدین کے سپرد کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پلانے کے لئے اپنی گود میں لے لیا۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا اصل نام مغیرہ تھا' لیکن کنیت نام پر غالب آ گئی۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ قریشی نوجوانوں میں بڑے خوبصورت تھے۔ یہ بڑے بہادر بھی تھے اور فصیح و بلیغ شاعر بھی۔

ابوسفیان بن حارث کی شکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی تھی۔ علامہ ابن عبدالبر اپنی مشہور و معروف کتاب الاستیعاب میں لکھتے ہیں کہ جو شکل و شباہت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے جلتے تھے ان کے اسمائے گرامی یہ تھے:

1. سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
2. سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
3. سیدنا قثم بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ
4. سیدنا ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ
5. سیدنا سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف رضی اللہ عنہ

ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریبا ہم عمر تھے۔ یہ مکے کے خوبصورت' بہادر اور نڈر نوجوانوں میں سے تھے۔ یہ علم و ادب کے لحاظ سے بڑے فصیح و بلیغ سمجھے جاتے تھے۔ ان کی شاعری کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ لوگ رشک بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے تھے۔ ابن سیدالناس نے اپنی کتاب عیون الاثر میں ان کے بعض اشعار بھی نقل کئے ہیں اور ادھر سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں شرافت' عظمت' احتیاط' صداقت' ہمت اور امانت کے اعتبار سے اعلیٰ مقام پر فائز سمجھا جاتا تھا۔ مکہ معظمہ کے تمام باشندے انہیں صادق و امین کے لقب سے پکارتے' اس دور میں ابوسفیان بن حارث سیدنا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آیا کرتا تھا۔ لیکن جب آپ کو منصب رسالت پر فائز کر دیا گیا اور آپ کی طرف یہ وحی نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾

[سورہ الشعراء: ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶]

''اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ' اور ایمان لانے والوں میں سے جو لوگ تمہاری پیروی اختیار کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ' لیکن اگر وہ تمہاری نافرمانی کریں تو ان سے کہہ دو کہ جو کچھ تم کرتے ہو میں اس سے بری الذمہ ہوں''۔

---

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر کھڑے ہوکر یہ آوازیں دینے لگے:

''اے بنو فہد! اے بنو عدی! میرے پاس آؤ' میری بات سنو!''

تو یہ آوازیں سن کر سب لوگ اپنے اپنے گھروں سے نکل کر آپ کے پاس پہنچ گئے۔ جو خود نہ وہاں جا سکا اس نے اپنا نمائندہ بھیج دیا تاکہ وہ آپ کی بات سن کر اسے گھر آ کر بتا دے۔

ابولہب بھی وہاں پہنچا' قریش کے چند افراد بھی وہاں جمع ہو گئے' آپ نے مجمع پر نگاہ ڈالتے ہوئے فرمایا:

(( أرأيتم لو اَخبرتُكُم أنَّ خيلاً بالوادى تريدُ ان تغير عليكم أكنتم مُصَدِّقِيَّ؟ )).

''تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں یہ اطلاع دوں کہ وادی میں ایک لشکر تم پر حملہ آور ہونے لگا ہے' کیا تم میری بات کو سچ مان لو گے؟''

سب نے بیک زبان ہو کر کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا.

''ہمارا تجربہ تو یہی ہے کہ ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں پایا''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع کی بات سن کر ارشاد فرمایا:

(( فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ )).

''میں تمہیں سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں''۔

یعنی میں تمہیں اس بات سے آگاہ کرتا ہوں کہ سخت ترین عذاب سامنے دکھائی دے رہا ہے۔تمہارے لئے بہتر ہے کہ اس سے بچنے کی تدبیر کرو۔

ابولہب نے یہ بات سن کر غضبناک لہجے میں کہا:

''تم تباہ و برباد ہو جاؤ کہ ہمیں اس لئے اکٹھا کیا تھا' سارا دن ہمارا ضائع کر دیا''۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّ تَبَّ ﴾

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ خود بھی نامراد ہو گیا''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی کے مطابق اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی تو تمام رشتہ داروں میں ہلچل مچ گئی۔اس پیغام کے سامنے آنے کے بعد چاہئے تو یہ تھا کہ ابوسفیان بن حارث جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا زاد بھائی تھا' فصیح و بلیغ شاعر تھا اور وہ آپ سے محبت بھی کرتا تھا کہ اس پیغام کو تسلیم کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاون بن جاتا لیکن اس نے مخالفت کا راستہ اختیار کیا' اس نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی دعوت کے خلاف بروئے کار لانے کی ٹھان لی' اور جس قدر بھی اس سے ہو سکا اس نے نقصان پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

ابوسفیان بن حارث نے مسلسل بیس سال تک مسلمانوں کے خلاف اپنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تلوار اور زبان کو چلایا اور اسلام کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مسلمانوں کے خلاف ہر معرکے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' جنگ بدر میں یہ اس لشکر کے ساتھ تھا جو ابو جہل کی قیادت میں مکے سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا' اور میدانِ بدر میں آ کر پڑاؤ ڈالا' اس جنگ میں قریش مکہ کو ناقابل برداشت نقصان کا سامنا کرنا پڑا' ستر سرکردہ افراد مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے جنہیں زنجیروں میں جکڑ کر مدینہ منورہ لے جایا گیا' اور فدیہ وصول کر کے ان کو آزاد کیا گیا۔

قریش مکہ کو اس جنگ میں ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ ابولہب شکست کا سن کر بڑا افسردہ ہوا' اس نے ابوسفیان بن حارث سے پوچھا کہ یہ ہمارے ساتھ کیا ہو گیا' تم تو جنگ میں موجود تھے' تیری آنکھوں کے سامنے سب کچھ ہوا' کہاں گئی ہماری تیاری' ہماری جوانمردی' ہمارے ہتھیار' ہمارے شہسوار ہماری کثرت اس سب کچھ ہونے کے باوجود اس قدر ذلت آمیز شکست' آخر یہ ہوا کیا؟ ابوسفیان بن حارث کہنے لگے' دوران جنگ ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا کہ چمکتے ہوئے سفید رنگ کے شہسوار میدانِ جنگ میں ہر سو پھیلے ہوئے جدھر کا بھی وہ رخ کرتے تھے' کوئی چیز ان کے سامنے ٹھہرتی ہی نہیں' جس طرح انہوں نے چاہا ہمارے ساتھ سلوک کیا۔ یہ دراصل فرشتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد کے لئے آسمان سے اترے تھے۔

ابولہب نے جب یہ بات ابوسفیان بن حارث کے منہ سے سنی تو وہ شدید غم میں مبتلا ہو کر اپنا دل پکڑ کر بیٹھ گیا' اور اسے غم کا ایسا روگ لگا کہ وہ جان لیوا ثابت ہوا' اور وہ اس غم کو اپنے سینے میں لے کر اس دنیا سے سدھار گیا۔

قریش مکہ کا یہ طرزِ عمل بن چکا تھا کہ جب بھی ان کو پتہ چلتا کہ روئے زمین کے کسی خطے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں لوگ اٹھ کھڑے ہوئے تو یہ ان کی دامے درمے سخنے مدد کے لئے تیار ہو جاتے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو مدینہ منورہ سے ان کی طرف سے عہد شکنی کی بنا پر جلا وطنی کا منصوبہ بنایا تو اس موقع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر ابوسفیان بن حارث نے مسلمانوں کے خلاف اشعار کے ذریعے محاذ قائم کیا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ ہر موقع پر مسلمانوں کی غیبی مدد ہو رہی ہے تو آہستہ آہستہ اس کے دل میں انقلاب آنے لگا اور اسلام کے خلاف عناد میں کمی آنے لگی۔ دل سے جہالت کے بادل چھٹنے لگے۔

ایک دفعہ وہ اپنے ماحول سے مایوس ہو کر مکے سے بھاگا اور قیصر روم کے پاس پہنچ گیا' اُس نے پوچھا آپ کون ہیں؟ اس نے بتایا کہ میرا نام ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ہے۔

قیصر روم نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ حضرت محمد ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں' کیونکہ ان کا سلسلہ نسب بھی آپ سے ملتا ہے' وہ ہیں ''محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب'' اور آپ ہیں ''ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب'' اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت محمد ﷺ کے والد آپ کے چچا تھے۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں قیصر روم کی زبان سے تبصرہ سن کر حیران ہوا اور میرے دل میں یہ بات آئی کہ اتنی دور بھی میرا تعارف سیدنا محمد ﷺ کے حوالے سے ہے۔ اس تصور سے اس کے دل میں حقیقت کی روشنی پیدا ہوتی محسوس ہوئی۔ ابوسفیان اپنے بارے میں بات کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میں اسلام سے بھاگ کر روم آیا تھا اور یہاں بھی میری پہچان سیدنا محمد ﷺ کے حوالے سے ہوئی' اس طرح مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی اور شرک کے بارے میں میں جان گیا کہ یہ سراسر باطل ہے' جھوٹ ہے' فریب ہے' دھوکہ ہے۔ اسلام ایک حقیقت ہے!

لہٰذا میں مسلمان ہو گیا' میرا قلب و نظر روشن ہو گیا' میرے بھاگ جاگ اٹھے' میری دنیا و آخرت سنور گئی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی' اور جاہلیت کی جکڑ بندیوں سے مجھے نکلنے کی توفیق عطا کر دی۔

ابوسفیان بن حارث بیان کرتے ہیں کہ اسلام کی حقانیت کو دل نے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تسلیم کر لیا تھا لیکن یہ ضروری تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر برملا اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا جائے' میں یہ سوچ کر اس نتیجے پر پہنچا کہ مجھے ہر صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے۔ مجھے پتہ چلا کہ آپ لشکر کی قیادت کرتے ہوئے مدینہ منورہ سے روانہ ہو چکے ہیں۔ میری بیوی نے بھی مجھے یہی مشورہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچنا ہی زیادہ مناسب ہے۔ میں نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ میرا اونٹ اور گھوڑا سفر کے لئے تیار کر دے اس نے دونوں سواریاں تیار کر دیں' میں نے اپنے بیٹے جعفر کو ساتھ لیا اور سفر پر روانہ ہو گیا۔ دل میں یہ خطرہ بھی تھا کہ اگر کسی مسلمان نے دیکھ لیا تو وہ مجھ پر حملہ کر دے گا۔ میں جب مقام ابواء پر پہنچا تو لشکر اسلام نے وہاں پڑاؤ کیا ہوا تھا' میں نے بھیس بدل لیا تاکہ کوئی مجھے پہچان نہ سکے۔ میں نے اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا' اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے دیکھا تو میں نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا لیا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر چہرہ دوسری طرف کر لیا' میں اس طرف آپ کے سامنے آ گیا اور معافی کا خواستگار ہوا' لیکن آپ مجھ سے بہت زیادہ ناراض دکھائی دیتے تھے۔

میں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے عرض کی کہ آپ ہی میری سفارش کر دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی ہو جائیں' اس نے کہا میں سردست تو اس کی حامی نہیں بھر سکتا آپ سے معذرت چاہتا ہوں' پھر میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے درخواست کی آپ ہی مجھے معافی دلا دیں' اس نے کہا میں اس سلسلے میں سردست آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا' اتنے میں ایک انصاری نے مجھے دیکھ لیا تو اس نے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ میں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے حق میں کچھ نہیں کہنا چاہتے تو انصاری کو تو کم از کم روک دیں کہ وہ میرے خلاف اپنی زبان کو بند کر لے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ اس انصاری کا حلیہ کیا ہے' تو میں نے اسے بتایا کہ اس کا رنگ کالا ہے' قد چھوٹا ہے' اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان زخم کا نشان ہے۔ وہ مجھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گئے کہ وہ نعمان بن حارث انصاری ہے۔

اس سے مل کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دیکھو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں' اگر وہ آج اس سے ناراض ہیں تو کل راضی ہو جائیں گے' تم خواہ مخواہ اس کے خلاف زبان درازی کر رہے ہو۔ اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کی قیادت کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے' میں نے آپ کو راضی کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن آپ کی ناراضگی بدستور قائم رہی۔ فتح مکہ کے روز آپ نے ۱۲ ہزار کی تعداد پر مشتمل لشکر لے کر بنو ہوازن کی طرف پیش قدمی کی' یہ قبیلہ میدان عرفات کے قریب آباد تھا۔ اس جگہ کو حنین کہا جاتا ہے۔ اس مقام پر لشکر اسلام کا بنو ہوازن سے مقابلہ ہوا' دورانِ جنگ ایک موقع ایسا آیا کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے' شیرازہ بکھر گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں اکیلے گھوڑے پر سوار نظر آئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کی باگ تھام رکھی تھی' کہتے ہیں کہ میں نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے بھاگ کر آپ کے گھوڑے کی دوسری جانب سے باگ تھام لی اور دفاع کرنا شروع کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عباس بن عبدالمطلب نے اس موقع پر کہا یہ آپ کے چچا کا بیٹا ابوسفیان ہے' آپ اس کو معاف کر دیں' یہ صدقِ دل سے اسلام کا خیر خواہ دکھائی دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے معاف کیا' اللہ تعالیٰ بھی اس کی تمام خطاؤں کو معاف کرے۔ یہ میرا بھائی ہے' جب میں نے آپ کی زبان مبارک سے اپنے بارے میں یہ الفاظ سنے تو میری خوشی کی کوئی انتہاء نہیں رہی میں نے' وفور شوق میں گھوڑے کی رکاب کو چوما اور پھر دشمن کے خلاف نبرد آزما ہو گیا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے خلاف ناراضگی دور ہوئی اور مجھے امن' سکون اور چین نصیب ہوا۔

---

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اپنا زیادہ تر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وقت عبادت اور قرآنِ مجید کی تلاوت میں مصروف رہنے لگے۔

ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:

"کیا تم جانتی ہو کہ یہ کون ہے؟"

انہوں نے کہا نہیں:

"میں تو نہیں جانتی"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ میرے چچا کا بیٹا ابوسفیان ہے' آج کل یہ مسجد میں سب سے پہلے آتا ہے اور سب سے بعد جاتا ہے' ہر وقت تلاوت اور عبادت میں مصروف رہتا ہے"۔

---

حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھنے کا التزام کیا' اپنی تلوار اور زبان کو اسلام اور مسلمانوں کے دفاع میں استعمال کرنے لگے۔ الاعلام زرکلی میں لکھا ہوا ہے کہ

وَلَهُ شعرٌ کثیرٌ فی الاسلام هجاءٌ بالمشرکین.

"اس نے اسلام کے حق اور مشرکین کی ہجو میں بہت شعر کہے"۔

ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام میں بلند مرتبہ حاصل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت کرنے لگے۔ اسلام کے ساتھ ان کی وارفتگی دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس سے پیار ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

(( اَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ خلفًا مِنْ حَمْزَةَ )).

"میں امید کرتا ہوں کہ تم حمزہ رضی اللہ عنہ کے قائم مقام ہو گے"۔

اس کے بعد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو "اَسَدُ اللّٰهِ وَ اَسَدُ الرَّسُوْلِ" کے نام سے پکارا جانے لگا کہ "ابوسفیان شیر اللہ اور شیر رسول"۔ [بحوالہ طبقات ابن سعد ۵۲/۴]

---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے اپنے شجاعت کے بارے میں سن کر بہت زیادہ خوش ہوئے' اس کے بعد ان کی شجاعت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔ اسلام کے ساتھ محبت اور زیادہ بڑھ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ شرماتے تھے۔ آپ کے سامنے کبھی بھی اپنی آنکھیں اونچی نہیں کرتے تھے۔

الاصابہ میں مذکور ہے:

إِنَّهٗ لم يَرفع رأسَهٗ إلى رسول الله صلَّى اللّٰه علَيه وَسَلّم حياءً منهٗ.

[بحواله الإصابة ٤/ ٩١]

''آپ شرماتے ہوئے اپنا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اوپر نہیں اٹھاتے تھے''۔

---

حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے مسلسل بیس سال تک اسلام و مسلمانوں کے خلاف ہر معرکے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو ایمان سے منور کر دیا تو ان کی زندگی کا رخ یکسر بدل گیا۔ دل میں جس قدر اسلام کے بارے میں دشمنی تھی اس سے کہیں زیادہ اسلام اور مسلمانوں سے محبت پیدا ہو گئی۔ غزوہ حنین میں پیش آنے کی صورت حال کے بارے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

شَهِدْتُ مَع رسول الله صلى اللّٰه عَليه وَسَلّم يوم حُنين فلزمت أنا و ابوسفيان بن الحارث بن عبدالمطلب رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وَ سَلَّم فلم نفارقهٗ. [مختصر صحيح مسلم صفحه ٣٢٣، ابن سعد ٤/ ١٨]

''غزوۂ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جڑے رہے اور ہم آپ سے الگ نہ ہوئے''۔

البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غزوۂ حنین میں لڑائی کے دوران ایک وقت ایسا آیا کہ مسلمان میدان سے بھاگنے لگے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کو ایڑی لگا کر کافروں کی طرف آگے بڑھنے لگے۔ میں نے آگے بڑھ کر خچر کی لگام پکڑ لی' تاکہ وہ جلدی آگے نہ بڑھ سکے۔ میں نے دیکھا کہ ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب کو پکڑے ہوئے ہے۔

[بحوالہ البدایہ والنہایہ ۴/ ۳۳۱]

———O———

علامہ قرطبی سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

اَنَّہٗ احدُ عشرَۃٍ ثبتوا مع رسولِ اللّٰہِ یوم حُنَینٍ. (القرطبی ۸/ ۹۸)

''وہ ان دس آدمیوں میں سے ایک تھے جو جنگ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے''۔

جو جنگ حنین میں اپنی جگہ پر ڈٹے رہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

★ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

1. سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ
2. سیدنا عمر رضی اللہ عنہ
3. سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
4. سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ
5. سیدنا ابوسفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلب
6. سیدنا جعفر بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
7. سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ
8. سیدنا ایمن بن عبید رضی اللہ عنہ
9. سیدنا ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ
10. سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ

———O———

سیدنا ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے دو دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کی تائید کو بچشم خود دیکھا۔ ایک جنگ بدر کے دوران جبکہ قریش مکہ کی جانب سے میدان جنگ میں اترے ہوئے تھے' انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مسلمانوں کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے اتر رہے ہیں اور دوسری مرتبہ جنگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حنین میں جبکہ اسلام قبول کرنے کے بعد اس کی کافروں کے خلاف پہلی جنگ تھی۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے میدانِ جنگ میں اترے ہوئے ہیں اور دشمنوں کی گردنیں اڑا رہے ہیں۔

---

بنو ثقیف قبیلے سے تعلق رکھنے والا دشمن فوج کا ایک شہسوار حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ غزوہ حنین کے دوران مسلمانوں کو جب شکست کا سامنا کرنا پڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ رہ گئے اور باقی تمام ادھر ادھر بکھر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگریزوں کی ایک مٹھی لے کر ہماری طرف پھینکی، ہمیں یوں دکھائی دیا کہ ہر درخت اور پتھر شہسوار کا روپ دھار کر ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے خود یہ منظر دیکھ کر خوف زدہ ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار میدان سے دوڑ لگا دی اور طائف جا کر رکا۔

[بحوالہ البدایہ والنہایہ ۴/۳۳۲]

---

یہ حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کی بہادری کے بارے میں ایک دشمن کی گواہی ہے۔

شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ العبدری جس کے باپ اور چچا کو جنگ اُحد میں قتل کر دیا گیا تھا وہ اپنے تاثرات بیان کرتا ہوا کہتا ہے کہ جنگ حنین کے دوران جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو میں نے ارادہ کیا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام لینے کا سنہری موقع ہے، میں اس غرض سے ان کی طرف بڑھا تو آپ اپنی سواری پر میدان میں ڈٹے ہوئے تھے۔ سواری کی ایک طرف آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور دوسری طرف آپ کے چچا کا بیٹا ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مورچہ سنبھالے ہوئے نظر آئے۔ میں نے سوچا کہ دونوں طرف سے حملہ کارگر ثابت نہیں ہوسکتا تو میں نے آپ کے پیچھے سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ میں اس غرض سے آپ کے پیچھے پہنچا ہی تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک تلوار آگ کے شعلے اگل رہی ہے' اور بجلی کی طرح چمک رہی ہے جس سے میری آنکھیں چندھیا گئیں اور خطرہ محسوس ہوا کہ یہ آگ مجھے بھسم کر دے گی تو میں خوف زدہ ہوکر پیچھے کی طرف مڑا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنائی دی کہ آپ باآواز بلند فرما رہے ہیں:

(( یَا شَیْبَةَ! یَا شَیْبَةَ اُدْنُ مِنِّی ، اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عنه الشیطان ، قال : فرفعتُ اِلَیهِ بَصَرِی ولهو اَحَبُّ اِلَیَّ من سمعی و بصری )).

(بحواله تفسير ابن كثير ٢/ ٣٤٥. امتاع الاسماع ١/ ٤١١)

''اے شیبہ! اے شیبہ! میرے قریب آؤ' الٰہی شیطان کو اس سے ہٹا دے۔ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی طرف نگاہ اٹھائی تو مجھے آپ بہت زیادہ پیارے لگے''۔

سیدنا ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد جلیل القدر صحابہ کرام میں شمار ہونے لگے' دراصل اسلام قبول کرنے سے پہلی تمام خطائیں معاف کردی جاتی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ بھی ہے:

﴿ اولئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّآتِهِمْ فِي اَصْحَابِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴾

[سوره الاحقاف : ١٦]

''اس طرح کے لوگوں سے ہم بہترین اعمال قبول کرتے ہیں' اور ان کی برائیوں سے ہم درگزر کر جاتے ہیں' یہ جنتی لوگوں میں شامل ہوں گے' اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سچے وعدے کے مطابق جو ان سے کیا جاتا رہا ہے"۔

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے اپنی یہ عادت بنالی تھی کہ ان کی ہر وقت یہ کوشش رہتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضری دی جائے' اور زیادہ سے زیادہ علم و عرفان سے فیض حاصل کیا جائے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد ان کی زندگی میں جتنی جنگیں بھی لڑی گئیں ان سب میں شریک رہے۔ حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو بیمار رہنے لگے۔ بالآخر آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ یہ خبر صحابہ کرام کے لئے سوہان روح ثابت ہوئی' کیونکہ آپ کے روزانہ دیدار سے صحابہ کرام کی آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہو جایا کرتے تھے' آپ کی جدائی سے انہوں نے اپنے لئے بہت بڑا خلا محسوس کیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ یہ خبر سن کر بہت روئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار کو لہراتے ہوئے گرجدار آواز میں یہاں تک کہہ دیا تھا کہ جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے حقیقت حال کا اعتراف کرتے ہوئے انتہائی درد دل سے اظہار کرتے ہوئے کہا:

مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ.

"جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو حقیقت یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں' اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے یہ بہت بڑی مصیبت کا وقت تھا۔ حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر ایک مرثیہ بھی کہا' چونکہ وہ اعلیٰ پائے کے شاعر بھی تھے یہ مرثیہ پوری تفصیل کے ساتھ سیر اعلام النبلاء' عیون الاثر اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الاستیعاب وغیرہ میں مذکور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ بہت زیادہ ذکر وفکر اور عبادت میں مشغول رہنے لگے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ آدھے دن تک نماز پڑھتے رہتے۔ یہاں تک کہ نصف النہار کا وقت آ جاتا' جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اس میں آپ وقفہ کرتے' پھر نماز ظہر سے نماز عصر تک نماز پڑھتے رہتے۔ پھر رات کا بیشتر حصہ عبادت اور مناجات میں گزرتا' اور یہ معمول زندگی بھر رہا۔ [بحوالہ سیر اعلام النبلاء ۱/ ۲۰۵]

---

حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کا شمار ان جلیل القدر صحابہ کرام میں ہونے لگا جنہوں نے خوب اچھی طرح علم ومعرفت کو حاصل کیا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا بہت گہرا رابطہ تھا۔ غزوہ حنین میں تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں اپنی جان نچھاور کرنے میں کوئی کسر باقی اٹھا نہ رکھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اخلاص اور محبت کو دیکھتے ہوئے فرمایا:

(( ابو سفیان خیرُ اھلی او خیرٌ مِن اھلی )).

''ابوسفیان میرے خاندان کا بہترین شخص ہے''۔ [بحوالہ عیون الاثر ۲/ ۳۷۶]

---

حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وارفتگی کو دیکھتے ہوئے محبت بھرے انداز میں کہا:

(( اَرجو ان یکون حلفًا من حمزۃ )). [بحوالہ السیرۃ الحلبیۃ ۳/ ۱۴]

''میں امید کرتا ہوں کہ یہ حمزہ کا قائم مقام ہوگا''۔

---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طبقات ابن سعد' سیر الاعلام النبلاء اور السیرة الحلبیة میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

(( ابو سفیان بن الحارث سیدُ فِتیانِ اهل الجَنَّة )). [بحواله طبقات ابن سعد ٤/ ٥٣. سير اعلام النبلاء ١/ ٢٠٥. السيدة الحلبية ٣/ ٦٧]

''ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اہل جنت کے نوجوانوں کا سردار ہوگا''۔

---

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جن مسلمانوں نے غزوہ حنین میں حصہ لیا' حضرت جبریل علیہ السلام نے انہیں جنت کی بشارت دیتے ہوئے یہ فرمایا:

(( إِنَّ اللّٰه تکفَّل لهم بأرزاقهم و ارزاق عيالهم في الجَنَّةِ )).

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اور ان کے اہل وعیال کے جنت میں رزق کا ذمہ لے لیا ہے''۔

---

حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ چونکہ ان مجاہدین اسلام میں شامل تھے جنہوں نے غزوہ حنین میں بھرپور حصہ لیا' لہٰذا اس بشارت کے مستحق ٹھہرے۔

۲۰ھ ہجری میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حج ادا کرنے کے بعد حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اور یہ محسوس کر لیا کہ اب چل چلاؤ کا وقت قریب آ چکا ہے۔ واپس مدینہ منورہ میں تشریف لا کر وفات سے تین دن پہلے جنت البقیع میں جا کر خود اپنے لئے قبر کھودی۔ وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے اہل خانہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھ پر رونا نہیں کیونکہ میں نے اسلام قبول کرنے کے بعد کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا۔

جنت البقیع میں اسی قبر میں دفن کیا گیا جو حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے اپنے ہاتھوں سے کھودی تھی' اور امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

اس طرح حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ دنیائے فانی سے کوچ کر کے جنت الفردوس میں جا بسے۔

وہ اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی

---

- حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے مقام ابواء پر پہنچ کر اپنے اسلام قبول کرنے کا عندیہ ظاہر کیا۔
- حضرت ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد غزوہ حنین میں کافروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔
- حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کے غزوہ حنین میں جنگی کردار کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کا اظہار فرمایا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ سے اپنی رضا مندی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ یہ حمزہ بن عبدالمطلب کے قائم مقام ہوگا۔
- ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

  ''کہ ابوسفیان بن حارث نوجوانان جنت کا سردار ہوگا''۔
- ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ:

  ''یہ میرے خاندان کا بہترین شخص ہے''۔
- حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے ۲۰ ہجری کو امیر المومنین سیدنا عمر بن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی اور جنت البقیع کی اس قبر میں دفن کیا گیا جو انہوں نے اپنی وفات کے تین دن پہلے خود اپنے ہاتھوں سے کھودی تھی۔

- حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔
- حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا زیادہ وقت عبادت اور ذکر الٰہی میں صرف کیا۔
- حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کا نام مغیرہ تھا لیکن کنیت نام پر غالب آ گئی۔
- حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے۔
- حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے جنت میں رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔
- حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے بہت تھوڑے وقت میں علم و معرفت کے خزانے حاصل کیے۔
- حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ایک تجربہ کار بہادر اور ایک فصیح و بلیغ شاعر تھے۔

اے جنت کے باشندے الوداع

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



20

# سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



★ سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ بدری صحابہ کرام میں سے تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے اہل بدر میں نے تمہیں بخش دیا''۔ [فرمانِ الٰہی]

★ اے حاطب اللہ تجھے برکت دے۔ [فرمانِ نبوی ﷺ]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ

حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا اصل نام یہ تھا "حاطب بن عمرو بن عمیر اللخمی المکی"۔ اس کا تعلق لخم قبیلے سے تھا اور مکہ معظمہ میں کھانے کی تجارت کیا کرتا تھا اور اس میں یہ بہت ماہر تھا۔ اس کے دوستانہ تعلقات حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منصب رسالت پر فائز ہوتے ہی مکہ معظمہ میں پہلے خفیہ اسلام کی تبلیغ شروع کی جن لوگوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

1. سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
2. سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
3. سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
4. سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
5. سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دارارقم میں ان خوش نصیبوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ اور لوگ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے اور یوں اہل ایمان کی ایک جماعت بن گئی۔

کچھ عرصہ کے بعد حاطب بن عمرو جو حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوا اس کے کان میں اسلام کا نام پڑا' وہ چونکہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور ملاقاتوں میں اسلام کا تذکرہ ہوتا رہتا تھا' لیکن وہ کچھ عرصہ تک تو اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آبائی دین پر ہی قائم رہا اور اس کے بعد اپنے غلام سعد بن خولی کے ہمراہ دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔

جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اسلام کی علانیہ تبلیغ کا حکم دیا تو آپ پورے جوش و جذبے کے ساتھ برسرعام بت پرستی کو ترک کرنے اور ایک اللہ کی عبادت اختیار کرنے کی تلقین کرنے لگے۔ جب آپ نے برسرعام بتوں کی بے ثباتی کا اعلان کیا تو قریشی سردار جو باپ دادا سے بتوں کے پجاری چلے آ رہے تھے وہ بھڑک اُٹھے۔ ابولہب نے ۳۵ سرکردہ افراد کو ساتھ ملا کر نوآموزانِ اسلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں شروع کر دیں۔ نئے مسلمانوں کو اذیتیں دینا شروع کیں' جب ان کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف تکالیف کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو پہلے حبشہ اور پھر مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ میں اپنا گھر اور جائیداد چھوڑ کر مدینہ منورہ کا رخ کیا' وہاں پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ پہنچ کر سب سے پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر کا کیا اور اس کے بعد مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کیا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو عویم بن ساعدہ الانصاری کا دینی بھائی قرار دیا۔

مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کا تاریخی کارنامہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر سرانجام دیا گیا۔

انصار نے اپنے مہاجرین بھائیوں کی دل کھول کر مدد کی۔ اس باہمی محبت اور اخوت کی مثال تاریخ انسانیت میں اور کہیں نہیں ملتی۔ انصار نے اپنے گھر اور جائیداد کا نصف حصہ اپنے مہاجرین بھائیوں کی خدمت میں پیش کر دیا۔ انصار نے اس موقع پر ایثار اور قربانی کی قابل رشک مثالیں قائم کیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ مالدار اور مشہور و معروف تاجر صحابی تھے' اور یہ بڑے ماہر شہسوار اور تیر انداز تھے۔ ان کا شمار ان ماہر تیر اندازوں میں ہوتا تھا جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتماد کیا کرتے تھے۔

صحابہ کرام میں مشہور و معروف تیر انداز یہ تھے۔ [ بحوالہ انساب الاشراف ۱/۳۲۳ ]

1. سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
2. سیدنا سائب بن عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
3. سیدنا مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ
4. سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
5. سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ

---

۲ ھ ہجری میں غزوہ بدر کا تاریخی معرکہ پیش آیا جس میں سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے بھر پور حصہ لیا۔

جنگ بدر میں شریک ہونے والے مجاہدین کی صفوں کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترتیب دے رہے تھے تو آپؐ نے تیر اندازوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

(( اِذَا اَکْثَرُوکُمْ فَارْمُوھُمْ و استبقوا نبلکُمْ و لا تسلّوا السیوف حتی یغشو کم ))۔ [بحوالہ سنن ابی داؤد]

''جب وہ کثیر تعداد میں تم پر حملہ آور ہوں تو تم ان پر تیر برساؤ اور اپنے نیزے سنبھال کر رکھو' جب تک وہ تمہیں آ کر ڈھانپ نہ لیں اپنی تلواریں نیام سے نہ نکالو''۔

جب دوران جنگ مبارزت میں دشمن کے تین سرکردہ افراد مارے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کو یکبارگی حملہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

(( والّذی نفس محمد بیدہ لا یقاتلھم الیوم رجل فیقتل صابرًا محتسبًا مقبلًا غیر مدبرٍ اِلّا ادخلہ اللّٰہ الجنّۃَ ))۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے' آج جو شخص ان سے لڑتا ہوا آگے بڑھتا ہوا مارا گیا' اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا''۔

اس موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے مجاہدین کو لڑائی پر ابھارنے کے لئے یہ بھی ارشاد فرمایا:

(( قُومُوا اِلٰی جَنَّةٍ عرضها السماوات والأرض )).

''جنت کی طرف اٹھ کھڑے ہو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے مطابق ہے''۔

حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ حوصلہ افزاء کلمات سنے تو ہمت اور جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان جنگ میں کود پڑے اور حارث بن عائذ بن اسد کو گرفتار کر کے رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا یہ کارنامہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور جب قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑا گیا تو حارث بن عائذ کا فدیہ سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو دیا گیا۔

یہ کارنامہ تو انہوں نے اللہ کی رضا کے لئے سرانجام دیا' لیکن اس سے انہیں مالی فائدہ بھی خاطر خواہ ہوا۔

---

۳ھ ہجری کو غزوہ اُحد کا معرکہ بپا ہوا' دورانِ جنگ ایک موقعہ ایسا آیا کہ دشمن کا پلہ بھاری ہو گیا اور مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ زخمی ہو کر ایک گڑھے میں گر گئے' آپ کی شہادت کی خبر اڑا دی گئی لیکن یہ خبر غلط تھی آپ زخمی حالت میں اٹھ کر دشمن کے بالمقابل کھڑے ہو گئے۔ جن صحابہ کرام نے اس وقت آپ کو اپنے حصار میں لیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

❶ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ❷ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



3 سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ　4 سیدنا ابو دجانہ انصاری رضی اللہ عنہ

5 سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ　6 سیدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ

7 سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ　8 سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ

9 سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ　10 سیدنا ام عمارہ نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا

دورانِ جنگ سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ماہرانہ تیراندازی سے دشمن کا منہ موڑ دیا۔ اور آخر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیا۔ البتہ اس کا غلام حضرت سعد بن خولی رضی اللہ عنہ کو ایک مشرک نے کاری ضرب لگائی جس سے اس نے جام شہادت نوش کرلیا۔

جنگِ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بھائی عتبہ بن ابی وقاص دشمن فوج میں تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے خود کو توڑنے کے جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بہت کوشش کی کہ اس جرم کا مزا چکھاتے ہوئے وہ خود اس کا سر قلم کرے لیکن وہ ان کے قابو نہ آیا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی تو چشم زدن میں تلوار سے اس کی گردن تن سے جدا کر دی۔

سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے زخمی کیا ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عتبہ کدھر گیا ہے' آپ نے فرمایا کہ اس طرف نکلا ہے۔ میں نے اسی طرف کا رخ کیا اور تھوڑی دیر میں اسے ڈھونڈنے میں کامیاب ہوگیا۔ میں نے اس پر تلوار کا وار کیا جس سے وہ ڈھیر ہوگیا۔ میں اپنے گھوڑے سے اترا' اس کا گھوڑا اور تلوار پکڑی اور لاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ آپ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور میرے حق میں دو دفعہ یہ فرمایا:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ.

''اللہ تجھ سے راضی ہوگیا''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے بدر' اُحد' خندق' حدیبیہ تقریباً تمام معرکوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور ساتھ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر بہت اعتماد تھا۔ آپ نے اسے اپنا سفیر بنا کر مصر کے حکمران مقوقس کی طرف بھی بھیجا' وہاں جا کر انہوں نے سفارت کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔ اس کی گفتگو سن کر مقوقس نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا: تم خود بھی دانا معلوم ہوتے ہو اور جس شخصیت کی طرف سے نمائندگی لے کر آئے ہو وہ بھی دانا ہے۔

٦ ہجری صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرہ العرب کے ارد گرد رہنے والے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دینے کا منصوبہ ترتیب دیا اور اس منصوبے پر عمل پیرا ہونے کے لئے جہاندیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انتخاب کیا اور انہیں اپنے مکتوبات گرامی دے کر بادشاہوں کی طرف روانہ کیا۔ جن صحابہ کرام کا اس سفارت کاری کے لئے انتخاب کیا ان کے اسمائے گرامی علامہ بلاذری نے اپنی کتاب انساب الاشراف میں کچھ اس ترتیب سے درج کئے ہیں' وہ لکھتے ہیں:

1. سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو مقوقس کی طرف سفیر بنا کر بھیجا گیا۔
2. سیدنا شجاع بن وھب اسدی رضی اللہ عنہ کو حارث بن ابی شمر کی طرف سفیر بنا کر بھیجا گیا۔
3. سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصر کی طرف سفیر بنا کر بھیجا گیا۔
4. سیدنا سلیط بن عمرو العامری رضی اللہ عنہ کو ھوذہ بن علی کی طرف سفیر بنا کر بھیجا گیا۔
5. سیدنا عبداللہ بن حذافہ السہمی کو کسریٰ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا گیا۔
6. عمرو بن اُمیہ الضمری کو نجاشی کی طرف سفیر بنا کر بھیجا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف خط لکھا جس کا اصل نام جریج بن مسینا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا متن یہ تھا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من محمد بن عبداللّٰه و رسوله الى مقوقس عظيم القبط.

سلام على من اتبع الهدى. امّا بعد! فانّى ادعوك بدعاية الاسلام اَسلِم تَسلم يؤتك اللّٰه اجرك مرتين فان تولّيت فانما عليك اثم القِبَط. ﴿ يا اهل الكتاب تعالوا اِلى كلمة سواء بيننا و بينكم الاّ نعبد اِلا اللّٰه ولا تشرك بِه شيئًا ولا يتخذ بعضًا بعضًا اربَابًا من دون اللّٰه فَاِن تَوَلَّوْا فقولوا اشهدوا باَنّا مسلمون ﴾

[آل عمران : ٦٤]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد بن عبداللہ اور اللہ کے رسول کی جانب سے قبط کے عظیم مقوقس کی طرف سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی اختیار کرے۔ اما بعد! میں آپ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں' اسلام قبول کر لو اچھے رہو گے' اللہ تجھے دہرا اجر دے گا' اگر تو نے انکار کیا تو قبط کا گناہ بھی تجھ پر ہوگا۔'' اے نبی کہو! اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔ اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صرف کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلم صرف اللہ کی بندگی اور اطاعت کرنے والے ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ نے اس خط میں مہر لگا کر ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کون اس خط کو لے کر مصر کے بادشاہ کی طرف جائے گا' تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے جلدی سے کہا: میں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے ان کے جذبے اور شوق کو دیکھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر فرمایا:

بارك الله فيك يا حاطب.

''حاطب اللہ تجھے برکت دے''۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بڑی خوشی سے یہ خط لیا' اپنی سواری تیار کی اور سفر پر روانہ ہو گیا۔ (بحوالہ السیرۃ الحلبیۃ ۳/ ۲۹۵)

سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی لے کر مصر کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر اس کے بادشاہ مقوقس سے ملے۔

وہ اس سفر کی روئیداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خط دے کر مصر کے بادشاہ مقوقس کی طرف بھیجا' میں وہاں پہنچ کر بادشاہ سے ملا۔ میں نے اس سے کہا دیکھئے مصر میں پہلے ایک ایسا بادشاہ بھی ہوا ہے جو اپنے آپ کو رب کہلاتا تھا' اللہ نے اسے عبرت کا نشان بنا دیا۔ تم بھی اس سے عبرت حاصل کرو۔ اس نے میری بات کا برا نہ منایا اور نہ ہی ناراض ہوا بلکہ بڑے تحمل' حوصلے اور مدبرانہ انداز میں اس نے کہا: ہم ایک دین کے پابند ہیں' اس سے بہتر دین ہمارے سامنے آئے تو ہم اسے قبول کرتے ہوئے پہلے دین کو چھوڑ سکتے ہیں۔

میں نے اسے کہا کہ ہم آپ کو اللہ کے دین اسلام کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسا دین ہے جو تمام ادیان سے بہتر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس دین کی دعوت دی۔ قریش نے آپ پر سختی کی' یہودیوں نے آپ سے دشمنی کی' نصاریٰ نے آپ کے ساتھ نسبتاً بہتر سلوک کیا۔

بخدا موسیٰ علیہ السلام نے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی تھی وہ بعینہٖ اسی طرح ہے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی۔ ہم آپ کو قرآن مجید کی طرف اسی طرح دعوت دیتے ہیں جس طرح اہل تورات تورات کی طرف دیتے ہیں اور اہل انجیل انجیل کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ ہر نبی نے اپنی قوم کو حق کی طرف دعوت دی اور قوم کے فہمیدہ لوگوں نے اسے تسلیم کیا۔ اس دور میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ کے نبی نے آپ کو حق کی دعوت دی تیری فہم و فراست کا تقاضا ہے کہ تم اس دعوت کو قبول کر لو۔ اور اس نبی برحق کی اطاعت اختیار کر لو تمہارے لئے یہی بہتر ہوگا۔ ہم دین مسیح سے آپ کو روکتے نہیں بلکہ ہمارا کہنا یہ ہے کہ دین مسیح کا اصل پیغام یہی ہے کہ نبی برحق کو اپنا پیشوا تسلیم کر لیا جائے۔

مصر کا بادشاہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر بہت متاثر ہوا' حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ بڑی فصاحت و بلاغت سے گفتگو کرنے کا سلیقہ رکھتے تھے' یہ ماہر شہسوار' تجربہ کار تیرانداز اور اعلیٰ درجے کے شاعر بھی تھے۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مصر کا بادشاہ مقوقس میری گفتگو سے بہت زیادہ متاثر ہوا' اس نے میری رہائش کا شاہانہ انتظام کیا۔ ایک دن اس نے مجھے بلایا اور کہنے لگا میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس نے آپ کو سفیر بنا کر میری طرف بھیجا ہے کیا وہ اللہ کے رسولؐ ہیں؟ میں نے کہا: ہاں! بالکل وہ اللہ کے سچے رسولؐ ہیں۔ اس نے کہا پھر اس کی قوم نے مکہ معظمہ سے اسے کیوں نکالا؟ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے سچے رسول تھے' تو پھر اس کی قوم نے اسے تختہ دار پر لٹکانے کا ارادہ کیوں کیا؟ یہ تو اللہ تعالیٰ نے اسے بچا لیا اور اپنی طرف اٹھا لیا۔

میری یہ بات سن کر مقوقس نے کہا بڑے سمجھدار معلوم ہوتے ہو تم بھی دانا ہو اور جس نے تجھے سفیر بنا کر بھیجا ہے وہ بھی بڑے دانا ہیں۔

یہ چند ایک تحائف ہیں' یہ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دینا' اور آپ کے ساتھ میں ایک حفاظتی دستہ بھی بھیج رہا ہوں جو آپ کو وہاں تک پہنچا کر آئے گا جہاں آپ کے لئے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ یہ حفاظتی دستہ آپ کے ساتھ جائے گا۔

[بحوالہ الاستیعاب ۱/۳۵۰۔ تاریخ اسلام ذہبی ۲/۵۱۲۔ البدایہ والنہایہ ۴/۲۷۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سفیر کی حیثیت سے پانچ دن مصر میں مقوقس کے مہمان رہے اور انہوں نے اپنی جچی تلی گفتگو سے مصر کے بادشاہ کو بہت متاثر کیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے قیمتی تحائف ان کے ہاتھ بھیجے' ایک خط بھی لکھا' تحائف میں ایک دلدل نامی سفید رنگ کی خچر بھی تھی۔ ان تحائف میں مصر کی دو حسین و جمیل خواتین بھی تھیں' ایک ماریہ قبطیہ اور دوسری اس کی بہن سیرین ماریہ قبطیہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آئی جس سے ابراہیم پیدا ہوا جو بچپن میں ہی فوت ہو گیا اور دوسری سیرین مشہور و معروف شاعر سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حبالہ عقد میں آئی۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے یہ دونوں بہنیں مسلمان ہو گئی تھیں' ان تحائف میں بیس گز مصر کا نرم و نازک بہترین کپڑا' ایک ہزار مثقال سونا' اعلیٰ قسم کا شہد' لکڑی کی بنی ہوئی سرمہ دانی' آئینہ' کنگھی اور شیشے کا پیالہ بھی تھے۔ یہ سب تحائف حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

السیرۃ الحلبیۃ میں برہان الدین حلبی رقم طراز ہیں کہ مصر کے بادشاہ مقوقس نے سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرمہ لگاتے ہیں' اس نے کہا ہاں بالکل' آپ سفر اور حضر میں یہ چیزیں اپنے پاس رکھتے ہیں:

❶ آئینہ۔ ❷ سرمہ دانی۔ ❸ کنگھی۔ ❹ مسواک۔

گفتگو سے فارغ ہونے کے بعد مصر کے بادشاہ نے تحائف اور حفاظتی دستہ دے کر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ الوداع کیا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے بڑی کامیابی کے ساتھ سفارتی فرائض سر انجام دیئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سفارتی فرائض کی انجام دہی پر بہت خوش ہوئے۔

---

۸ھ ہجری یکم رمضان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں مجاہدین کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تیاری کا حکم دیا اور گرد و نواح کے قبائل کو بھی دعوت دے کر بلا لیا' لیکن اس بات کو صیغہ کو راز میں رکھا گیا ہے کہ اب روانگی کا مقصد کیا ہے' منزل کونسی ہے۔ ہر طرف راستوں میں اپنے کارکن پھیلا دیئے تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ کدھر کا رخ کرنا ہے۔ چند چیدہ چیدہ افراد کو ہی پتہ تھا۔ عین ان دنوں مکہ سے ایک سارہ نامی خاتون مدینہ منورہ میں آئی' یہ بنو عبدالمطلب کی بڑی مشہور و معروف مغنیہ تھی جب یہ مدینہ منورہ پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا مسلمان بن کر آئی ہو؟ تو اس نے کہا: نہیں! میں تو مدد لینے کے لئے آئی ہوں' پرانی بنو عبدالمطلب کی نمک خوار و خدمت گزار ہوں' میری ہر طرح مدد کی جائے' آپ نے پوچھا کہ بنو عبدالمطلب کو کیا ہوا' وہ تمہاری مدد نہیں کرتے۔ اس نے کہا: جنگ بدر کے بعد تو حالات ہی بدل گئے ہیں' کوئی کچھ نہیں دیتا' کوڑی کوڑی کی محتاج ہو چکی ہوں۔ یہ سن کر اس پر ترس آیا اور اس کی مالی مدد کی گئی' اس موقع پر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ اس عورت کے ہاتھ کیوں نہ مکی ارباب حل و عقد کو اطلاع پہنچا دی جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام لے کر مکہ کی طرف آنے والے ہیں' اس اطلاع کا یہ فائدہ ہو سکتا ہے کہ میرے رشتہ دار جو ابھی تک مکہ معظمہ میں ہیں قریش مکہ ان سے نرم رویہ اختیار کریں۔ یہ ایک بشری کمزوری تھی جس کا اظہار حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

اس نے خط لکھ کر اس سارہ نامی خاتون کے سپرد کر دیا اور اس کی کچھ مالی مدد بھی کی اور اس سے کہا کہ یہ خط جا کر مکہ کے ذمہ دار شخص کو دے دینا۔ اس عورت نے وہ خط لے کر اپنے سر کے بالوں میں چھپا لیا۔ جب وہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اطلاع پا کر حضرت علی بن ابی طالب' حضرت عمار بن یاسر' حضرت زبیر بن عوام' حضرت طلحہ' حضرت مقداد بن اسود اور حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہم کو اپنے پاس بلایا' یہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے طاہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سپہ سالار تھے۔

ان سے یہ کہا کہ تم روانہ ہو جاؤ جب تم بارہ میل کے فاصلے پر واقع خاخ نامی باغیچے کے پاس پہنچو گے تو وہاں تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی وہ ایک خط لے کر جا رہی ہے' وہ خط اس سے واپس لانا ہے' اگر وہ خط دینے سے انکار کر دے تو اسے قتل کر دینا۔ یہ صحابہ کرام جب اس مقام پر پہنچے تو وہاں وہ عورت ملی۔ اس نے اس سے خط کے بارے میں پوچھا' اس نے قسم اٹھا کر کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ بعض ساتھیوں نے خیال کیا کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نیام سے تلوار نکالتے ہوئے کہا: ہمارا نبی سچا ہے' خط اس عورت کے پاس ضرور ہے۔ پھر اس عورت کو مخاطب ہو کر کہا: خط نکال ورنہ اسی تلوار سے تیری گردن اڑا دوں گا۔

اس نے ڈرتے ہوئے وہ خط اپنے سر کے بالوں سے نکال کر انہیں دے دیا' یہ خط لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اس عورت کو جانے دیا۔

یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین مکہ کے نام لکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ یہ خط کس کا ہے۔ اس نے کہا: ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جانتا ہوں کہ یہ خط میرا ہے۔ آپ نے پوچھا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حلفاً کہتا ہوں کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے کفر کے بارے میں میں نے کبھی سوچا بھی نہیں' اور جب سے میں نے ان کو چھوڑا ہے کبھی میں نے ان سے محبت کا اظہار نہیں کیا۔ اس موقع پر میں نے سوچا کہ میرے کچھ رشتہ دار وہاں مکہ معظمہ میں قریش کے درمیان رہائش پذیر ہیں' ہو سکتا ہے کہ اس خط کی وجہ سے وہ لوگ میرے رشتہ داروں کے ساتھ نرم رویہ اختیار کریں' اللہ کی قسم اس کے علاوہ میرا کوئی مقصد نہیں تھا۔ اللہ کی قسم مجھے یہ بھی یقین تھا کہ آپ ان پر غلبہ حاصل کر لیں گے' ان سے کچھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں بن سکے گا' میرا یہ خط ان کو کچھ فائدہ نہیں دے گا' بس میرے رشتہ داروں کے لئے کچھ آسانی پیدا ہو جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سچ کہتے ہو''۔ اور اسے معاف کر دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ اس جرم کی پاداش میں اس کی گردن اڑا دوں' آپ نے فرمایا: اے عمر! تم جانتے نہیں ہو یہ بدری صحابی ہے' اہل بدر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں بخش دیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ إِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ أَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ إِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ أَعْدَآءً وَّ يَبْسُطُوْا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴾ [الممتحنہ: ١-٣]

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے اور میری رضا جوئی کی خاطر وطن چھوڑ کر گھروں سے نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم ان کے ساتھ دوستی کی طرح ڈالتے ہو' حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس کو ماننے سے وہ انکار کر چکے ہیں' اور ان کی روش یہ ہے کہ رسول کو اور خود تم کو صرف اس قصور پر جلا وطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو' تم چھپا کر ان کو دوستانہ پیغام بھیجتے ہو' اور حالانکہ جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو علانیہ کرتے ہو ہر چیز کو میں خوب جانتا ہوں' جو شخص بھی تم میں سے ایسا کرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وہ یقیناً راہِ راست سے بھٹک گیا۔ ان کا رویہ تو یہ ہے کہ اگر تم پر قابو پا جائیں تو تمہارے ساتھ دشمنی کریں' ہاتھ اور زبانوں سے تمہیں آزار دیں' وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ' قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں کسی کام آئیں گی نہ تمہاری اولاد' اس روز اللہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا' اور اللہ ہی جو کچھ تم کرتے ہوا سے دیکھنے والا ہے''۔

---

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے جو خط مشرکین مکہ کی طرف بھیجا اس کا متن یہ تھا:

اِنَّ رَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہ وَسَلَّم قد توجّه الیکم بجیشٍ کاللیل، یسیر کالسیل، و اقسم باللّٰہ لو سار الیکم وحدہٗ لینصرن اللّٰہ تعالی علیکم فانه منجزله ما وعده فیکم فان اللّٰہ ناصره و وَلِیُّهٗ. [بحواله السیرة الحلبیة ۳/ ۱۱]

'رسول اللہ ﷺ تمہاری طرف لشکر جرار لے کر چل پڑے ہیں' لشکر سیلاب کی مانند رواں دواں ہے' اللہ کی قسم اگر وہ اکیلے بھی تمہاری طرف چل پڑیں تو اللہ ضرور ان کی مدد کرے گا' اور تمہارے بارے میں جو بھی اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کرنے والا ہے اللہ اس کا مددگار اور دوست ہے''۔

ایسے نازک موقع پر مشرکین مکہ کو خط لکھ کر پیشگی اطلاع دینا یہ بلاشبہ ایک بشری کوتاہی تھی جو ایک بدری صحابی سے سرزد ہوئی' جس کی بروقت اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع دے دی' چونکہ خط لکھنے والے کی نیت میں اپنے رشتہ داروں کی محض ہمدردی تھی' مسلمانوں کو نقصان پہنچانا مقصود نہ تھا' لہٰذا اسے ایک مخلص' ہمدرد' راست گو' بدری صحابی ہونے کے ناطے سے معاف کر دیا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لشکر اسلام مکہ معظمہ میں بڑے منظم طریقے سے انتہائی رازداری کے ساتھ داخل ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ صرف اس کے خلاف ہتھیار اٹھایا جائے' جو لڑائی کے لئے مقابلے میں آ جائے' ورنہ کسی کو کچھ نہ کہا جائے۔ پرامن طریقے سے مکہ فتح ہو گیا۔ لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اس کی منظر کشی قرآن مجید کچھ اس انداز سے کی گئی ہے:

﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ ﴾

''جب اللہ کی مدد آ جائے اور فتح نصیب ہو جائے اور اے نبی تم دیکھ لو کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو' اور اس سے مغفرت کی دعا مانگو' بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے''۔ [سورہ نصر ا۔۳]

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے راضی تھے۔

---

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو انہوں نے دوبارہ اپنی طرف سے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر مصر کے بادشاہ مقوقس کی طرف بھیجا اور انہوں نے کامیاب انداز میں سفارتی فرائض سرانجام دیتے ہوئے مصر کے ساتھ مصالحت کی پالیسی اختیار کی۔ یہ معاہدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک قائم رہا ہے۔ پھر ۲۰ھ ہجری میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب مصر والوں نے معاہدہ توڑا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام مصر پر حملہ آور ہوا اور پورے مصر کو فتح کر کے اسے اسلامی سلطنت کا صوبہ بنا دیا۔ [بحوالہ الاستیعاب ا/ ۳۴۹]

---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام میں سے تھے جنہیں غزوہ بدر میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ میں نے تمہیں بخش دیا۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب صحابہ کرام میں سے تھے جنہوں نے صلح حدیبیہ میں حصہ لیا اور ایک درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی، جن کا قرآن مجید میں اس انداز میں ذکر کیا گیا ہے:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴾ [الفتح: ۱۸]

''اللہ مومنو سے خوش ہو گیا، جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں کا حال اُس کو معلوم تھا، اس لئے اُس نے ان پر سکینت نازل فرمائی، ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی''۔

---

مسلم شریف میں باب فضائل اہل بدر کے ضمن میں ایک روایت منقول ہے جس میں یہ تفصیل بیان کی گئی ہے کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حاطب جہنم میں جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تو جھوٹ بولتا ہے، وہ کبھی جہنم میں نہیں جائے گا، وہ جنتی ہے، اس نے جنگ بدر اور صلح حدیبیہ میں حصہ لیا''۔

[بحوالہ مسلم باب فضائل اہل بدر حدیث نمبر ۲۴۹۴]

---

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کی طرف خط لکھ کر اللہ، اس کے رسول اور اہل ایمان سے خیانت کا ارتکاب کیا ہے، آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اڑا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عمر وہ سچا ہے' اس کے بارے میں اچھی بات کرو' اللہ تعالیٰ نے ان سب لوگوں کو جنت کی بشارت دی ہے جنہوں نے جنگ بدر میں حصہ لیا ہے''۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ [بحوالہ بخاری حدیث نمبر ۳۷۶۲]

---

بخاری شریف میں مذکور ہے کہ اہل بدر روئے زمین کے بہترین انسان تھے۔ ایک دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اہل بدر کیسے لوگ تھے' آپ نے فرمایا:

''ہمارے بہترین لوگ وہی ہیں''۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا:

''وہ فرشتے جنہوں نے جنگ بدر میں حصہ لیا انہیں آسمان والوں میں سب سے بہتر سمجھا جاتا ہے''۔ [بحوالہ بخاری' باب فضل فی شھد بدرا]

---

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے تھے' ایک کا نام عبدالرحمان تھا' یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیدا ہوا اور اسے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا' اور ایک دوسرا بیٹا ہوا جس کا نام یحییٰ بن حاطب تھا' لیکن ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے ۳۰ ہجری کو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی' اس وقت ان کی عمر ۶۵ سال تھی۔ جنت البقیع میں دفن کیا گیا اور امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

اللہ ان سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی

---

- سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ بدری اور شجری صحابہ کرام میں سے تھے۔
- سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ بڑے ماہر تیر انداز اور فصیح و بلیغ شاعر صحابی تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سفیر بنا کر مصر کے بادشاہ مقوقس کی طرف بھیجا اور اس نے بڑی کامیابی سے سفارت کے فرائض سرانجام دیے۔
- غزوۂ اُحد میں سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب صحابہ کرامؓ میں شامل تھے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کی سعادت حاصل کی، اور اس نے عتبہ بن ابی وقاص کا سر اپنی تلوار سے قلم کر دیا تھا' کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کرنے کے جرم کا ارتکاب کیا تھا۔
- سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ دولت مند اور تاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ جب یہ فوت ہوئے تو انہوں نے اپنے ورثے میں چار لاکھ دینار و درہم اور ایک گھر چھوڑا۔ ان کی تجارت بڑی کامیاب تھی' یہ جتنے بڑے ماہر تاجر تھے' اس سے کہیں زیادہ ماہر تیر انداز تھے۔
- حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے تھے' ایک کا نام عبدالرحمان تھا اور دوسرے کا نام یحییٰ تھا۔
- حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ گفتگو بڑے سلیقے سے کیا کرتے تھے' گفتگو کے دوران مخاطب کے سوال کا جواب اس خوبی سے دیتے کہ وہ دیکھتا رہ جاتا۔
- سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں دوبارہ مصر کی جانب سفیر بن کر جانیکا اعزاز حاصل کیا۔
- حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

  ''یہ سچا ہے اس کے بارے میں اچھا رویہ اختیار کرو''۔
- حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۳۰ھ ہجری کو پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



21

# سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک دن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی ہمشیرہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، دیکھ کر واپس جانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معاویہ (رضی اللہ عنہ)! آگے آ جاؤ''۔ تو وہ پاس آ کر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ میں، تم اور یہ یعنی ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) جنت میں اکٹھے ہوں گے''۔

[روایت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

تاریخ ابن عساکر میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

(( دَخَلَ مُعاوِيَةُ عَلَى النَّبِي صلى اللّٰه عليه وسَلَّم ، و عنده ام حبيبة و كانت اِلى جانب النبى صلى اللّٰه عليه وسلّم فلما رأها رجع فقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلّم يا معاويةُ ارجع فرَجَعَ فقعد معهم. فقال له النبى صلى اللّٰه عليه وسلّم : " واللّٰه انّى لأرجو ان اكونَ أنا و اَنْتَ وهٰذِهٖ فِى الجَنَّةِ تدير الكأس بيننا )).

[بحواله تاريخ مدينه مشق تراجم النساء صفحه ۹۰]

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ کے ساتھ ام حبیبہ بیٹھی ہوئی تھی' جب امیر معاویہؓ نے اسے دیکھا تو واپس پلٹ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاویہؓ واپس آ جاؤ' تو وہ واپس آ کر ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاویہؓ مجھے امید ہے کہ میں' تم اور یہ جنت میں اکٹھے ہوں گے' اور ہمارے درمیان جام گردش کرے گا"۔

---

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے' اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پینتیس سال تھی' آپؐ کو چالیس سال کی عمر میں منصب رسالت پر فائز کیا گیا' اس اعتبار سے بعثت نبویؐ سے پانچ سال پہلے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی' اس کے والد کا نام ابوسفیان بن صخر بن حرب تھا' اور والدہ کا نام ہند بنت عتبہ تھا' دونوں نے فتح مکہ کے تاریخی موقع پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی' سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلام تو پہلے ہی قبول کر لیا تھا' لیکن انہوں نے بھی اعلان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فتح مکہ کے موقع پر ہی کیا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ پانچویں پشت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب کے ساتھ مل جاتا ہے' سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تقریباً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہم عمر تھے' لیکن انہوں نے حالت کفر میں بھی کسی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف کوئی حصہ نہیں لیا۔ یہ ایک ایسی خوبی ہے جس میں ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ:

''جس نے اپنی تلوار کو نیام میں ڈال لیا ہے وہ امن میں ہوگا' جو مسجد حرام میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہوگا' جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو گیا وہ امن میں ہوگا' اسے کچھ نہیں کہا جائے گا''۔

اس اعلان سے حضرت ابوسفیان کے گھر کو تاریخی حیثیت مل گئی' جس میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی رہائش پذیر تھے۔

بعد میں ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ہند بنت عتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش دامن بنیں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اہل ایمان کا ماموں بننے کا اعزاز ملا۔ کیونکہ ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ رملۃ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالۂ عقد میں آئی' جبکہ یہ حبشہ میں مقیم تھی' اور حبشہ کے حکمران نجاشی نے شادی کا اہتمام اور جملہ انتظامات کئے تھے۔

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا کیا تو سیدنا امر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ عمرے سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال قینچی سے کاٹے اور وہ اپنے پاس بطور تبرک رکھ لئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنوھوازن کے مقابلے کے لئے ۱۲ ہزار افراد پر مشتمل لشکر تیار کیا تو اس میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ اپنے دونوں بیٹوں یزید بن ابی سفیان اور امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ کے ہمراہ شامل ہوئے۔

بنو ہوازن قبیلہ میدان عرفات کے قریب حنین مقام پر قیام پذیر تھا' یہاں جو جنگ لڑی گئی اسے غزوہ حنین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غزوہ حنین میں دوران جنگ ایک مرحلہ ایسا بھی آیا کہ مجاہدین کے پاؤں اکھڑ گئے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں ڈٹے رہے۔ آپ نے اس موقع پر جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے باآواز بلند یہ کہا:

انا النبیُّ لا کذب

انا ابن عبدالمطلب

''میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں' میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں''۔

دورانِ جنگ دشمن کی طرف سے ایک تیر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں آلگا جس سے ان کی آنکھ کا ڈیلا باہر نکل گیا' وہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپؐ نے اسے دیکھ کر فرمایا' اگر آپ چاہیں تو میں شفا یابی کے لئے دعا کر دوں' لیکن اگر آپ اس تکلیف پر صبر کریں تو اللہ تعالیٰ تجھے اس کے بدلے جنت عطا کرے گا' حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آنکھ نہیں جنت چاہئے' اس جنگ میں آخر کار فتح لشکر اسلام کو ہوئی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کی طرف پیش قدمی کی' اس لشکر میں بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شامل تھے۔

طائف کے محاصرے کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی آپؐ کے ساتھ مدینہ منورہ چلے گئے۔

———○———

طبقات ابن سعد میں مذکور ہے کہ ۸ھ ہجری دس رمضان المبارک بروز بدھ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نائب مقرر کیا' اور دس ہزار پر مشتمل مجاہدین کا لشکر لے کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے' دوران سفر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو دو سو مجاہدین کا لشکر دے کر آگے روانہ کر دیا' تاکہ راستے کی صورتِ حال سے آگاہ رکھیں' چونکہ رمضان کے دن تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان کر دیا کہ ہم حالت سفر میں ہیں' جو مجاہدین ٹیں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



روزہ رکھنا چاہتا ہے وہ رکھے اور جو چھوڑنا چاہتا ہے اسے اجازت ہے۔ جب لشکر اسلام مکہ کے قریب کھلے میدان میں پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے وہاں میدان میں پڑاؤ کرنے کا حکم صادر فرمایا' چونکہ عشاء کا وقت ہو چکا تھا' ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا' آپ نے پورے لشکر کو حکم دیا کہ جگہ جگہ آگ کا الاؤ روشن کیا جائے۔ جب یکبارگی کئی مقامات پر آگ جلائی گئی تو اس سے پورا ماحول جگمگا اٹھا اور مکہ معظمہ میں روشنی کے آثار دکھائی دینے لگے۔

قریشی سردار ابوسفیان نے جب یہ روشنی دیکھی تو گھبرا اٹھا' کہنے لگا یہ کیا ہے؟ صورتِ حال کا جائزہ لینے کے لئے حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ کو ہمراہ لیا اور مکہ سے باہر نکلا راستے میں عباس بن عبدالمطلب ملے' اس سے پوچھا یہ سب کچھ میں کیا دیکھ رہا ہوں' اس نے مسکراتے ہوئے کہا: ابوسفیان جی یہ وہی محمد بن عبداللہ ﷺ ہیں جو لشکر جرار لے کر مکہ کے دہانے پر پہنچ گئے ہیں۔ جسے تم نے یہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔ تیری بہتری اسی میں ہے کہ اسلام قبول کر لو' معافی مانگ لو بچ جاؤ گے' ورنہ تمہاری اب خیر نہیں' ابوسفیان نے تھوڑی دیر سوچا اور پھر کہا ٹھیک ہے' میں اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہوں' حضرت عباس بن عبدالمطلب نے اسی وقت ابوسفیان کو اپنی پناہ میں لیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے' اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی آپؐ نے اسے مشرف باسلام کرنے کے ساتھ یہ بھی اعلان کر دیا کہ آج جو ابوسفیان کے گھر پناہ لے گا اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اس طرح ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ابا جان نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا ہے تو انہوں نے بھی موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

اس کی والدہ ہند بنت عتبہ نے بھی اسلام قبول کر لیا' یاد رہے کہ اسلام قبول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنے سے پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں' اس موقع پر ابوسفیان کے دونوں ساتھی حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے بڑے پر امن طریقے سے مکہ فتح کیا' دس ہزار کے لشکر میں سے صرف دو مجاہد شہید ہوئے۔ ایک کا نام کرز بن جابر فہری تھا' اور دوسرے کا نام خالد بن اشقر خزاعی تھا۔

عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی ام حکیم نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا' لیکن عکرمہ نے مکہ معظمہ کی صورت حال دیکھ کر وہاں سے دوڑ لگا دی تھی' وہ یہ جانتا تھا کہ اب میرا یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں' کسی دوسرے ملک میں جا کر پناہ لے لی جائے۔ لیکن ام حکیم نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے خاوند کے بارے میں معافی کی درخواست پیش کر دی تھی اور آپ نے معاف کرنے کا وعدہ کر لیا تو وہ اپنے خاوند عکرمہ کے تعاقب میں گئی اور اسے سمندر کے ساحل پر تیار کشتی میں سے اتار کر واپس لے آئی' اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا' اور آپؐ نے اسے معاف کر دیا' بعد میں پوری زندگی حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اسلام کی سربلندی کے لئے سرگرم عمل رہے۔

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک کام یہ کیا کہ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت نصب تھے' سب کو اٹھا کر باہر پھینکنے کا حکم دیا اس طرح بیت اللہ کو بتوں سے پاک کر دیا گیا۔

آپ نے اس موقع پر عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے کہا:

(( لا تثریب علیکم الیوم )).

''آج تم پر کوئی قدغن نہیں''۔

رسول اللہ ﷺ طواف کے دوران چھڑی سے بتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ فرما رہے تھے:

(( جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا )).

''حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا' بلاشبہ باطل کو بھاگنا ہی تھا''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ نے اس موقع پر یہ بھی اعلان کیا کہ تم میں سے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے' اگر اس کے گھر میں کوئی بت پڑا ہے تو وہ اسے توڑ کر باہر پھینک دے' اس طرح چشم زدن میں پورے مکے کو بتوں سے پاک صاف کر دیا گیا۔

مکہ معظمہ ۸ھ ہجری ۲۰ رمضان المبارک بروز جمعہ فتح ہوا' اس موقع پر عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ کو مکہ معظمہ کا گورنر مقرر کیا گیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو معلم نامزد کیا گیا۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ہزار کا لشکر لے کر عرفات کے قریب رہائش پذیر بنو ہوازن کے مقابلے کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس میں دس ہزار مجاہدین وہ تھے جو مدینہ منورہ سے تشریف لائے تھے اور دو ہزار مکے سے شامل ہوئے تھے۔

یہ لشکر مقام حنین پر ۸ھ ہجری دس شوال کو پہنچا' چھ شوال کو یہ لشکر مکہ سے روانہ ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں پندرہ دن قیام کیا اور اس دوران نماز دوگانہ پڑھتے رہے۔

غزوہ حنین میں لشکر اسلام کی صف بندی سحری کے وقت کی گئی' لشکر کے گروپ بنائے گئے اور ہر گروپ کا ایک سالار مقرر کیا گیا' اور ہر سالار کے ہاتھ میں ایک جھنڈا دیا گیا۔ جن کو سالار مقرر کیا گیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

❶ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ❷ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

❸ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ❹ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

❺ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ❻ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

لڑائی کے دوران ایک ایسا مرحلہ بھی آیا کہ مجاہدین کے اس میں پاؤں اکھڑ گئے' لیکن پھر جم گئے' اور فتح لشکر اسلام کو نصیب ہوئی' اور اس کے بعد لشکر اسلام نے اٹھارہ دن تک طائف کا محاصرہ کیا' اور بغیر لڑائی کے طائف مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ اور اس کے بعد لشکر اسلام مدینہ منورہ واپس چلا گیا اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی لشکر اسلام کے ساتھ ہی مدینہ منورہ چلے گئے اور وہاں جا کر کاتب وحی وثیقہ نویسی مراسلات کی تحریر اور باہر سے آنے والے مہمانوں کی ضیافت کے فرائض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حسن و خوبی سے سرانجام دینے لگے۔

رسول اللہ ﷺ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بڑا اعتماد تھا' اس لئے وحی کی کتابت کا فریضہ ان کے سپرد کیا۔

---

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی ایک سو تریسٹھ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جن صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① عبداللہ بن عباس
② سیدنا سعید بن مسیب
③ سیدنا ابوادریس خولانی
④ سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمان
⑤ سیدنا عروہ بن زبیر
⑥ سیدنا خالد بن معدان
⑦ سیدنا ہمام بن منبہ
⑧ سیدنا عبداللہ بن عامر
⑨ سیدنا عمیر بن ہانی
⑩ سیدنا سالم بن عبداللہ
⑪ سیدنا محمد بن سیرین
⑫ سیدنا جریر بن عبداللہ
⑬ سیدنا نعمان بن بشیر
⑭ سیدنا عبداللہ بن زبیر

رحمهم الله رحمة واسعة.

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فضائل صحابہؓ میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا کی:

اَللّٰهم علم المعاوية الكتاب والحساب وَ وَقِهِ العذاب.

''الٰہی! معاویہ کو قرآن اور حساب سکھلا اور عذاب سے بچا''۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں دوسری دعا یہ کی:

اَللّٰهم علمه الكتاب و سكن له فى البلاد و وَقِهِ العذاب.

''الٰہی اسے قرآن سکھلا اور ملک میں اسے اقتدار عطا کر اور اسے عذاب سے بچا''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تاریخ کبیر بخاری میں عبدالرحمان بن ابی عمیر کے حوالے سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

اللهم اجعله هاديا مهديا و اهدبه.

''الٰہی اسے ہدایت دینے والا' ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے دوسروں کو ہدایت دے''۔

بلاشبہ یہ دعائیں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت پر دلالت کرتی ہیں۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی ہونے کے ساتھ ساتھ سرکاری مراسلہ نگار بھی تھے۔ باہر سے آنے والے خطوط پڑھ کر رسول اللہ ﷺ کو سنایا کرتے تھے۔

امام بخاریؒ اپنی کتاب تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں کہ جب یمنی سردار وائل بن حجر مدینہ منورہ تشریف لائے اور اس نے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا' تو رسول اللہ ﷺ نے ایک قطعہ اراضی اس کے نام الاٹ کر دیا اور کاغذات کی تیاری اور پلاٹ کی نشاندہی کے لئے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمات حاصل کی گئیں کیونکہ وہ کام کو خوب اچھی طرح جانتے تھے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حساب کتاب کا فن بھی خوب اچھی طرح جانتے تھے' مراسلہ نویسی اور وثیقہ نویسی میں انہیں بہت مہارت حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے سربراہان مملکت کو کوئی خط لکھنا ہوتا تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمات حاصل کی جاتیں۔

---

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد غزوہ حنین اور محاصرہ طائف میں حصہ لیا۔

۱۲ھ ہجری میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب کے خلاف [illegible] گئی' اس لشکر میں سیدنا امیر معاویہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رضی اللہ عنہ کو شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ بلکہ مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے میں وحشی بن حرب' ابو دجانہ' عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہم کے ساتھ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' ان چاروں کی مشترکہ کوشش سے مسیلمہ کذاب کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سرزمین شام کی طرف یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا' لشکر کے روانہ ہو جانے کے بعد مزید مجاہدین مدینہ منورہ میں اکٹھے ہو گئے' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کا امیر سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو نامزد کیا' اور یہ حکم دیا کہ اس لشکر کو لے کر روانہ ہو جائیں اور پہلے روانہ ہونے والے لشکر کے ساتھ جا کر شامل ہو جائیں۔

۱۰ھ ہجری کو لشکر اسلام کے سپہ سالار سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اردن اور اس کے ساتھ واقع ساحلی علاقوں کو فتح کرنے کے لئے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا جس کے مقدمۃ الجیش کا کمانڈر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نامزد کیا گیا۔

۱۸ھ ہجری کو لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کی وفات کی خبر سن کر امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بہت افسردہ ہوئے' اس کی جگہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو لشکر اسلام کا امیر نامزد کیا گیا۔ ان کی قیادت میں سرزمین شام کا مشہور و معروف مرکزی شہر قیساریہ فتح ہوا' امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے' اور امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر مقرر کر دیا۔ ان کی زیر قیادت فتوحات کا دائرہ بڑا وسیع ہوا۔ امیر المومنین ایک دفعہ شام کے دورے پر تشریف لے گئے' سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑی شان و شوکت سے ان کا استقبال کیا۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ کروفر دیکھ کر بڑے ناراض ہوئے' فرمانے لگے میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟ کیا اس لئے آپ کو یہاں کا گورنر بنایا گیا؟ میرا دل چاہتا ہے کہ تجھے میں حکم دوں کہ حجاز تک پیدل سفر کرو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑے مؤدبانہ انداز میں یہ جواب دیا کہ امیر المومنین یہاں کے لوگوں کی عادات قدرے مختلف ہیں' میں نے یہ انداز محض اسلام کی سربلندی وسرفرازی کے لئے اختیار کیا ہے اور یہ یہاں کے لوگوں کے مزاج کے عین مطابق ہے' ورنہ میں اپنی ذات کے لئے قطعاً ایسا کروفر پسند نہیں کرتا۔ یہ جواب سن کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: دیکھئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کس خوبصورتی سے اپنا دفاع کیا ہے' امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یونہی تو ان کو اتنے حساس صوبے کا گورنر نہیں بنایا گیا۔ اس میں یہاں کے لوگوں کو قابو کرنے کی بدرجہ اتم صلاحیت پائی جاتی ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

"معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ عرب کا کسریٰ ہے' یہ ایک قریشی نوجوان ہے اور سردار کا بیٹا ہے"۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما ہونے والوں پر رعب دبدبہ قائم کرنے کے لئے ظاہری شان وشوکت کے قائل تھے۔ ورنہ وہ ذاتی طور پر تواضع اور انکساری ہی کو پسند کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہیں بے پناہ محبت تھی' اس کا پتہ ان کی اس وصیت سے چلتا ہے جو انہوں نے اپنی وفات سے چند دن پہلے کی۔ وصیت کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ

ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرا رہا تھا' آپ نے میری طرف دیکھا' میری قمیص پھٹی ہوئی تھی' وضو سے فارغ ہو کر آپ نے مجھے اپنی قمیص عنایت کی جسے میں نے صرف ایک مرتبہ پہنا اور اس کے بعد میں نے اسے سنبھال کر رکھ لیا۔ اور اس طرح فتح مکہ کے بعد جب آپ نے عمرہ ادا کیا تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا' عمرے سے فارغ ہو کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں نے آپ کے سر کے بال کاٹے اور بالوں کو اپنے پاس تبرک کے طور پر سنبھال لیا اور اسی طرح آپ ؐ کے تراشیدہ ناخن بھی سنبھال کر رکھ لئے' جب میں فوت ہو جاؤں تو رسول اللہ ﷺ کی قمیص میرے کفن میں شامل کر دینا' بال اور ناخن میری آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھ دینا۔

واہ! سبحان اللہ! محبت اس کو کہتے ہیں۔

فدائیت ایسی ہوتی ہے۔

قربان جائیں ایسی محبت اور وارفتگی پر۔

رسول اللہ ﷺ کے دل میں بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بڑا لاڈ پیار تھا' ایک سے زائد بار رسول مکرم نے اس کے لئے دعائیں کیں۔

الٰہی! اسے قرآن کا عالم بنا۔

الٰہی! اسے حساب کتاب کا ماہر بنا۔

الٰہی! اسے اقتدار عطا کرنا۔

الٰہی! اسے عذاب سے بچائے رکھنا۔

جو عذاب سے بچا لیا جاتا ہے' جنت اس کا مقدر ہوتی ہے' گویا ان دعاؤں کے ضمن میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت بھی دی گئی۔

۲۳ھ ہجری میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُس لشکر اسلام کی قیادت کی جس نے عسقلان شہر کو فتح کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عسقلان کی فتح کی خبر سن کر بہت خوش ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے سالانہ دس ہزار دینار وظیفے کا اعلان کیا۔ یہ دارالخلافہ کی طرف سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمات کا اعتراف تھا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نماز فجر پڑھا رہے تھے' ایک ایرانی غلام ابولؤلؤ نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نماز کے دوران زہریلے خنجر کے پے در پے وار کئے' جس سے آپ ؓ گر پڑے۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے بقیہ نماز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پوری کرائی' زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اس کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو انہوں نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ سرزمین روم کے ساحلی علاقوں کے نظم ونسق مزید مربوط بنائیں' کئی مساجد تعمیر کرائیں' پرانے قلعوں کو منظم کریں' مجاہدین کے لئے مکانات تعمیر کرائیں۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کئی مرتبہ مطالبہ کیا تھا کہ روم پر مکمل فتح حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہماری بحری فوج بھی ہو' اس کے ذریعے ان تمام چھاؤنیوں پر قبضہ کیا جائے جو مختلف جزیروں میں قائم ہیں' لیکن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بحری فوج کے حق میں نہ تھے' ان کا خیال یہ تھا کہ فوج کی قیمتی جانیں سمندر کی طوفانی موجوں کی نذر ہو جائیں گی۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت گزاری کا یہ عالم تھا کہ ان کے پاس مادی وسائل موجود تھے' چونکہ دارالخلافہ کی طرف سے اجازت نہ ملی تو انہوں نے کسی قسم کا کوئی اقدام نہیں کیا' جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے تو انہوں نے پھر یہ مطالبہ کیا کہ بحری فوج بنانے کی اجازت دی جائے' اس کے بغیر رومی فوج پر مکمل ہم قبضہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کی بہت سی چھاؤنیاں مختلف جزیروں میں ہیں' ان کو فتح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہماری پاس بحری بیڑا ہو۔ تو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بحری فوج بھرتی کرنے کی اجازت دے دی۔

بحری فوج تشکیل دینے کے بعد سب سے پہلے جزیرہ قبرص کو فتح کیا گیا' یہ جزیرہ ساحل شام سے مغرب کی جانب بحر ابیض میں تھوڑے ہی فاصلے پر واقع ہے' یہ جزیرہ ایک طرف سے قدرے چوڑا اور دوسری طرف سے دم نما باریک ہے' یہ جزیرہ نہایت ہی سرسبز و شاداب ہے' اس میں طرح طرح کے بہترین پھل پائے جاتے ہیں۔ یہ فوجی اعتبار سے بڑا اہم جزیرہ ہے' جس لشکر اسلام نے اس جزیرے کو فتح کیا اس میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی تھے' اس کی بیوی ام حرام بنت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ملحان رضی اللہ عنہا بھی اس لشکر میں شامل تھی۔ وہ گھوڑے سے گر کر شہید ہو گئی اور اسے جزیرہ قبرص میں دفن کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حرام بنت ملحان کے بحری لشکر میں شامل ہونے کی پیش گوئی بھی فرمائی تھی۔ جس لشکر نے جزیرہ قبرص کو فتح کیا اس کی قیادت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود کی۔

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(( اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوا قَالَتْ اُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا فِیْھِمْ قَالَ اَنْتَ فِیْھِمْ ))

''میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جنگ کرے گا' انہوں نے اپنے لئے جنت واجب کر لی' ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ان لوگوں میں میں بھی ہوں گی' رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں تم بھی ہوگی''۔

امت مسلمہ کا یہ پہلا لشکر جس نے جزیرہ قبرص کی طرف پیش قدمی کی اس کا سپہ سالار سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے۔ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا اپنے خاوند حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس لشکر میں شامل تھی جو گھوڑے سے گر کر شہید ہوئی۔ اس سارے لشکر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اس لشکر میں سپہ سالار تھے' لشکر اسلام کو فتح حاصل ہوئی' اور قبرص کے لوگوں کے سات ہزار دینار سالانہ ٹیکس کی ادائیگی کی بنیاد پر صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔

۳۳ ہجری میں اہل قبرص نے بغاوت کر دی اور معاہدے کے مطابق ٹیکس دینے سے انکار کر دیا۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زوردار حملہ کر کے اس بغاوت کو کچل دیا' انہوں نے دوبارہ ٹیکس کی ادائیگی پر امان طلب کی' انہیں امان تو دے دی گئی لیکن وہاں اسلامی فوج کی مستقل چھاؤنی بنا دی گئی' جہاں ہر وقت اسلامی فوج موجود رہتی'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جس کی وجہ سے اہل قبرص کو دوبارہ بغاوت کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

جزیرہ قبرص پر مکمل قبضہ کرنے کے بعد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومی سلطنت کے ماتحت دوسرے بڑے جزیرے روڈس کی طرف لشکر اسلام کو پیش قدمی کا حکم دے دیا' اس جزیرے کو بھی فتح کر لیا گیا' اس جزیرے میں تانبے کا ایک بہت بڑا بت بنا کر نصب کیا گیا' لوگ اس کی پوجا پاٹ کیا کرتے تھے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بت کو پاش پاش کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ ان دونوں جزیروں کے فتح ہونے سے لشکر اسلام کے حوصلے بڑھ گئے۔ رومی سلطنت نے چھ سو بحری جہازوں پر ایک بحری بیڑا تیار کیا تاکہ مصر پر حملہ کیا جائے' لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے مقابلے کے لئے ایک ہزار سات بحری جہازوں پر ایک بڑا تیار کیا' اور خود اس لشکر کی قیادت کی اور رومی بحری فوج کو دندان شکن جواب دیا۔

رومی سلطنت کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ مسلمان اس قدر تیاری کے ساتھ مقابلہ میں اتر آئیں گے۔ اتنی بھاری مقدار میں لشکر اسلام کو سمندر کی لہروں میں دیکھ کر ان کے اوسان خطا ہو گئے۔

———○———

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے دانشور' حوصلہ مند' بردبار معاملہ' فہم اور زیرک انسان تھے۔ قرآن مجید کے بہت بڑے عالم اور حساب کتاب کے بہت بڑے ماہر تھے۔ آپؓ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

افضل الناس من اذا اعطی شکر و اذا ابتلی صَبَر و اذا غضب کظم و اذا قدر غفر و اذا وعد انْجزَ و اذا اساءَ استغفر.

''لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جب اسے کچھ دیا جائے' تو وہ شکر کرے جب کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو صبر کرے' جب غضبناک ہو تو غصے کو پی جائے' جب قادر ہو تو معاف کر دے' جب وعدہ کرے تو اسے پورا کرے اور جب گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے''۔

———○———

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۵ھ ہجری کو تاریخ اسلام کا ایک دردناک واقعہ رونما ہوا۔ مصر' کوفہ اور بصرہ سے شرپسند عناصر مدینہ منورہ پہنچے' انہوں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا' کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں موجود تھے' انہوں نے امیر المومنین سے اجازت طلب کی کہ ہمیں اجازت دیں تاکہ ان بلوا کرنے والوں کو یہاں سے بھگا دیں۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرا دل نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے''۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیں کہ میں ایک ایسا فوجی دستہ مقرر کر دوں جو ان شرپسند عناصر سے مدینہ منورہ کو خالی کرا لے گا' آپؓ نے اس کی بھی اجازت نہ دی' سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ میرے ساتھ دمشق تشریف لے چلیں۔ آپ وہاں آرام سے زندگی بسر کر سکیں گے۔ آپؓ نے فرمایا: میرا دل نہیں چاہتا کہ مدینہ منورہ چھوڑ کر کہیں جاؤں' آپؓ نے جان دینا گوارا کر لی لیکن مدینہ منورہ کو چھوڑنا گوارہ نہیں کیا۔ جمعہ کا دن تھا' آپؓ نے روزہ رکھا ہوا تھا' قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے' اسی حالت میں آپؓ کو شہید کر دیا گیا۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ کیا کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص لیا جائے۔ لیکن سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ ابھی وقت مناسب نہیں' اسی بنا پر جنگ جمل اور جنگ صفین وقوع پذیر ہوئیں۔ ان دونوں جنگوں میں طرفین کے تقریباً ایک لاکھ افراد مارے گئے یہ تاریخ اسلام کا ایک خونچکاں باب ہے۔ لیکن سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو کر امت مسلمہ کو بہت بڑے فتنے سے بچا لیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا تھا:

''یہ میرا بیٹا سردار ہے' مجھے امید ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی اس وقت صحیح ثابت ہوئی جبکہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہونے کا اعلان کرتے ہوئے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی' اور اس کے بعد سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ عراق سے اپنی رہائش مدینہ منورہ میں لے گئے' تاکہ دوبارہ اس قسم کا فتنہ سر نہ اٹھا سکے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی دونوں شہزادوں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی تہہ دل سے قدر کی اور زندگی بھر انہیں کسی قسم کی مالی پریشانی کا سامنا نہ ہونے دیا۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پوری زندگی دونوں شہزادوں کے ساتھ شیر و شکر بن کر رہے اور ان کے ساتھ حد درجہ محبت اور شفقت سے پیش آتے رہے۔

———O———

۴۰ھ ہجری ۱۷ رمضان المبارک کو عبدالرحمان بن ملجم نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اس وقت حملہ کیا جب وہ فجر کی نماز پڑھانے کے لئے مسجد کی طرف جا رہے تھے' آپ کو بہت گہرے زخم لگے اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے رمضان المبارک کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی وفات کے بعد ان کے بڑے بیٹے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو مسند خلافت پر بٹھایا گیا' لیکن انہوں نے چھ ماہ بعد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو کر ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا اعلان کر دیا۔

اس کے بعد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پوری ملت اسلامیہ کے متفقہ امیر بنائے گئے۔

———O———

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ۵۲ھ ہجری کو لشکر اسلام نے قسطنطنیہ شہر کو فتح کیا۔

قسطنطنیہ کا تاریخی نام قیصر ہے۔ آج کل اس شہر کو استنبول کہتے ہیں' جو ترکی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا مرکزی شہر ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے جو لشکر اسلام اس شہر کی طرف روانہ ہوا' اس میں حضرت ابوایوب انصاری' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عبداللہ بن عمر' اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام شامل تھے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ پیرانی سالی کے باوجود اس جنگ میں شریک ہوئے' اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

(( اَوَّلُ جیشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَةَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَھُمْ )). [بخاری]

''میری امت کا پہلا لشکر جو شہر قیصر یعنی قسطنطنیہ میں جنگ کرے گا وہ بخشے ہوئے ہیں' یعنی وہ جنتی ہیں''۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی لئے اس جنگ میں حصہ لیا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مستحق ٹھہرائے جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ یہ پیشین گوئی کی کہ میری امت کا پہلا لشکر جو سمندری جنگ کرے گا وہ جنتی ہے۔

یہ لشکر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جزیرہ قبرص پر حملہ آور ہوا۔ یہ جنگ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وقوع پذیر ہوئی۔

دوسری پیشین گوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ میری امت کا پہلا لشکر جو قسطنطنیہ شہر کو فتح کرے گا وہ جنتی ہے' یہ لشکر بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ترتیب دیا' اس اعتبار سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنہیں زندگی میں جنت کی بشارت ملی۔ اس خوش نصیبی کے کیا کہنے۔ اس اعزاز پہ قربان جائیں۔

---

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں زراعت کو فروغ دیا' نہری نظام کو متعارف کرایا' ڈاکخانے بنوائے' دفاعی انتظامات کے لئے قلعے تعمیر کروائے۔ رعایا کو خوشحال کرنے کے لئے وظائف مقرر کیے۔ عدل و انصاف مہیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنے کے لئے قاضی مقرر کئے' عبادت گزاری کے لئے کئی مساجد تعمیر کروائیں' طب یونانی کو عربی زبان میں منتقل کرنے کا اہتمام کیا۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۸۲ سال کی عمر گزار کر ۶۰ ہجری کو ۱۵ رجب بروز جمعرات کو داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئے۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی

---

- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔
- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد غزوہ حنین اور محاصرہ طائف میں حصہ لیا۔
- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب کو کیفر کردار تک پہنچانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔
- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔
- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرانے کا شرف حاصل کیا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر اپنا قمیص سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو عطا کیا۔
- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ جو قمیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا کی تھی وہ صرف میں نے ایک دفعہ پہنی اس کے بعد اسے سنبھال کر رکھ لیا' اس بابرکت قمیص کو میرے کفن میں شامل کر لینا۔ اور اسی طرح میں نے ایک دفعہ عمرے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال کاٹے اور اپنے پاس محفوظ کر لئے اور آپ کے تراشیدہ ناخن اپنے پاس رکھ لئے۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو بالوں اور ناخنوں کو میری آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھ دینا۔ واہ! سبحان اللہ! محبت اس کو کہتے ہیں۔ عقیدت ایسی ہوتی ہے۔
- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کاتب وحی ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔
- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک ایسے حکمران تھے جس میں حکمت' دانائی' جلال اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امانت وصداقت کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا۔

★ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بحری فوج تشکیل دینے کا کارنامہ سرانجام دیا اور رومی سلطنت کے ماتحت جزیروں پر اپنا قبضہ جما لیا۔

★ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وثیقہ نویسی' مراسلہ نویسی اور بیرونی مہمانوں کی ضیافت کا فریضہ احسن طریق سے سرانجام دیتے رہے۔

★ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۸۲ سال کی عمر پائی۔ ۳۹ سال آٹھ ماہ کا طویل عرصہ مسند اقتدار پر جلوہ افروز رہے۔

★ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعائیں کیں:

الٰہی! اسے قرآن کا علم سکھلا۔

الٰہی! اسے حساب کتاب کا ماہر بنا۔

الٰہی! اسے اقتدار عطا کرنا۔

الٰہی! اسے اپنے عذاب سے بچائے رکھنا۔

★ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرب کا کسریٰ قرار دیا۔

★ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں سرزمین شام میں نہروں کا جال بچھا دیا۔ جس کی وجہ سے زرعی پیداوار کو فروغ حاصل ہوا۔

★ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو حکمرانی کا اہل نہیں دیکھا۔

★ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبتی برادر تھے' وہ اس طرح کہ ان کی ہمشیرہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں۔

★ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی مسلمانوں کے مقابلے میں کسی جنگ میں شرکت نہیں کی۔ یہ ان کا ایک ایسا امتیاز ہے جس میں وہ منفرد دکھائی دیتے ہیں۔

★ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سیادت وقیادت' فہم وفراست' علم وہنر' دین ودانش'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جود وسخا' مہر و وفا اور صدق وصفا کے ایک حسین پیکر تھے۔

- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پانچویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں شامل ہو جاتے ہیں۔
- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی اور یہ تمام اہل ایمان کے ماموں تھے' اس لئے کہ یہ ام المومنین ام حبیبہ رملۃ بنت ابی سفیان کے بھائی تھے۔
- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قریش کے سردار ابوسفیان بن صخر بن حرب کے فرزند ارجمند تھے' جس نے فتح مکہ کے تاریخی موقعہ پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔
- سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اسلام قبول کرنے کے بعد ایک آنکھ غزوہ حنین میں دشمن کا تیر لگنے سے ضائع ہو گئی۔

زخمی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپؐ نے فرمایا کہ اگر آپؐ چاہیں تو میں شفا کے لئے دعا کرتا ہوں' اگر آپؐ صبر کریں تو اللہ اس کے بدلے جنت عطا کرے گا۔ تو ابوسفیانؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آنکھ نہیں جنت چاہئے۔ اور دوسری آنکھ جنگ یرموک میں لڑائی کے دوران ضائع ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اپنی دو محبوب آنکھوں کے ضائع ہونے پر صبر کرے اس کے لئے جنت ہے''۔

- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہند بنت عتبہ نے بھی فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ قریش کی بڑی دانشور خاتون تصور کی جاتی تھی۔
- جب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ملی تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت روئے' اور فرمایا کہ آج علم کا پہاڑ گر گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



22

# سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ)! کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ جنت میں تیرے لئے ایک خوبصورت گھر بنا دے''۔ عرض کی: ''کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!'' رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں تیرا گھر بن چکا ہے''۔ [فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو غزوۂ بدر میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ غزوۂ احد میں انہوں نے جام شہادت نوش کیا اور جنت میں جا مقیم ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو پہلے حبشہ اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

وہ اسد بن خزیمہ کا چشم و چراغ تھے۔ اور بنو امیہ کے حلیف تھے۔ اس کا ایک بھائی ابو احمد تھا اور دوسرا عبیداللہ بن جحش تھا' عبیداللہ بن جحش نے حبشہ میں وفات پائی۔

ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھی۔ سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام امیۃ بنت عبدالمطلب تھا۔ امیۃ بنت عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھی۔

عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا اور سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نانا تھے۔

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں شہادت کی دعا کی تھی جو قبول کر لی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سب سے پہلے ایک قافلے کا امیر نامزد کیا اور اس نے مال غنیمت لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ جس قافلے کا امیر سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو بنایا گیا ان کے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ان الـذيـن امنوا والذين هاجروا و جاهدوا في سبيل الله اولئك

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یرجون رحمۃ اللہ واللہ غفورٌ رحیم ﴾

''بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جن لوگوں نے ہجرت اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ لوگ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

جب سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور اس کا بھائی ابو احمد رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں یہ دونوں عاصم بن ثابت بن ابی الافلح کے پاس ٹھہرے۔

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب یہ تھا:

عبداللہ بن جحش بن ایاب بن یعمر بن حبرۃ مرۃ بن کثیر بن غنم' بن زودان بن اسد بن خزیمہ۔

اس طرح کہ سیدنا عبداللہ کے باپ کا نام جحش اور والدہ کا امیۃ تھا۔ جحش کے والد کا نام ایاب اور امیۃ کے والد کا نام عبدالمطلب تھا۔

سیدنا عبداللہ بن جحش کا خاندان اسد بن خزیمہ سے چلتا ہے اور یہ خاندان بنوامیہ خاندان کا حلیف تھا۔

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت میدانِ احد میں سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب اور سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیٹا اسحاق بن سعد بیان کرتا ہے کہ ہمیں ایک دن ابا جان نے بتایا کہ جنگ احد شروع ہونے سے پہلے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور کہا کیا ہم مل کر دعا نہ کریں' میں نے کہا ضرور دعا کرنی چاہیے' ہم دونوں دعا کرنے کے لئے ایک کونے میں چلے گئے' پہلے میں نے یہ دعا کی:

''الٰہی! جب معرکہ شروع ہو تو میرے مقابلے میں ایک جری دشمن آئے' وہ مجھے گرائے میں اسے گراؤں پھر مجھے اس پر غلبہ حاصل ہو تو اسے قتل کر دوں''۔

تو عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے کہا آمین! پھر اُس نے یہ دُعا کی:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''الٰہی! جب جنگ شروع ہوتو میرا مقابلہ بہادر دشمن سے ہو وہ مجھے گرائے میں اسے گراؤں اور پھر وہ مجھ پر قابو پالے' میرے سینے پر بیٹھ جائے' میری ناک کاٹ دے' میرے کان کاٹ دے' میرا گلا کاٹ دے اور اس طرح مجھے شہادت کا درجہ مل جائے' اور جب قیامت کے دن میں اٹھایا جاؤں اور تیرے سامنے پیش کیا جاؤں تو مجھ سے پوچھے: اے عبداللہ! یہ تیرے ناک' کان' گلے کو کیا ہوا تو میں یہ کہوں الٰہی! یہ سب تیری راہ میں کاٹے گئے ہیں' اور تو یہ کہے عبداللہ تو سچ کہتا ہے''۔

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آمین کہا۔ اور اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی دعا میری دعا سے کہیں بہتر تھی۔ ان کی دعا کو قبول کیا گیا اور انہیں ان کی منشا کے مطابق شہادت ملی۔

پھر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سے کہا: میرے بیٹو! میں نے شام کے وقت دیکھا کہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے کان اور ناک کو ایک دھاگے میں پروکر درخت کے ساتھ لٹکایا ہوا تھا' اس کی دعا میری دعا سے بہتر تھی' اسے اسی طرح شہادت ملی جس طرح وہ چاہتے تھے:

---

حضرت زر بن حبیش بیان کرتے ہیں:

اَوَّلُ رأیةٍ عُقِدَتُ فی الاسلام بعبد اللّٰه بن جحش.

''اسلام میں سب سے پہلے جھنڈا جو بنایا گیا وہ عبداللہ بن جحش کے ہاتھ میں تھمایا گیا''۔

اس کی تفصیل یہ ہے:

مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کے بعد پہلی مرتبہ آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک قافلہ ترتیب دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کے قافلے کو یہ ارشاد فرمایا:

''آج میں تمہارا امیر ایک ایسے شخص کو مقرر کر رہا ہوں جو تم میں سب سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



زیادہ بھوک پیاس کو برداشت کرنے والا ہے''۔

پھر جھنڈا حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھما دیا۔

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ ایک عسکری قافلے کے پہلے امیر مقرر کیے گئے اور اسلامی لشکر کا پہلا جھنڈا اس کے ہاتھ میں تھمایا گیا۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو قافلے کا امیر مقرر کرنے کے بعد ایک خط اس کے سپرد کیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ دو دن کی مسافت طے کرنے کے بعد اس خط کو کھول کر پڑھیں۔ جب قافلے نے دو دن کا سفر طے کر لیا تو عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا' اس میں یہ تحریر تھا کہ آپ اپنا سفر جاری رکھیں' طائف سے آگے مکہ معظمہ کی طرف چلتے جائیں' راستے میں کھجوروں کا ایک باغ آئے گا اس میں پڑاؤ کریں اور وہاں سے اہل مکہ کی حرکات و سکنات پر نگاہ رکھیں۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے خط پڑھ کر سب ساتھیوں کو سنایا اور فرمایا کہ جو جذبہ شہادت دل میں رکھتا ہے وہ میرے ساتھ چلے جو واپس جانا چاہتا ہے اس پر کوئی پابندی نہیں' سب نے یک زبان ہو کر کہا:

''ہم نے کہاں جانا ہے' ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر اپنی جانیں قربان کرنا اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں''۔

قافلے کے آٹھوں افراد حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک ساتھ آگے بڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشاندہی کے مطابق جب طائف سے آگے کھجوروں کا باغ آیا تو اس میں پڑاؤ کیا اور قریش کی نقل و حرکت پر کڑی نگاہ رکھنے لگے۔

ایک دن ایسے ہوا کہ مکے کے چار تاجر تجارتی سامان لے کر مکے کی طرف جا رہے تھے۔ قافلے کی نظر ان پر پڑ گئی۔ وہ چار تاجر یہ تھے:

❶ عمرو بن حضرمی ❷ حکم بن کیسان

❸ عثمان بن عبداللہ ❹ مغیرہ

ان کے پاس سامان تجارت وافر مقدار میں تھا۔ مجاہدین نے باہمی مشورہ کیا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیا کرنا چاہئے۔ اگر ان پر حملہ کرتے ہیں تو یہ حرمت کا مہینہ ہے' اس میں کسی کا خون بہانا درست نہیں۔ اگر انہیں روکا نہ گیا تو یہ شام تک حرم کی حدود میں داخل ہو جائیں گے اور ہم سے صاف بچ نکلیں گے۔ آخر کار طے یہ ہوا کہ انہیں بہر صورت روکا جائے۔ لہٰذا ان تاجروں پر حملہ کر دیا گیا۔ ایک کو قتل کر دیا دو کو گرفتار کر لیا اور ایک بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا' اور سارا سامان تجارت اپنے قبضے میں لے لیا۔

جب عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اپنے قافلے کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ پہنچے تو ان کے ساتھ مال غنیمت اور دو قیدی بھی تھے۔ مال اور قیدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب کچھ دیکھ کر انتہائی ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں تو صرف مشرکین مکہ کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھنے کا حکم دیا تھا۔ کسی کو گرفتار کرنے یا مال اپنے قبضے میں لینے کا تو نہیں کہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی دیکھ کر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ وہ کف افسوس ملنے لگے' یہ ہم سے کیا ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ان کا بائیکاٹ کر دیا' جو بھی ان کے پاس سے گزرتا وہ نفرت کا اظہار کرتے ہوئے منہ پھیر لیتا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو اس وقت اور زیادہ افسوس ہوا جب انہیں یہ پتہ چلا کہ مکہ کے مشرکین یہ واویلا کر رہے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت کے مہینے کا خیال بھی نہیں کیا' حرمت کے مہینے میں خون بہانے کو جائز قرار دے دیا' حرمت کے مہینے میں مال لوٹا اور اسی مہینے میں بے گناہوں کو گرفتار کیا لہٰذا ہمارے لئے بھی ان کا مقابلہ ضروری ہو گا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ بلکہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپ ؐ نے خود ناراضگی کا اظہار کیا۔

ان کا معاشرتی بائیکاٹ کئی دن تک جاری رہا ایک دن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ غم واندوہ کی تصویر بنے بیٹھے تھے' اپنے کئے پر نادم تھے' پریشانی کا غلبہ تھا کہ کسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے آ کر انہیں مبارک باد دی‘ پوچھا کیوں کیا ہوا؟ اس نے بتایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں قرآنی آیات نازل ہوئیں‘ آپ رضی اللہ عنہ کے کارنامے کو اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دے دیا ہے۔

پوچھا واقعی ہمارے بارے میں قرآنی آیات نازل ہوئی ہیں۔ اس نے کہا: ہاں! ہاں! تمہارے بارے میں رسول اللہ ﷺ خوش ہیں۔ پوچھا واقعی یہی بات ہے؟ اس نے کہا بالکل میں سچ کہتا ہوں‘ تو خوشی سے اُٹھے اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب پتہ چلا سب ناراضگی ختم ہر کوئی آ کر ان کو گلے مل رہا ہے‘ مبارک باد دے رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کی بریت کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئی تھیں:

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ﴾

''آپ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ ماہِ حرام میں لڑنا کیسا ہے؟ کہو اس میں لڑنا بہت برا ہے‘ لیکن اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکنا اور اللہ سے کفر کرنا اور مسجد حرام کا راستہ اللہ کے پرستاروں پر بند کرنا اور حرم کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی برا ہے اور فتنہ خون ریزی سے زیادہ بڑا ہے''۔

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ خوش ہوئے اور مال غنیمت میں فدیہ رکھ کر قیدیوں کو آزاد کر دیا گیا۔ مدینہ منورہ میں ہر طرف خوشیاں پھیل گئیں۔

اس طرح تاریخ اسلام میں یہ پہلا مال غنیمت تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو پہلا امیر قافلہ بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تاریخ اسلام میں یہ پہلے شخص ہیں جسے اسلامی لشکر کا جھنڈا سب سے پہلے دیا گیا۔

---

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی وہاں سے واپس مکہ معظمہ تشریف لے آئے پھر مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم نازل ہوا۔

مدینہ منورہ جاتے ہوئے سارا خاندان سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ ان کے بھائی ابواحمد بھی ہمراہ تھے۔ وہ اعلیٰ درجے کے شاعر بھی تھے۔

جب سارا خاندان مکہ معظمہ کو خیر باد کہہ کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا تو بڑا رقت آمیز منظر تھا' آباء و اجداد کے بنائے ہوئے گھر خالی ہو گئے' ہوائیں دروازوں اور کھڑکیوں سے اٹھکیلیاں کرنے لگیں۔

ایک دن ابوجہل نے اسید بن خزیمہ کے خاندان کے گھروں کو دیکھا کہ اتنے عالیشان گھر اب ویران پڑے ہیں' تو اسے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا گھر پسند آیا اور وہ اپنی رہائش اس میں لے آیا۔ جب سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ اس کے گھر میں ابوجہل نے بسیرا کر لیا ہے تو وہ بہت کبیدہ خاطر ہوئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے افسردہ دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے' اتنے غمگین کیوں ہو تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پتہ چلا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے بدترین دشمن نے میرے گھر میں رہائش اختیار کر لی ہے' مجھے یہ سن کر بہت افسوس ہوا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

''اے عبداللہ! کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ اس کے بدلے اللہ تیرا گھر جنت میں بنا دے''۔

عرض کی: ''کیوں نہیں!''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تیرا گھر جنت میں بنا دیا ہے''۔

سبحان اللّٰہ و بحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم۔

---

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ وہ اس طرح کہ امیہ بنت عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھی۔
- سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحشؓ کے بھائی تھے۔
- سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی۔
- سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو اس تاریخی قافلے کا امیر نامزد کیا گیا' جسے مشرکین مکہ کی نگرانی کے لئے بھیجا گیا تھا۔
- سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ماتحت اس قافلے میں عظیم جرنیل حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔
- اس قافلے نے ایک مشرک تاجر کو قتل کر دیا دو کو گرفتار کر لیا اور ایک بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کارروائی کو ناپسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس قافلے کی بریت کے لئے قرآنی آیات نازل کر دیں جن کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کارنامے پر بہت خوش ہوئے۔
- سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے میدان احد میں جام شہادت نوش کیا اور اپنے ماموں سیدنا حمزہؓ بن عبدالمطلب کے ساتھ دفن کئے گئے۔
- سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے شہادت کی دعا کی تھی جو قبول کر لی گئی اور جس طرح شہادت کی تمنا کی تھی' اسی طرح پوری ہوئی۔
- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کو بتایا کہ ہم دونوں نے میدانِ احد میں دعائیں کی تھیں لیکن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی دعا میری دعا سے کہیں بہتر تھی۔
- سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجاہدین کے قافلے کا امیر مقرر کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



23

# سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لَا وَجَبَ اللّٰه عَزَّ وَجَلَّ لَكَ الجَنَّة.

''اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جنت کو واجب کر دیا''۔

[فرمانِ نبوی ﷺ]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے مشہور و معروف قبیلہ خزرج میں سے تھے۔ یہ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے۔ قبیلہ خزرج کی مشہور و معروف شخصیت عبداللہ بن رواحہ نے اس کی پرورش کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ استقبال کرنے والے بچوں میں شامل تھے۔ عبداللہ بن رواحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آنے سے پہلے ہی مکہ معظمہ پہنچ کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ جس کی وجہ سے اہل خانہ اسلام سے متاثر ہوئے اور زید بن ارقم کو بھی اسلام کی نعمت بچپن میں ہی میسر آ گئی۔

مدینہ منورہ میں زمانہ قدیم سے عرب آباد تھے' انہوں نے اپنی گزران کے لئے کھجوروں کے باغات لگا رکھے تھے' ان کے پاس زرعی زمینیں بھی تھیں۔ جن میں کھیتی باڑی کرتے تھے۔ یمن سے کچھ یہودی آ کر مدینہ منورہ میں آباد ہوئے' انہوں نے اپنے گزارے کے لئے مدینہ میں مقیم عربوں کے ہاں ملازمت اختیار کر لی۔ رفتہ رفتہ وہ زمینوں کے مالک بننے لگے۔ مدینہ منورہ کا پہلا نام یثرب تھا۔ یہاں پر آباد عرب دو قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے' ایک قبیلے کا نام خزرج اور دوسرے کا نام اوس۔ یہودیوں نے آہستہ آہستہ سازشیں کرنی شروع کر دیں۔ پھر انہوں نے اپنی دیسسہ کاریوں کے بل بوتے پر اوس اور خزرج کو آپس میں لڑا دیا۔ یہودیوں کا مقصد یہ تھا کہ ان کو آپس میں لڑا کر کمزور کر دیا جائے تا کہ ہمارے پاؤں اور زیادہ مضبوط ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آنے سے پہلے اوس اور خزرج کے درمیان انتہائی خطرناک لڑائی لڑی گئی جس میں بہت زیادہ طرفین کا جانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نقصان ہوا' اس لڑائی کو بعاث کے نام سے تاریخ میں یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا تعلق خزرج قبیلے سے تھا۔ لیکن اسلام کی نعمت سے یہ دونوں قبیلے انصار کے نام سے جانے پہچانے جانے لگے۔

جب رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچنے کی خبر آئی تو بڑے چھوٹے استقبال کے لئے مدینہ سے باہر نکل آئے' عورتیں گھروں کی چھتوں پر یہ منظر دیکھنے کے لئے چڑھ گئیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' وہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمیں دیکھ کر سب چھوٹے بڑے نعرہ زن ہوئے اور یہ کہنے لگے:

''اللہ اکبر' محمد ﷺ تشریف لے آئے' اللہ اکبر' رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے''۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بچے خوشی سے یہ گیت گانے لگے:

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا
ما دعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا
جئت بالامر المطاع

ترجمہ ''وداع کی پہاڑیوں سے چودھویں کا چاند ہم پر طلوع ہوا۔ ہم پہ شکر واجب ہے جس دعا کرنے والے نے اللہ کے لئے دعا کی۔ اے ہم میں بھیجے جانے والے رسول آپ ایسا امر لے کر آئے ہیں جس کی اطاعت کی جائے گی''۔

۲ھ ہجری کو جنگ بدر بپا ہوئی' اس جنگ میں جن بچوں نے لشکر اسلام میں شریک ہونے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن انہیں چھوٹی عمر کی وجہ سے لشکر میں شامل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہ کیا گیا۔ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے جہاد میں شامل نہ کیا گیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

1. عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
2. اُسید بن زید رضی اللہ عنہ
3. رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ
4. براء بن عازب رضی اللہ عنہ
5. اُسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ
6. زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
7. زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

جنگ بدر کے موقع پر یہ سب ابھی چھوٹے بچے تھے۔ اس وجہ سے انہیں لشکر اسلام میں شامل نہیں کیا گیا۔ ان بچوں میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہیں جہاد میں شامل نہ ہونے کا دلی افسوس ہوا اور اس غم میں ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

اس کے بعد جنگ اُحد بپا ہوئی۔ اس میں بعض بچے لشکر اسلام میں گھس گئے تاکہ جہاد کی برکت سے فیضیاب ہوں یا جام شہادت نوش کر کے آخرت کی سرفرازی حاصل کر سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ''شیخان'' مقام پر اسلامی لشکر کو ترتیب دیا تو رسول مکرم ﷺ کی نظر چند چھوٹی عمر کے بچوں پر پڑی۔ علامہ ابن عبدالبر بیان کرتے ہیں کہ جن بچوں کو جنگ اُحد میں لڑنے والے لشکر میں شامل نہیں کیا گیا' ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

1. عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
2. زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
3. اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ
4. براء بن عازب رضی اللہ عنہ
5. اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ
6. عرابۃ بن اوس رضی اللہ عنہ
7. ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
8. زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

ان سب کو چھوٹی عمر کی وجہ سے جنگ اُحد کے موقع پر لشکر اسلام میں شامل نہ کیا گیا۔ البتہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بھائی اوس بن ارقم رضی اللہ عنہ کو لشکر اسلام میں شامل کر لیا گیا کیونکہ وہ جوان ہو چکا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جنگ اُحد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش کیا' جن میں سے چھیاسٹھ انصاری تھے اوران شہداء میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بھائی اوس بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی شامل تھا اورمہاجرین میں سے صرف چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

غزا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تسع عشرۃ غزوۃً کنت معہ فی سبع عشرۃ. (بحوالہ بخاری، کتاب المغازی، باب کم غزا النبی ﷺ)

''رسول اللہ ﷺ نے انیس جنگیں لڑیں اور سترہ جنگوں میں ان کے ساتھ تھا''۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس لشکر میں شامل تھے جو رومیوں کے ساتھ لڑنے کے لئے مؤتہ مقام کی طرف زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ ہوا تھا۔لشکر اسلام تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے دو نائب مقرر کئے تھے۔ایک جعفر بن ابی طالب اور دوسرا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما۔سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی پرورش سیدنا عبداللہ بن رواحہؓ نے کی تھی۔

اس لشکر کی روانگی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو جائے تو لشکر اسلام کی قیادت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کریں گے اور جب وہ شہید ہو جائیں تو لشکر اسلام کی قیادت کا فریضہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سرانجام دیں گے۔یہ تینوں صحابہ کرامؓ یکے بعد دیگرے جنگ مؤتہ میں جام شہادت نوش کر گئے۔اور سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس لشکر کے ساتھ واپس آئے۔جس نے باقی معرکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لڑا۔اس لشکر کا نام رسول اللہ ﷺ نے ''کرارُون'' رکھا کہ یہ دوبارہ حملہ آور ہونے کے لئے وہاں سے واپس آئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



○

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ میں بہت سی خوبیاں تھیں' تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی عزت کیا کرتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے ساتھ محبت سے پیش آیا کرتے تھے۔ یہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میری آنکھوں میں درد ہونے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تیمارداری کے لئے تشریف لائے اور آپ ؐ نے مجھ سے محبت بھرے انداز میں پوچھا: زیدؓ اگر خدانخواستہ تیری نظر چلی جائے تو پھر کیا کرو گے' میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صبر کا مظاہرہ کروں گا۔ آپ ؐ نے یہ جواب سن کر فرمایا اگر تمہارا یہ جذبہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جنت واجب کر دی۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہر نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھتے اور تمام حرکات وسکنات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے۔

ابوداؤد میں ایک روایت منقول ہے جس کے راوی سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے:

اللهم ربّنا و رب كل شيء أنا شهيد انك الرّبُّ وَحْدَكَ لا شريك لك ، اللهم ربنا و رب كل شيء أنا شهيد ان محمدًا عبدك و رسولك ، اللهم ربنا كل شيء أنا شهيد ان العباد كلهم اخوة ، اللهم ربنا و رب كل شيء اجعلني مخلصًا لك و اهلي في كل ساعة في الدنيا و الآخرة يا ذا الجلال و الاكرام واسمع واستجب اللّٰه اكبر الاكبر، اللهم نور السمٰوات والأرض ، اللّٰه اكبر الاكبر، حسبي اللّٰه و نعم الوكيل اللّٰه اكبر الاكبر.

[بحواله سنن ابی داؤد ١/ ٢٣٦، ٢٣٧]

''الٰہی ہمارے رب اور ہر چیز کے رب میں گواہ ہوں کہ تو اکیلا رب ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔ الٰہی ہمارے رب اور ہر چیز کے رب میں گواہ ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں۔ الٰہی ہمارے رب اور ہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چیز کے رب میں گواہ ہوں کہ تیرے بندے سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ الٰہی ہمارے رب اور ہر چیز کے رب مجھے اور میرے اہل کو دنیا و آخرت میں ہر گھڑی اپنا مخلص بنا لے۔ اے جاہ و جلال اور عزت والے رب میری دعا کو سن لے اور قبول کر لے' اللہ بڑا ہے' وہ بڑا ہے۔ الٰہی آسمانوں اور زمین کے نور اللہ بڑا ہے' وہ بڑا ہے۔ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے' اللہ بڑا ہے وہ بڑا ہے''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کن چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگنے کے لئے یہ پڑھا کرتے تھے:

اللّٰھم إنی اعوذبك من العجز والكسل والجبن والبخل و عذاب القبر، اللھم آت نفسی تقواھا و زکّھا و انت خیر من زکّاھا، انت ولیھا و مولٰھا اللھم انی اعوذبك من علم لا ینفع و من قلب لا یخشع و من نفس لا تشبع و من دعوۃ لا یستجاب لھا.

''الٰہی میں تیرے حضور پناہ مانگتا ہوں' عاجزی' سستی' بزدلی' غم اور عذاب قبر سے۔ الٰہی میرے نفس کو تقویٰ عطا کر اور اسے پاک کر دے' تو بہتر ہے جس نے اس کو پاک کیا۔ تو اس کا دوست اور آقا ہے۔ الٰہی میں تیرے حضور پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے' ایسے دل سے جو ڈرتا نہ ہو' ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ کی جائے''۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نابینا ہو گئے تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت واپس لوٹا دی تھی۔ بخاری شریف میں روایت آتی ہے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رمدت عینی فعادنی النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم ثم قال یا زید لو ان عینك لما بھا کیف کنت تصنع؟ قال کنت اصبر و احتسب.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قال: لو ان عینك لما بها ثم صبرت و احتسبت كان ثوابك الجنة.

''میری آنکھ میں درد ہوئی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری تیمار داری کی' پھر فرمایا: اے زید اگر تیری آنکھ کو کچھ ہو جاتا یعنی نظر چلی جاتی تو تم کیا کرتے' میں نے عرض کی میں صبر کرتا اور ثواب کی نیت رکھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اپنی نظر کے چلے جانے پر صبر کرتے اور ثواب کی نیت رکھتے تو تجھے اس کے بدلے جنت ملتی''۔

امام احمد بن حنبلؒ نے اس کو فضائل صحابہؓ کے باب میں نقل کیا ہے۔ اس طرح سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جنت کے مستحق ٹھہرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انصار کے حق میں یہ دعا بھی کی تھی:

اللّٰهم اغفر بالانصار و لابناء الانصار و ابناء ابناء الانصار.

''الٰہی انصار کو بخش دے اور انصار کے بیٹوں کو بخش اور انصار کے پوتوں کو بھی بخش''۔ [بحوالہ جامع الاصول ۹/۱۶۳]

اس دعا کی برکت سیدنا زید بن ارقمؓ کو بھی حاصل ہوئی کیونکہ یہ بھی انصار میں سے تھے۔

انصار کی عظمت اور اہمیت کے حوالے سے مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لا یبغض الانصار رَجُلٌ یومن باللّٰہ و الیوم الآخر )).

''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ انصار سے بغض نہیں رکھتا''۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے گہری محبت تھی' یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے دارالخلافہ کو مدینہ منورہ سے کوفہ منتقل کیا تو سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی کوفے منتقل ہو گئے اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔ ۶۸ ہجری میں بیمار ہوئے اور کوفے میں ہی وفات پائی۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت بچے تھے اور ان بچوں کی صف میں شامل تھے جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ آمد پر خوشی سے ترانہ گایا تھا۔
- غزوہ بدر کے موقع پر سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو چھوٹی عمر کی وجہ سے لشکر اسلام میں شامل نہیں کیا گیا۔
- غزوہ اُحد میں بھی ابھی بچے تھے' اس کے بھائی اوس بن ارقم رضی اللہ عنہ کو لشکر اسلام میں شامل کر لیا گیا اور اس نے جنگ اُحد میں جام شہادت نوش کیا۔
- جنگ اُحد میں ۷۰ صحابہ کرام شہید ہوئے' جن میں ٦٦ صحابہ کرام انصاری تھے اور چار مہاجر تھے۔
- سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے' اُن کی پرورش سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کی۔
- سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے سترہ غزوات میں شرکت کرنے کی سعادت حاصل کی۔
- سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔
- سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بڑے جید عالم تھے' صحابہ کرام اس سے دینی مسائل پوچھا کرتے تھے۔
- سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی ایک دفعہ نظر جاتی رہی لیکن اللہ نے پھر بینائی لوٹا دی۔
- سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ٦٨ھ ہجری میں کوفہ میں وفات پائی اور وہیں دفن کیے گئے۔

وہ اپنے اللہ سے راضی اور اللہ اس سے راضی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



24

# سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صبرًا آلَ یَاسر فَإنَّ مَوعِدَکُمُ الجَنَّة.

''اے آل یاسر! صبر کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے''۔

[فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے والد محترم یمن سے آ کر مکہ معظمہ میں آباد ہو گئے تھے۔ مکہ معظمہ میں بنو مخزوم کے حلیف تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ ان کے غلام تھے۔ بنو مخزوم نے اس کی شادی سمیہ سے کر دی یہ ان کی ایک کنیز تھی اور ان دونوں کو آزاد کر دیا گیا۔ عمار رضی اللہ عنہ ان کا بیٹا تھا' اس نے اپنے والد یاسر اور والدہ سمیہ کے ساتھ اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اس نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اس طرح یہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنہیں دو ہجرتیں کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر میں بھی شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین مکہ نے آلِ یاسر کو بہت زیادہ اذیتیں دیں۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے خاندان کو کفار کی طرف سے کڑی سزا ملتے دیکھی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(( صبرًا آل یاسر فَاِنَّ موعِدَکُم الجَنَّۃَ )).

''اے آل یاسر! صبر کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے''۔

---

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو یقظان تھی' ان کا قد لمبا تھا لیکن سر گنجا تھا' چند بال سر کے اگلے حصہ میں اور چند سر کے پچھلے حصے میں تھے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفے کا گورنر مقرر کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ بہت پیار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیا کرتے تھے۔ اس کو الطیب المطیب کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اس کی آمد پر رسول اللہ ﷺ خوشی کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ اس کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے کہ

''ایمان اس کے رگ وریشے میں رچا بسا ہے''۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

(( مَنْ حَقَّرَ عَمَّارًا اَحْقَرَهُ اللّٰهُ )).

''جس نے عمار کی توہین کی اللہ اسے ذلیل وخوار کرے گا''۔

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اَوَّلُ مَنْ اَظْهَرَ الاِسْلَام سبعةٌ : رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَ اَبُوْبَكْرٍ وَ بِلَالُ وَ عَمَّارٌ وَ خَبَّابٌ وَ صُهَيْبٌ وَ سُمَيَّةُ وَ اُمِّ عُمَّارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

''سب سے پہلے جنہوں نے اسلام کا اعلان کیا وہ سات ہیں: ابوبکر' بلال' عمار' خباب' صہیب' سمیۃ اور ام عمار رضی اللہ عنہم''۔

اس طرح سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور اس کی والدہ سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا اور جنت میں اپنا ٹھکانا بنایا۔

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے جن جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

1. سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
2. سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
3. سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ
4. سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



❺ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ❻ سیدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

❼ سیدنا ابوطفیل رضی اللہ عنہ ❽ سیدنا ابوالآس الخزاعی رضی اللہ عنہ

❾ سیدنا عبدالرحمان بن ابزی رضی اللہ عنہ

اور جن تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

❶ محمد بن عمار رحمۃ اللہ علیہ ❷ محمد بن حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

❸ سعید بن میسب رحمۃ اللہ علیہ ❹ ابوبکر بن عبدالرحمان بن حارث رحمۃ اللہ علیہ

❺ علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ ❻ ہمام بن حارث رحمۃ اللہ علیہ

❼ ابووائل رحمۃ اللہ علیہ ❽ زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ

❾ نعیم بن حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ ❿ میمون بن ابی شبیب رحمۃ اللہ علیہ

———○———

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ دَیُّوثٌ )).

''دیوث شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا''۔

دیوث شخص اس کو کہتے ہیں کہ جس کی بیوی' بیٹی یا بہن اس کے سامنے کسی بے حیائی کا ارتکاب کرے اور اس کے کان پر جوں تک نہ رینگے۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی روایت بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( ثلاثةٌ لا یدخلون الجنة: ❶ الدیوثُ من الرجال ❷ والرجلة من النساء ❸ و مدمن الخمر )).

''تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہوں گے: ❶ آدمیوں میں سے دیوث۔ ❷ عورتوں میں سے جو مردوں کی نقالی کرتی ہیں۔ ❸ شراب کا رسیا''۔

———○———

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مِنَ الفطرة ، المَضمَضَةُ ، والِاستِنشَاقُ وَ قَصُّ الشَّارِبِ ، و تقليم الاظفار ، و غسل البراجم ، و نتف الإبط ، والإستحداد ، والِانتِضَاحُ ، وَالِاختتانُ )).

''کہ یہ اعمال انسانی فطرت کا حصہ ہیں' کلی کرنا' ناک میں پانی چڑھانا' مونچھیں کٹوانا' ناخن تراشنا' انگلیوں کی گانٹھیں دھونا' بغل کے بال نوچنا' ریزر استعمال کرنا' وضو کے بعد اپنے اگلے حصے پر پانی چھڑکنا اور ختنہ کرانا''۔

---

ایک دفعہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے مغرب کے بعد چھ رکعت نماز ادا کی تو اس کے بیٹے نے پوچھا کہ یہ نماز کیسی ہے؟ تو سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رَأَيتُ حَبِيبِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بَعدَ المَغرِبِ سِتَّ رَكعَاتٍ وَ قَالَ مَن صَلَّى بَعدَ المَغرِبِ سِتَّ رَكعَاتٍ غُفِرَتُ لَه ذُنُوبُهُ وَلَو كَانَت ذُنُوبُهُ مِثلَ زَبَدِ البَحرِ.

''میں نے اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انہوں نے مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھی اور یہ ارشاد فرمایا کہ جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت نماز ادا کی اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں' خواہ وہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں''۔

---

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کا والد یاسر یمن کا رہنے والا تھا' ایک دفعہ وہ اور اس کے دو بھائی حارث اور مالک تینوں مکہ معظمہ دیکھنے کے لئے گئے' دو بھائی حارث اور مالک تو مکہ معظمہ میں چند دن ٹھہر کر واپس اپنے وطن چلے گئے لیکن یاسر کو مکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بہت پسند آیا' اس نے یہیں مستقل رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس وقت کے دستور کے مطابق مستقل سکونت اختیار کرنے کے لئے شرط یہ تھی کہ کسی مقامی باشندے کی ضمانت حاصل کی جائے تو یاسر نے بنو مخزوم قبیلے کے ابو حذیفہ بن عبداللہ مخزومیؓ کی ضمانت حاصل کر لی۔ اس طرح انہیں مکہ معظمہ میں مستقل رہنے کا جواز حاصل ہو گیا۔ ابو حذیفہ بن عبداللہؓ اور یاسرؓ کے تعلقات رفتہ رفتہ بہت بہتر ہو گئے' اس کے پاس ایک کنیز تھی' جس کا نام سمیہ تھا' وہ بڑی سلیقہ شعار تھی' اس کی شادی یاسر سے کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک جوڑے کو تین بیٹے عطا کئے عمار' عبداللہ اور حریث۔

——— O ———

جن افراد نے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی ان میں حضرت سمیہ اور اس کے بیٹے عمار کا نام بھی آتا ہے۔

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو اسلام قبول کرنے کے بعد دردناک سزاؤں کا سامنا کرنا پڑا' لیکن اس کے پایہ استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی۔ ابو جہل نے اسے کہا: اسلام چھوڑ دو۔ اس نے کہا: یہ نہیں ہو سکتا' جان دے سکتی ہوں' اسلام کو نہیں چھوڑ سکتی۔ ابو جہل نے دو اونٹ منگوائے' دونوں اونٹ مخالف سمت میں کھڑے کر کے حضرت سمیہ کی ایک ٹانگ ایک اونٹ کے ساتھ باندھ دی گئی اور دوسری دوسرے اونٹ کے ساتھ۔ اسے کہا: اب بھی باز آ جاؤ' اسلام کو چھوڑ دو تو تجھے آزاد کر دیا جائے گا۔ اس نے کہا: یہ نہیں ہو سکتا۔ اس ظالم نے سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کے دل پر نیزا مارا اور مخالف سمت کھڑے اونٹوں کو دوڑا دیا جس سے سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کے جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس طرح اسے تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ واقعہ ہجرت سے سات سال پہلے مکہ معظمہ میں وقوع پذیر ہوا۔

سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ پر بھی اسلام قبول کرنے کی پاداش میں مصائب کے پہاڑ لادے گئے اور وہ ان مصائب اور مشکلات کی تاب نہ لاتے ہوئے اللہ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پیارے ہو گئے۔

میاں بیوی کے جام شہادت نوش کر جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ اسے دیکھ کر خوشی کا اظہار فرماتے۔ جب میدان بدر میں ابوجہل کو قتل کر دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہا وہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تیری والدہ کے قاتل کو جہنم رسید کر دیا ہے۔ دیکھو یہ اللہ کا دشمن کیسی ذلت کی موت مرا ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اتنی قدر تھی کہ ایک مرتبہ اس کے بارے میں آپؐ نے ارشاد فرمایا جس نے عمار کو حقیر جانا اللہ اسے ذلیل وخوار کرے گا۔

———O———

یاسر کے پورے خاندان کو اسلام قبول کرنے کے بعد انتہائی مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے صبر کا دامن تھامے رکھا۔ ایسے ہی اہل ایمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ [التوبہ: ۱۱۱]

''بلاشبہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں' وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں' مارتے اور مرتے ہیں' ان سے جنت کا وعدہ اللہ کے ذمے ایک پختہ وعدہ ہے' تورات' انجیل اور قرآن میں اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہو' پس خوشیاں مناؤ تم اس سودے پر جو تم نے اللہ سے کر لیا ہے' یہی سب سے بڑی کامیابی ہے''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جو اہل ایمان ایسا کردار پیش کریں جو آل یاسر نے پیش کیا ان کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ۹۰ سال سے کچھ زائد عمر میں جنگ صفین کے دوران وفات پائی۔

---

- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب افراد میں سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔
- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔
- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے دو ہجرتیں کرنے کا شرف حاصل کیا' پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینہ منورہ کی طرف۔
- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پہلی شہیدہ اسلام حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔
- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو یقظان تھی۔
- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے دو اور بھائی بھی تھے ایک کا نام عبداللہ تھا اور دوسرے کا نام حریث تھا۔
- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا والد یاسر یمن کا رہنے والا تھا اور مکہ معظمہ میں آ کر آباد ہو گیا۔ یہ بنو مخزوم قبیلے کا حلیف تھا۔ مکہ میں اس کی شادی حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔
- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطیب المطیب کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔
- غزوہ بدر میں جب ابو جہل کو قتل کر دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''دیکھو اللہ تعالیٰ نے تیری والدہ کے قاتل کو کس ذلت اور رسوائی سے جہنم رسید کیا ہے''۔
- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ چونکہ بدری صحابی تھے اور اللہ تعالیٰ نے تمام بدری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صحابہ کو جنتی قرار دیا ہے۔

- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا ایک کان جہاد کے دوران کٹ گیا تھا' اور وہ اس کان کو دوسرے سے بہتر قرار دیتے تھے۔
- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے عالم تھے۔ کبار صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ نے ان سے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔
- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے خاندان کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین دردناک تکالیف سے دوچار کر رہے ہیں تو آپؐ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: اے آل یاسر صبر کرو' تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔
- سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ۹۰ سال سے زائد عمر پائی اور جنگ صفین کے دوران اللہ کو پیارے ہوئے۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# کتابیات


١ـ صحيح البخاری
٢ـ صحيح مسلم
٣ـ جامع الترمذی
٤ـ مسند امام احمد
٥ـ طبقات ابن سعد
٦ـ ابن ماجة
٧ـ كنز العمال
٨ـ مجمع الزوائد
٩ـ تاريخ بغداد
١٠ـ المعجم الكبير طبرانی
١١ـ المعجم الاوسط طبرانی
١٢ـ المستدرك حاكم
١٣ـ الاصابة فی معرفة الصحابه
١٤ـ الاستيعاب
١٥ـ سير اعلام النبلاء
١٦ـ اسد الغابة
١٧ـ فتح الباری
١٨ـ مسند ابی يعلی
١٩ـ البداية والنهاية
٢٠ـ تهذيب ابن عساكر
٢١ـ تقريب التهذيب
٢٢ـ تهذيب التهذيب
٢٣ـ جمهرةُ انساب العرب
٢٤ـ سنن ابی داؤد
٢٥ـ تجريد اسماء الصحابه
٢٦ـ تذكرة الحفاظ
٢٧ـ العبر فی خبر من غبر
٢٨ـ الروض الأنف
٢٩ـ تاريخ الطبری
٣٠ـ شذرات الذهب فی اخبار من ذهب
٣١ـ تهذيب الاسماء واللغات
٣٢ـ حلية الاولياء
٣٣ـ صفة الصفوة
٣٤ـ جامع الاصول
٣٥ـ حياة الصحابة
٣٦ـ دلائل النبوة
٣٧ـ السيرة الحلبية
٣٨ـ عيون الاثر
٣٩ـ سيرة ابن هشام
٤٠ـ معجم البلدان


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



٤١ـ الأعلام زركلى
٤٢ـ الكامل فى التاريخ
٤٣ـ طبقات ابن سعد
٤٤ـ تسب قريش
٤٥ـ المعرفة و التاريخ
٤٦ـ انساب الأشراف
٤٧ـ مروج الذهب
٤٨ـ تاريخ ابن عساكر
٤٩ـ طبقات فقهائے يمن
٥٠ـ الرياض النضرة
٥١ـ العقد الثمين
٥٢ـ تاريخ الخلفاء
٥٣ـ مرأة الجنان
٥٤ـ المطالب العالية
٥٥ـ المحبر
٥٦ـ وفيات الاعيان
٥٧ـ والوافى بالوفيات
٥٨ـ تذكرة الحفاظ
٥٩ـ طبقات الجنابله
٦٠ـ تاريخ خليفة

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظ بہ لفظ اور با محاورہ آسان اردو ترجمہ قرآن اور مستند کتب تفسیر سے ماخوذ ضروری حواشی

# تفہیم الفرقان

مترجم حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

- قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جو تا قیامت انسانیت کے لئے ذریعہ ہدایت ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ اس کے معانی و مطالب کو سمجھا جائے۔ قرآن فہمی کے لئے ترجمہ قرآن اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مختلف زبانوں میں قرآن کے بے شمار تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں سے ایک اہم زبان اردو بھی ہے جس میں سیکڑوں مکمل اور ہزار کے قریب نامکمل تراجم منظر عام پر آ چکے ہیں۔
- البتہ عربی زبان و ادب اور دینی تعلیم سے لاعلمی کے سبب اکثر اوقات اردو خواں طبقہ بھی محض ترجمہ قرآن سے پورا مفہوم اور مراد الٰہی سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔ اس لئے ضرورت اس چیز کی تھی کہ ترجمہ قرآن کے ساتھ ساتھ بریکٹوں یا مختصر حواشی کی مدد سے ان مقامات کی توضیح کر دی جائے جہاں صرف ترجمہ سے بات پوری طرح سے سمجھ میں نہیں آتی۔
- پیش نظر ترجمہ قرآن "تفہیم الفرقان" میں پہلی بار اس ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
- ترجمہ کرتے ہوئے عربی الفاظ کے قریب تر اردو الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ترجمے میں عربی زبان کے اصول و قواعد کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ مشکل الفاظ کے بجائے سادہ اور آسان الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ترجمہ و حواشی میں مشکل مقامات پر معتبر تفاسیر و تراجم استفادہ کیا گیا ہے۔
- اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اسے عامۃ المسلمین کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

Rs: 750/- آرٹ پیپر Page: 1104

مکتبۃ الفہیم
مئو ناتھ بھنجن یوپی
ریحان مارکیٹ ڈھوبیا الی روڈ، صدر چوک مئو ناتھ بھنجن
P: 0547-2222013 - 9236761926
Email: faheembooks@gmail.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# خواتین اسلام کے لئے چند اہم علمی کتابیں

| | | | |
|---|---|---|---|
| خواتین اہل بیت | مجلد | احمد خلیل جمعہ (ترجمہ: محمود احمد غضنفر) | 425/= |
| نساء الانبیاء | مجلد | احمد خلیل جمعہ (ترجمہ: محمود احمد غضنفر) | 165/= |
| صحابیات طیبات | مجلد | احمد خلیل جمعہ (ترجمہ: محمود احمد غضنفر) | 400/= |
| ساٹھ باکمال خواتین | مجلد | مولانا محمد اسحاق بھٹی | 150/= |
| تذکرہ صحابیات | مجلد | مولانا محمد اسحاق بھٹی | 170/= |
| اسلام کی بیٹیاں ڈیلکس | مجلد | مولانا محمد اسحاق بھٹی | 350/= |
| مثالی خاتون | مجلد | فضیلۃ الشیخ مجدی فتح السید | 140/= |
| خواتین کیلئے پانچ سو نصیحتیں | مجلد | فضیلۃ الشیخ مجدی فتح السید | 110/= |
| فتاویٰ برائے خواتین | مجلد | محمد بن عبدالعزیز المسند | 270/= |
| فتاویٰ نکاح وطلاق | مجلد | حافظ عمران ایوب لاہوری | 380/= |
| هدية النساء | مجلد | حافظ مبشر حسین | 300/= |
| هدية العروس | مجلد | حافظ مبشر حسین | 300/= |
| خواتین کے لئے پچاس احادیث | | شیخ اسعد اعظمی | 50/= |
| خواتین کے لئے 80 احکام القرآن | مجلد | علامہ نواب محمد صدیق حسن خان بھوپالی | 170/= |
| عورتوں کے امتیازی مسائل | مجلد | حافظ صلاح الدین یوسف | 165/= |
| خواتین کے حقوق وفرائض | | ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر | 50/= |
| سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے سنہرے واقعات | | عبدالمالک مجاہد | 260/= |
| یونیورسٹی کینٹین میں (پردہ) | | ڈاکٹر عبدالرحمٰن العریفی | 135/= |
| لباس اور پردہ | | حافظ صلاح الدین یوسف | 75/= |
| خاتون اسلام | مجلد | ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہریؒ | 110/= |
| لباس وحجاب کی کتاب | | حافظ عمران ایوب لاہوری | 85/= |
| لڑکیوں کی بغاوت اسباب وعلاج | | شیخ مقصود الحسن فیضی | 60/= |
| زیبائش نسواں | | محمد بن عبدالعزیز المسند | 85/= |
| سیرت فاطمۃ الزہراءؓ | | مولانا عبدالمجید خادم سوہدری | 70/= |
| مومن عورتوں کی کرامات | | شیخ امیر حمزہ حفظہ اللہ | 80/= |
| اسلام عورت اور یورپ | | ابوسعد احسان الحق شہباز | 70/= |
| پردہ محافظ نسواں | | شیخ بکر بن عبداللہ ابوزید | 80/= |
| سیرت خدیجۃ الکبریٰ | | حکیم محمد ادریس فاروقی | 70/= |

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضي الله عنهم ورضوا عنه
ذلك الفوز العظيم
(المائدة: ۱۱۹)

اللہ ان (صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم) سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے یہ کتنی ہی بڑی کامیابی ہے!!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں


| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | علماء صحابہ رضی اللہ عنہم |
| تالیف | : | احمد خلیل جمعۃ |
| اردو قالب | : | ابوضیاء محمود احمد غضنفر حفظہ اللہ |
| طابع وناشر | : | مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی |
| سال اشاعت | : | جولائی ۱۳۰۲ء |
| تعداد اشاعت | : | ایک ہزار ایک سو |
| صفحات | : | 608 |

باہتمام

شفیق الرحمٰن، عزیز الرحمٰن

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

**MAKTABA AL-FAHEEM**
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

# مبشر صحابہ رضی اللہ عنہم

تاریخ انسانی میں انبیاء ورسل علیہم السلام کو اپنی دعوت اور مشن کے لحاظ سے ایک
رادیت حاصل ہے۔ان انبیاء میں حضور ختمی مرتبت محمد رسول ﷺ ایک امتیاز خاص
ے حامل ہیں۔اسی طرح تاریخ انسانی کے مختلف گروہوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
وایک خصوصی عظمت میسر ہے قرآن مجید نے ان کو راشدون، صادقون، فائزون اور
لحون کے القابات سے نوازا۔اللہ تعالیٰ نے اس گروہ سے اپنے راضی ہونے کا
لان کیا اور یہ صفا کش حضرات بھی اپنے مالک سے راضی ہوگئے یہ سب حضرات اپنی
دگی کے نصب العین کو پانے میں کامیاب ہوگئے اور جنت النعیم کے حق دار ٹھہرے،
ران میں چوبیس وہ خوش نصیب ہیں جن کو ان کی زندگیوں میں جنت میں داخل
نے کی بشارت دی گئی ہمارے یہاں عام طور پر اس سعادت کا حامل عشرہ مبشرہ سمجھا
تا ہے۔مگر زبان رسالت مآب ﷺ سے جن مزید چودہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس
تحقاق کا مژدہ سنایا گیا ان سب کا مجموعہ اب مبشر صحابہؓ کے نام سے شائع ہورہا ہے۔

مبشر صحابہؓ کی تالیف لطیف برصغیر کے نامور عالم دین اور مورخ اسلام مولانا محمود
مد غضنفر حفظہ اللہ تعالیٰ کے ذات تحقیق کا شاہکار ہے۔اس سے قبل سیرت صحابہؓ پر ان
کے مشہور مجموعے اہل علم سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔مگر اس تصنیف میں
ہوں نے ذخیرہ تاریخ میں کچھ ایسے جواہر پاروں کا انتخاب کیا ہے۔جو اردو زبان
ں پہلی مرتبہ ایک خاص اسلوب تحقیق کے ساتھ منصۂ شہود پر آرہا ہے، اس کتاب
ں اپنی حیات ہی میں جنت کی بشارت حاصل کرنے والے صحابہ کرامؓ کی سیرت و
وانح پر مستند معلومات کا ذخیرہ فراہم کیا گیا ہے۔کتاب اپنے لوازمے اور اسلوب ہر
واعتبار سے لائق مطالعہ ہے۔امید ہے کہ اپنے تحقیقی لوازمے اور طباعتی حسن کے
عث اس کا عامۃ المسلمین میں شایان شان استقبال ہوگا۔

**پروفیسر عبدالجبار شاکر**
ڈائریکٹر بیت الحکمت لاہور


**MAKTABA AL-FAHEEM**
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : faheembooks@gmail.com
Facebook : maktabaalfaheem


Current Price 360/-